کیا قرآنِ پاک کلامِ الٰہی ہے؟
(اسلام.... ایک تعارف)
www.KitaboSunnat.com
مصنّف: ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائک
ترجمہ: محمّد زاہد ملک

کیا قرآنِ پاک کلامِ الٰہی ہے؟

(اسلام.... ایک تعارف)

مصنّف ــــــــــــ ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائک

ترجمہ ــــــــــــ محمّد زاھد ملک

زبیر پبلشرز اُردو بازار لاہور

نام کتاب .... کیا قرآن پاک کلام الٰہی ہے؟

تلخیص و ترجمہ .... محمد زاہد ملک

ناشر .... مشتاق احمد

مشتاق بک کارنر، لاہور

کمپوزنگ .... رفاقت علی

پروف ریڈنگ .... قاری نجم احمد صدیقی

سن اشاعت 2006ء

مطبع .... [illegible] پرنٹرز، لاہور

قیمت 120

استدعا

پروردگارِ عالم کے فضل، کرم اور مہربانی سے، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت، تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔
بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہِ کرم مطلع فرما دیں۔ ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم آپ کے بے حد مشکور ہوں گے۔ (ناشر)

فہرست

(حصّہ اوّل)

کیا قرآن پاک کلام الٰہی ہے؟

(ڈاکٹر محمد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے کر رہے ہیں۔ بھائی اشرف محمدی تلاوت قرآن پاک کی سعادت حاصل کریں گے۔

بھائی اشرف محمدی

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ

سورۃ سجدہ...... سورۃ نمبر 32...... آیات نمبر 1 تا 3 کی تلاوت کی گئی جس کا ترجمہ درج ذیل میں پیش ہے:

''کتاب کا اتارنا بے شک پروردگار عالم کی طرف سے ہے۔ کیا کہتے ہیں ان کی بنائی ہوئی ہے بلکہ وہی حق ہے تمھارے رب کی طرف سے کہ تم ڈراؤ ایسے لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہ آیا اس امید پر کہ وہ راہ پائیں۔ اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ بھی ہے چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استوا فرمایا اس سے چھوٹ کر تمہارا کوئی حمایتی اور نہ سفارشی تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔''

اس کے بعد سورۃ جاثیہ...... سورۃ نمبر 45...... آیات نمبر 1 تا 6 کی تلاوت کی گئی جس کا ترجمہ درج ذیل میں پیش ہے:

''حٰم۔ کتاب کا اتارنا ہے اللہ عزت وحکمت والے کی طرف سے۔ بیشک آسمانوں اور زمین میں نشانیاں ہیں۔ ایمان والوں کے لیے اور تمہاری پیدائش میں اور جو جو جانور وہ پھیلاتا ہے ان میں نشانیاں

ہیں یقین والوں کے لیے اور رات اور دن کی تبدیلیوں میں اس میں
کہ اللہ نے آسمان سے روزی کا سبب مینہ اتارا تو اس سے زمین کو
اس کے مرے پیچھے زندہ کیا اور ہواؤں کی گردش میں نشانیاں ہیں
عقلمندوں کے لیے۔ یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ ہم تم پر حق کے ساتھ پڑھتے
ہیں پھر اللہ اور اس کی آیتوں کو چھوڑ کر کون سی بات پر ایمان لائیں گے۔"

(ڈاکٹر محمد)

آج ہمارے مہمان خصوصی مسٹر رفیق دادا ہیں۔
معزز مہمان خصوصی، قابل قدر بزرگو...... ہمارے دیگر مہمانانِ گرامی جو ہندوستان کے دوسرے شہروں سے تشریف لائے ہیں اور وہ مہمانانِ گرامی جو غیر ممالک سے تشریف لائے ہیں...... بھائیو اور بہنو!

میں ڈاکٹر محمد نائک آپ سب کو اسلامی طرز پر خوش آمدید کہتا ہوں۔
السلام علیکم (آپ سب پر اللہ کی سلامتی ہو)

آج کے پروگرام کے لیے میں آپ کا میزبان اور کوآرڈی نیٹر ہوں۔ یہ پروگرام اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن نے ترتیب دیا ہے۔ اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن ایک رجسٹرڈ پبلک ٹرسٹ ادارہ ہے جو فروری 1991ء میں معرض وجود میں آیا تھا اور اس وقت سے لے کر اب تک اسلام کو مناسب طور پر سمجھانے کے عمل کے علاوہ اسلام کی وضاحت پیش کرنے اور اللہ کے اس پسندیدہ دین کو مناسب طور پر پیش کرنے کے عمل میں مصروف ہے۔ اسلام کے بارے میں جو غلط فہمیاں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ذہنوں میں پائی جاتی ہیں یہ ادارہ ان کو زائل کرنے کے عمل میں بھی مصروف ہے۔ اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کے پاس 1600 سے زائد ویڈیو کیسٹ موجود ہیں جن میں مختلف عنوانات کے تحت مذہب اسلام کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ان کو آپ بلا قیمت مستعار لے سکتے ہیں اور ان سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اس ادارے کے پاس 4500 سے زائد آڈیو کیسٹ بھی موجود ہیں۔ یہ بھی اسلام کے بارے میں مختلف موضوعات کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ ہم اسلام پر انگریزی زبان میں 55 آئی آر ایف پبلی کیشن کے بھی حامل ہیں جو کہ آپ کی درخواست پر آپ کو بلا قیمت فراہم کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ آئی آر ایف کی زیر نگرانی کئی ایک فلاحی، تعلیمی

اور دیگر پروگرام بھی روبہ عمل ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ آج کی گفتگو کے لیے ہم نے یہ موضوع کیوں منتخب کیا ہے کہ:

''کیا قرآن پاک کلام الٰہی ہے۔''

اسلام کا رہنمائی سرانجام دینے والا آئین قرآن پاک ہے۔ قرآن پاک بے جا تنقید کا نشانہ بھی بنا ہے اور متعصب افراد اس کے خلاف کئی ایک آوازیں اٹھاتے ہیں بالخصوص اہل مغرب اور اہل ہندوستان بھی اس عمل میں مصروف ہیں۔

لہٰذا اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن نے یہ مناسب سمجھا کہ اس موضوع پر گفتگو کا اہتمام کیا جائے کہ:

''کیا قرآن پاک کلام الٰہی ہے۔''

یہ کاوش ڈاکٹر ذاکر نائک سرانجام دیں گے۔ ہمارا مقصد یہ ہے کہ اس موضوع کا تنقیدی تجزیہ پیش کریں اور اس موضوع پر سوال جواب کا اجلاس بھی منعقد کریں اور آخر میں فیصلہ آپ سامعین حضرات پر چھوڑ دیں کہ وہ بذات خود انصاف کریں کہ کیا غلط ہے اور کیا درست ہے۔

آج کی تقریب کے ہمارے مہمان خصوصی رفیق دادا ہیں۔ آپ آئینی قوانین پر ایک سند کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہندوستان کے ایک مشہور معروف وکیل بھی ہیں۔ 1966ء میں ایل ایل ایم کے امتحان میں انھوں نے یونیورسٹی آف بمبئی میں دوسری پوزیشن حاصل کی تھی۔ 1987ء میں ان کو سینئر ایڈووکیٹ کا درجہ دیا گیا تھا۔ وہ بڑی باقاعدگی کے ساتھ ہندوستان کی ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں مقدمات کی پیروی کرتے ہیں۔ مسٹر دادا بمبئی بار ایسوسی ایشن کے نائب صدر بھی ہیں۔ نومبر 1994ء میں ہندوستانی حکومت نے ایڈیشنل سولیسیٹر جنرل آف انڈیا مقرر کیا تھا۔

میں مسٹر دادا سے درخواست کروں گا کہ وہ اسٹیج پر تشریف لائیں۔

(مسٹر رفیق دادا)

السلام علیکم

ڈاکٹر محمد نائک، آج کے مقرر، ڈاکٹر ذاکر نائک، معزز سامعین، خواتین وحضرات!

میں انتہائی عاجزی کے ساتھ آپ کے سامنے کھڑا ہوں کیونکہ میں علم و دانش سے

بھرپور اس ہال کے مقابلہ میں بہت چھوٹا نظر آ رہا ہوں۔ مجھے اس مچھیرے کی مختصر سی کہانی یاد آ رہی ہے جو ایک روز سورج نکلنے سے پیشتر مچھلیاں پکڑنے کے لیے سمندر پر چلا آیا۔ اس نے اپنا جال سمندر میں پھینکا۔ اُسے جال کچھ بھاری محسوس ہوا۔ اس نے جال باہر کھینچا اور اندھیرے میں اسے محسوس ہوا کہ اس میں مچھلیوں کی بجائے پتھروں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے لگے تھے۔ لہٰذا وہ مایوس ہوا اور مایوسی کے عالم میں اس نے پتھر کے ٹکڑوں کو ایک ایک کر کے سمندر میں واپس پھینکنا شروع کر دیا۔ اس دوران سورج بھی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ طلوع ہو چکا تھا۔ اچانک مچھیرے نے دیکھا کہ وہ جو کچھ سمندر میں واپس پھینک رہا تھا وہ پتھر نہ تھے بلکہ قیمتی پتھر تھے۔ لہٰذا لاعلمی کے اندھیرے میں وہ قیمتی موتیوں کو پتھر سمجھ کر سمندر کی نذر کر رہا ہے۔ یہ روشنی کا ہی ثمر تھا کہ بالآخر اس نے حقیقت کو دیکھا اور اپنی قسمت پر ماتم کرنے لگا...... کہ اندھیرے کی بدولت وہ کس قدر نقصان سے دوچار ہوا تھا اور انتہائی قیمتی موتیوں سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔ جہاں تک عالم اسلام کا تعلق ہے...... اس پر 1400 برس قبل روشنی کا ظہور ہوا تھا جب ان کو قرآن پاک جیسے عظیم تحفے سے نوازا گیا تھا...... جب اس دنیا میں قرآن پاک کا نزول ہوا تھا۔ ہر ایک مسلمان اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ قرآن پاک کلام الٰہی ہے۔ اس موضوع پر کسی بحث مباحثے کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔ یہ مسلمانوں کے ایمان کا ایک حصّہ ہے۔ لیکن یہ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ دین اسلام قرآن پاک کے ساتھ ہی کاملیت کی منزل کو پہنچا تھا اور قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

"اس دین کی حفاظت اللہ تعالیٰ بذات خود فرمائے گا۔

قرآن پاک کی حفاظت اللہ تعالیٰ بذات خود فرمائے گا۔"

درحقیقت یہ قرآن پاک کا معجزہ ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک لاکھوں کروڑوں لوگ اس کو حفظ کر چکے ہیں۔ یہ حافظوں کے سینوں میں محفوظ ہے اور اس کو وہاں سے مٹایا نہیں جا سکتا۔

میرے لیے یہ ایک انتہائی خوشی اور فخر کی گھڑی ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ میں مکمل عاجزی کی تصویر بنا آپ کے روبرو کھڑا ہوں اور یہ سب کچھ عرض کر رہا ہوں۔

آج کل کا دور سائنس کا دور ہے۔ ہر چیز کو سائنس کی کسوٹی پر پرکھا جا رہا ہے حتیٰ کہ مذہب کو بھی سائنس کی کسوٹی پر پرکھا جا رہا ہے۔ اس لیے یہ ضروری امر ہے کہ قرآن پاک کی کچھ ایسی آیات کا حوالہ پیش کیا جائے جو سائنسی بنیادوں کی حامل ہیں۔

ڈاکٹر مورس بوکائے کا تعلّق فرانسیسی اکیڈیمی آف سائنس سے ہے۔ 14 جون 1978ء کو اس نے لندن میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کیا۔ اس کے خطاب کا موضوع تھا:

"قرآن اور جدید سائنس۔"

اس نے قرآن پاک کی کئی ایک آیات کا حوالہ پیش کیا اور انتہائی مہارت کے ساتھ یہ ثابت کیا کہ قرآن پاک اس حقیقت کا اظہار فرماتا ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے رات اور دن بنائے...... سورج اور چاند کو پیدا فرمایا
جو اپنے محور میں اپنی حرکت کے ساتھ گھوم رہے ہیں۔"

قرآن پاک نے یہ ارشاد اس وقت فرمایا جبکہ دنیا کا ایک بڑا حصّہ یا غالبًا پوری دنیا یہ یقین رکھتی تھی کہ:

"زمین ہموار ہے۔"

اور کوئی بھی شخص اگر اس کی تردید کرنے کی کوشش کرتا تو اس کو موت سے ہمکنار کر دیا جاتا اور کہا جاتا کہ یہ پاگل اور خبطی ہے۔

اسی طرح فرمایا گیا تھا کہ انسان آسمان کی وسعتوں کو بھی تسخیر کر سکتا ہے۔ یہ بھی اس وقت فرمایا گیا جبکہ انسان نے ایک چھکڑا گاڑی بھی تیار نہ کی تھی اور آسمان کی وسعتوں کو چھونا ایک خواب دکھائی دیتا تھا۔ یہ سب کچھ 1400 برس قبل نازل ہوا تھا اور ڈاکٹر مورس بوکائے اس کی نشاندہی لندن کے سیمینار میں کر رہا تھا۔

آج جس عظیم موضوع پر بات چیت ہو رہی ہے اگرچہ اس کا احاطہ کرنا ایک مشکل امر ہے لیکن ہمارے پاس ڈاکٹر ذاکر نائیک جیسا ممتاز اور نمایاں مقرر موجود ہے۔ بہت سے لوگ نہ صرف ان کے زورِ خطابت سے واقف ہیں بلکہ اس بے پناہ علم سے بھی بخوبی واقف ہیں جو ان کے سینے میں موجزن ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک...... جیسا کہ آپ تمام حضرات جانتے ہیں، نے کم عمری میں ہی کئی ایک مذہبی موضوعات کا احاطہ کیا ہے اور خوب کیا ہے۔ انھوں نے نہ صرف اپنے مُلک کے سامعین کے روبرو خطبات پیش کیے ہیں بلکہ

دنیا کے کئی ایک حصوں برطانیہ، امریکہ، جرمنی، سوئٹزرلینڈ اور مشرق وسطیٰ کے کئی ایک علاقوں اور مشرق بعید کے کئی ایک علاقوں کے سامعین کو بھی اپنے فن خطابت سے مستفید کیا ہے۔
میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں طاقت، قوت اور توانائی سے نوازے۔
ہم اللہ تعالیٰ کے عاجز اور ناچیز بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمتوں سے نوازے......
شکریہ...... بہت بہت شکریہ۔

(ڈاکٹر محمد)

نشست گاہ کے متعلق کمیٹی اور استقبالیہ کمیٹی سے درخواست ہے کہ آپ نوجوانوں کو اسٹیج پر بٹھائیں تاکہ بزرگوں کے لیے زیادہ جگہ فراہم کی جائے اور ان کو نشستیں مہیا کی جا سکیں۔ ہم جانتے ہیں کہ جگہ کی قدرے قلت ہے اور یہ قدرے مشکل امر ہے۔ لیکن اگر آپ حضرات تعاون کریں تو ہم انتہائی خوبی کے ساتھ اپنا پروگرام جاری رکھ سکتے ہیں۔ اب ہم آج کی اصل گفتگو۔

"کیا قرآن پاک کلام الٰہی ہے۔"

کی طرف آتے ہیں۔ یہ گفتگو ڈاکٹر ذاکر نائک سرانجام دیں گے۔

(ڈاکٹر ذاکر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزت مآب مہمان خصوصی مسٹر رفیق دادا...... قابل قدر مہمانانِ گرامی...... فاضل مفکرین...... محترم بزرگو اور میرے عزیز بھائیو اور بہنوں...... میں آپ سب کو اسلامی طرز پر خوش آمدید کہتا ہوں...... السلام علیکم...... (آپ سب پر اللہ کی سلامتی ہو)

ہماری آج کی گفتگو کا موضوع ہے:

"کیا قرآن پاک کلام الٰہی ہے؟"

بہت سے لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ پیغمبر اسلام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مذہب اسلام کے بانی تھے۔ درحقیقت اسلام اس وقت ہی وجود میں آ گیا تھا جب اس روئے زمین پر پہلے انسان نے قدم رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین پر کئی ایک پیغمبر اتارے اور کئی ایک الہامی کتب بھی نازل کیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے سابقہ تمام پیغمبر محض اپنی امت کے ہادی و رہنما تھے۔ وہ اپنی اپنی امت کے پیغمبر تھے اور ان کا پیغام

ایک مخصوص مدت کے لیے تھا اور یہی وجہ ہے کہ ان کو عطا کیے گئے معجزات مثلاً دریا کو دو حصوں میں تقسیم کرنا...... اس وقت کے لوگوں کو یقین دلانے کے لئیے مردوں کو زندہ کرنا وغیرہ کا آج کل ہم جائزہ نہیں لے سکتے اور نہ ہی ان کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ پیغمبر اسلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی بنا کر بھیجے گئے تھے...... تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے۔ ان کا پیغام قیامت تک کے لیے ہے۔

سورۃ الانبیاء...... سورۃ نمبر 21...... آیت نمبر 107 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

''اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لیے۔''

چونکہ پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں لہٰذا ان کا پیغام قیامت تک کے لیے ہے...... ان کا دین...... دین اسلام قیامت تک رائج رہے گا اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو بھی معجزات عطا فرمائے وہ ہمیشہ قائم رہنے والے تھے اور ہم کسی بھی وقت ان کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ اگرچہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے شمار معجزات رونما ہوئے جو کہ احادیث مبارکہ میں درج ہیں۔ اس دور کے مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام تر معجزات پر یقین رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو قرآن کا معجزہ عطا فرمایا ہم اسی پر نازاں ہیں۔ قرآن پاک تمام دور کے معجزوں کا معجزہ ہے۔ اس نے 1400 برس قبل اپنے آپ کو ایک معجزہ ثابت کیا۔ اس کی آج بھی تصدیق کی جا سکتی ہے اور ہمیشہ تصدیق کی جا سکتی ہے۔ مختصر یہ کہ یہ معجزوں کا معجزہ ہے۔ شاید یہی نکتہ لوگوں کے درمیان مشترک ہے...... خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم ہوں کہ قرآن پاک کی پہلی مرتبہ تلاوت اس ہستی نے کی تھی جس نے عرب کے شہر مکہ شریف میں چھٹی صدی میں جنم لیا تھا اور جس ہستی کا نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے...... قرآن پاک کے ماخذ کے ضمن میں عام طور پر تین مختلف قیاس آرائیاں کی جا سکتی ہیں کہ:

- پہلی قیاس آرائی یہ کی جا سکتی ہے کہ قرآن پاک کے مصنف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعوری یا لاشعوری طور پر بذات خود ہیں۔
- دوسری قیاس آرائی یہ کی جا سکتی ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیگر انسانی ذرائع سے حاصل کیا یا پھر دیگر الہامی کتب سے حاصل کیا۔
- تیسری قیاس آرائی یہ کی جا سکتی ہے کہ قرآن پاک کسی انسانی مصنف کی تحریر

نہیں ہے بلکہ یہ کلام الٰہی ہے۔
آیئے ہم آج ان تینوں بنیادی قیاس آرائیوں کا تجزیہ کریں۔
پہلی قیاس آرائی...... قرآن پاک کے مصنف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعوری یا لاشعوری طور پر بذات خود ہیں۔
یہ ایک بے تکی بات ہے کہ ایک ایسی ہستی کی تصدیق کو چیلنج کیا جائے جو کسی عظیم کام کی ذمہ داری یا کارنامے سے اپنے آپ کو بری الذمہ قرار دے۔ خواہ وہ ذمہ داری اور کارنامہ ادبی ہو...... سائنسی ہو یا دیگر کوئی ذمہ داری یا کارنامہ ہو۔ لیکن اس کے باوجود بھی کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن پاک کے مصنف تھے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ وہ قرآن پاک کے مصنف ہیں۔ درحقیقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ یہی فرمایا تھا کہ:
''قرآن پاک کلام الٰہی ہے۔ یہ اللہ کی کتاب ہے۔''
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مبارک کے برعکس سوچنا ایک غیر منطقی فعل ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نعوذ باللہ) جھوٹ بول رہے تھے (خدا معاف فرمائے) تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی جھوٹ نہ بولتے تھے حتیٰ کہ اعلان نبوت فرمانے سے بیشتر بھی آپ صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ یہ اس امر کا اعتراف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن بھی کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 40 برس کی عمر مبارک تک پہنچنے اور نبوت کا اعلان کرنے سے بیشتر بھی کبھی جھوٹ نہ بولا تھا۔ تمام لوگوں کا دعویٰ تھا کہ آپ صادق اور امین ہیں۔ دیانت دار ہیں۔ نیک اور پارسا ہیں۔ باحیا ہیں اور لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صادق اور امین کا خطاب بھی دے رکھا تھا۔ دوست اور دشمن سب انھیں قابل اعتماد سمجھتے تھے حتیٰ کہ کافر بھی اپنی امانتیں ان کے پاس رکھواتے تھے۔ تب ایک ایماندار ہستی کو جھوٹ بولنے اور یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ:
''قرآن پاک کلام الٰہی ہے اور وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔''
صاف ظاہر ہے کہ اس ایماندار ہستی نے سچ فرمایا تھا کہ:
''قرآن پاک کلام الٰہی ہے اور وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔''

آیئے ہم مختلف لوگوں کے دعاوی کا جائزہ لیں۔

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن اپنے آپ سے منسوب کیا اور پیغمبری کا دعویٰ کیا تاکہ مادی فوائد حاصل کر سکیں۔ دنیاوی فوائد کے حصول کی خاطر انھوں نے یہ سب کچھ کیا۔

میں مانتا ہوں کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو دولت کے حصول کی خاطر جھوٹے نبی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں...... جھوٹے درویش ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں...... جھوٹے مبلغ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ دولت سمیٹ کر امیر ترین فرد بن جاتے ہیں اور پُر آسائش زندگی بسر کرتے ہیں۔ دنیا بھر میں ایسے کئی افراد موجود ہیں۔ بالخصوص ہمارے ملک ہندوستان میں ایسے افراد بکثرت پائے جاتے ہیں۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلان نبوت فرمانے سے پیشتر مالی لحاظ سے زیادہ بہتر تھے۔ ان کی شادی ایک امیر کاروباری خاتون کے ساتھ ہوئی تھی جن کا نام حضرت خدیجہ (اللہ آپ پر راضی ہو) تھا۔ شادی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک 25 برس تھی یعنی اعلان نبوت سے 15 برس پیشتر آپ کی شادی مبارک ہوئی تھی اور اعلان نبوت کے بعد ان کی زندگی قابل رشک تھی۔

حضرت عائشہ (اللہ آپ سے راضی ہو) جو ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ تھیں فرماتی ہیں کہ:

> ”ہم پر ایسا وقت بھی آتا تھا جبکہ ایک یا دو ماہ گزر جاتے تھے کہ گھر میں چولہا بھی نہیں جلتا تھا کیونکہ پکانے کے لیے کچھ بھی موجود نہ ہوتا تھا۔ پانی اور کھجوروں پر گزارہ ہوتا تھا اور کبھی کبھار بکری کا دودھ میسر آجاتا تھا جو مدینہ شریف کے لوگ نذرانہ عقیدت کے طور پر دے جاتے تھے۔“

یہ حالات عارضی حالات نہ تھے بلکہ مستقل حالات تھے۔ یہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرز زندگی تھا۔

حضرت بلال (اللہ آپ پر راضی ہو) فرماتے ہیں کہ:

> ”جب کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تحائف یا کھانے

پینے کا سامان آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے غریبوں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتے تھے اور اپنے لیے کچھ بھی نہ بچاتے تھے۔"

تو پھر آپ کیوں شک کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (نعوذ باللہ) جھوٹ فرمایا۔

اور قرآن پاک میں آیت مبارک بھی موجود ہے جو اس چیز کی تردید کرتی ہے۔
یہ آیت سورۃ البقرہ...... سورۃ نمبر 2 کی آیت نمبر 79 ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

"تو خرابی ہے ان کے لیے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس سے ہے کہ اس کے عوض تھوڑے سے دام حاصل کریں تو خرابی ہے۔ ان کے لیے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ان کے لیے اس کمائی سے۔"

یہ آیت مبارکہ ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے یا پھر وہ اللہ کے فرمان مبارک کو تبدیل کر دیتے ہیں۔
اگر خدانخواستہ پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی مبارک کے کسی بھی حصے میں بذات خود قرآن پاک تحریر کیا ہوتا اور اسے اللہ تعالیٰ سے منسوب کیا ہوتا تو یہ بات لازماً ظاہر ہو جاتی۔ کچھ بدبخت لوگ یہ کہتے ہیں کہ:

"محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن پاک کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ منسوب کیا اور بذات خود نبی ہونے کا دعویٰ کیا تاکہ مرتبہ...... اختیارات...... رہنمائی اور شان و شوکت حاصل کر سکیں۔

اس شخص کی کیا خصوصیات ہوتی ہیں جو اختیارات...... مرتبہ...... رہنمائی اور شان و شوکت کا متمنی ہوتا ہے۔ وہ عمدہ لباس زیب تن کرتا ہے...... وہ بہترین خوراک استعمال کرتا ہے...... وہ بڑی بڑی اور عالی شان عمارتوں میں رہائش اختیار کرتا ہے...... اس کے دربان اور محافظ ہوتے ہیں...... لیکن ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذات خود اپنی بکری کا دودھ دوہتے تھے...... وہ اپنے کپڑے خود سی لیتے تھے...... وہ اپنے جوتے خود مرمت کرتے تھے...... وہ اکثر اپنا گھریلو کام کاج بھی خود سرانجام دیتے تھے۔ وہ سادگی اور عاجزی

کا پیکر تھے...... وہ فرش پر تشریف رکھتے تھے...... وہ بغیر کسی محافظ دستے کے سودا سلف خریدنے کے لیے بازار جاتے تھے...... حتیٰ کہ جب غریب لوگ انھیں دعوت پر بلاتے تھے...... وہ ان کے ہمراہ بیٹھ کر کھانا تناول کرتے تھے اور جو روکھا سوکھا پیش کیا جاتا تھا وہ بخوشی تناول فرماتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ قرآن پاک میں بھی ارشاد مبارک ہے...... سورۃ توبہ...... سورۃ نمبر 9...... آیت نمبر 61 میں ارشاد مبارک ہے کہ:

> ''وہ ہر ایک کی بات سنتے ہیں خواہ بات کرنے والا شخص کوئی ہی کیوں نہ ہو۔''

ایک مرتبہ جب عرب قبائل کا ایک سردار جس کا نام عتبہ تھا۔ وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور درخواست کی کہ:

> ''اگر آپ نبوت کے دعویٰ سے دست بردار ہو جائیں تو ہم عرب کی تمام دولت آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیں گے۔ ہم آپ کو عرب کا سربراہ مقرر کر دیں گے اور آپ کو عرب کا بادشاہ تسلیم کر لیں گے ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ محض یہ ہے کہ آپ یہ پیغام دینا چھوڑ دیں...... یہ تبلیغ کرنا چھوڑ دیں کہ ''خدا ایک ہے۔''

لیکن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرما دیا۔ اس کے بعد بھی کئی ایک کوششیں کی گئیں...... ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابوطالب کی وساطت سے بھی کوشش کی گئی کہ:

> ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا پیغام پھیلانے سے باز آ جائیں اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرب کی امیر ترین شخصیت بنا دیں گے۔''

لیکن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

> ''اے میرے چچا...... اگر یہ لوگ چاند میرے دائیں ہاتھ پر رکھ دیں اور سورج میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں تب بھی میں اپنے مشن سے پیچھے نہیں ہٹوں گا حتیٰ کہ میں ہلاک کر دیا جاؤں۔''

ایک ہستی کیوں دکھوں اور قربانیوں سے بھرپور زندگی گزارے جبکہ وہ اپنی تمام تر

زبوں حالی کے باوجود بھی فاتح ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر انکسار پسند اور عاجزی کا پیکر تھے کہ تمام تر فتوحات کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرماتے تھے کہ:

''یہ سب کچھ منجانب اللہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ممکن ہوا نہ کہ میری کسی کاوش کے طفیل ممکن ہوا۔''

کچھ بدبخت لوگ ایک نئی تھیوری کے ساتھ میدان میں آئے کہ پیغمبر اسلام خدانخواستہ مے تھومیا (Mythomania) کے مرض میں مبتلا تھے (اللہ معافی دے)...... یہ ایک دماغی مرض ہے جس میں گرفتار شخص جھوٹ بولتا ہے اور اس جھوٹ پر کامل یقین بھی رکھتا ہے۔ لہٰذا ان بدبختوں نے کہا کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدانخواستہ جھوٹ بولتے تھے (نعوذ باللہ) اور وہ اس پر یقین بھی رکھتے تھے۔ اگر کسی ماہر نفسیات نے اس مرض میں گرفتار کسی مریض کا علاج کرنا درکار ہو تو وہ اسے حقائق کی مار مارے گا کیونکہ یہ لوگ حقائق کا سامنا نہیں کر سکتے۔

فرض کریں کہ ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میں انگلستان کا بادشاہ ہوں۔ ماہر نفسیات اس کو یہ نہیں کہے گا کہ وہ غلط کہہ رہا ہے یا وہ پاگل ہے بلکہ وہ یہ کہے گا کہ:

''ٹھیک ہے...... اگر تم انگلستان کے بادشاہ ہو تو تمہاری ملکہ کہاں ہے؟''

وہ جواب دے گا کہ:

''وہ میری ساس کے محل میں گئی ہوئی ہے۔''

ماہر نفسیات اس سے پوچھے گا کہ:

''تمہارا وزیر کہاں ہے؟''

وہ جواب دے گا کہ:

''وہ مر چکا ہے۔''

ماہر نفسیات پوچھے گا کہ:

''تمھارے محافظ کہاں ہیں؟''

آپ اس پر حقائق کی بارش کرتے رہیں گے۔ بالآخر اس مرض میں گرفتار مریض کہے گا کہ:

''میرا خیال ہے کہ میں انگلستان کا بادشاہ نہیں ہوں۔''

قرآن پاک نے بھی یہی کچھ کیا۔ قرآن پاک نے لوگوں کے سامنے حقائق پیش کیے اور ان سے سوالات کیے۔

درحقیقت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مرض میں گرفتار نہ تھے بلکہ وہ لوگ بذات خود اس مرض میں گرفتار تھے کیونکہ وہ کہتے تھے کہ پیغمبر اسلام خدانخواستہ جھوٹ بولتے ہیں (نعوذ باللہ) اور وہ اس پر یقین بھی رکھتے تھے...... اپنے جھوٹ پر یقین بھی رکھتے تھے اور قرآن ایسے لوگوں کو راہ راست پر لانے کی غرض سے حقائق پیش کرتا ہے اور ان پر سوالات کرتا ہے۔ اگر تم لوگ شک کرتے ہو...... اگر تم یہ سوچتے ہو کہ پیغمبرؐ خدانخواستہ جھوٹا ہے اور جھوٹے قصے بیان کرتا ہے تو یہ کرو اور وہ کرو۔ اگر تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوا تب اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ قرآن پاک ایسے لوگوں کو کئی ایک سوالات پیش کرتا ہے جن کو ہم انشاء اللہ گفتگو کے کسی نہ کسی مرحلے میں ضرور زیر بحث لائیں گے۔ کچھ لوگ اس تھیوری کے ساتھ منظر عام پر آئے جو مذہبی خیالی پیکر کی تھیوری کہلاتی ہے یا لاشعور کی تھیوری جس کے تحت وہ بدبخت یہ کہتے تھے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نعوذ باللہ) اپنے لاشعوری ذہن کو تیار کرتے ہیں...... انھوں نے انجانے میں قرآن پاک اخذ کر دیا ہے اور کچھ بدبخت یہ کہتے تھے کہ پیغمبر اسلام (نعوذ باللہ) سودائی ہیں۔

آیئے ان کے دعوے کا تجزیہ سرانجام دیں۔ وہ یہ محسوس کرنے میں ناکام رہے تھے کہ قرآن پاک 23 برس کے عرصے میں نازل ہوا تھا...... قرآن ایک دم ہی تمام کا تمام نازل نہیں ہوا تھا...... وہ 23 برس سے زائد عرصے کے دوران نازل ہوا تھا...... یہ حالات کے مطابق جزوی طور پر نازل ہوتا رہا تھا۔ اگر یہ قرآن جیسا کہ وہ بدبخت دعویٰ کرتے ہیں ذہن کی اس کیفیت سے متعلق ہے جو کہ لاشعور کہلاتی ہے یا ایک سودائی ذہن کی تخلیق ہے تو اس کو اس قدر یکساں...... یک رنگ...... باوضع اور بااصول نہیں ہونا چاہیے اور کوئی بھی شخص مسلسل 23 برس تک اس دھوکے میں نہیں رہ سکتا ہے کہ وہ ایک پیغمبر ہے جبکہ چیز اس کے ذہن میں لاشعور سے آ رہی ہو۔ قرآن پاک میں متعدد ایسے حقائق موجود ہیں جو اس امر کی نفی کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر قرآن پاک میں کئی ایسے تاریخی واقعات بیان کیے گئے

ہیں جن کے بارے میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کوئی نہیں جانتا تھا۔ قرآن پاک میں کئی ایک پیشین گوئیاں موجود ہیں جو پوری ہو چکی ہیں۔ قرآن پاک میں کئی ایک سائنسی حقائق درج ہیں جو کہ اس زمانے میں اگرچہ پہچانے جاتے تھے لیکن ان کی تصدیق اب ہوئی ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ اس قسم کے حقائق ذہن کی لاشعوری حالت کے مرہونِ منت ہوں یا ایک سودائی دماغ کی کاوش ہوں اور قرآن پاک سورۃ اعراف...... سورۃ نمبر 7...... آیت نمبر 184 میں اس کی تصدیق فرماتا ہے کہ:

''کیا سوچتے نہیں کہ ان کے صاحب کو جنون سے کچھ علاقہ نہیں وہ تو صاف صاف ڈر سنانے والے ہیں۔''

قرآن پاک سورۃ قلم...... سورۃ نمبر 68...... آیت نمبر 2 میں دہراتا ہے کہ:

''تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہو۔''

سورۃ تکویر...... سورۃ نمبر 81...... آیت نمبر 22 میں فرمایا گیا ہے کہ:

''اور تمھارے صاحب مجنون نہیں۔''

لہٰذا ایک شخص کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ ان بدبختوں نے جتنی تھیوریاں پیش کیں ان سب کا احاطہ کرنا ممکن نہیں۔ اگر کسی کے پاس کوئی تھیوری ہو تو ان کو خوش آمدید کہا جائے گا کہ وہ سوال جواب کے اجلاس کے دوران اسے پیش کرے اور انشاء اللہ میں پوری کوشش کروں گا کہ اس کی وضاحت بیان کرسکوں...... اس تھیوری کا توڑ پیش کرسکوں۔

دوسری قیاس آرائی یہ کی جاتی ہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیگر مذہبی کتب سے نقل کیا یا انھوں نے اسے دیگر انسانی وسائل سے حاصل کیا۔ اس تھیوری کو غلط ثابت کرنے کے لیے محض ایک تاریخی حقیقت ہی کافی ہے وہ یہ کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَن پڑھ تھے اور قرآن اس امر کی تصدیق سورۃ عنکبوت...... سورۃ نمبر 29...... آیت نمبر 48 میں کرتا ہے کہ:

''اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے۔ یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔''

اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ لوگ قرآن پاک کے ماخذ پر شک کریں گے اور یہی وجہ

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے سبب اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امی (اَن پڑھ) منتخب کیا۔ یعنی وہ نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے وگرنہ دشمن اسلام یہ تہمت لگا سکتے تھے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کہیں سے نقل فرمایا ہے اور اسے ایک نئی طرز عطا کر کے پیش کر دیا ہے (نعوذ باللہ)..... لہٰذا یہ دعویٰ باطل ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن پاک خود تحریر کیا۔

ہمارے قاری بھائی اشرف محمدی نے قرآن پاک کی سورۃ سجدہ...... سورۃ نمبر 32...... آیات نمبر 1 تا 3 کی تلاوت فرمائی تھی کہ:

"کتاب کا اتارنا بے شک پروردگار کی طرف سے ہے۔ کیا کہتے ہیں ان کی بنائی ہوئی ہے بلکہ وہی حق ہے تمھارے رب کی طرف سے کہ تم ڈراؤ ایسے لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہ آیا اس امید پر کہ وہ راہ پائیں۔ اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ بھی ہے چھ دن میں بنائے اور پھر عرش پر استوا فرمایا۔ اس سے چھوٹ کر تمہارا کوئی حمایتی اور نہ سفارشی تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔"

قرآن پاک دیگر مذہبی کتب سے مختلف واقع ہوا ہے جو کہ مخصوص انسانی طرز پر روایت کرتے ہیں...... بیان کرتے ہیں جن کی روایت کہانی کی ایک کتاب کی طرح ہوتی ہے...... کہانی کیسے شروع ہوتی ہے؟ یہ کچھ اس طرح شروع ہوتی ہے کہ:

"ایک دفعہ کا ذکر ہے...... لومڑی اور انگور...... بھیڑیا اور بھیڑ کا بچہ......"

بالکل اسی طرح اگر آپ دیگر مذہبی کتب کا مطالعہ کریں تو یہ کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

"شروع شروع میں محض خدا موجود تھا۔ اس نے زمین اور آسمان تخلیق فرمائے...... شروع شروع میں یہ تھا...... وہ تھا۔"

قرآن اس طرح آغاز نہیں کرتا کہ شروع شروع میں یہ تھا...... وہ تھا اور اگر آپ دیگر مذہبی کتب کا مطالعہ کریں...... وہ انسان کے بارے میں ایک مخصوص تسلسل کے ساتھ

بیان کرتے ہیں...... یہ ایک مخصوص شخص کے بارے میں بات کرتے ہیں...... اس کے خاندان کے بارے میں بات کرتے ہیں...... اس کے بچوں کے بارے میں بات کرتے ہیں اور واقعات ترتیب کے ساتھ بیان کرتے چلے جاتے ہیں...... باب نمبر1 ...... باب نمبر2 یہ ترتیب کے ساتھ ہوتے ہیں۔ قرآن پاک بھی لوگوں کے بارے میں بیان کرتا ہے اور ان کی خاندانی زندگیوں کے بارے میں بھی بات کرتا ہے لیکن یہ ایک مخصوص تسلسل کے ساتھ بات نہیں کرتا جس طرح انسان کی کہانیوں کی کتاب کرتی ہے۔ قرآن پاک کے بیان فرمانے کا اپنا ایک مثالی انداز ہے۔ یہ ایک بے مثال کتاب ہے...... اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ وہ لوگ جو یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ قرآن ایک انسانی تخلیق ہے وہ یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ قرآن ایک دھوکا ہے...... ایک فریب ہے...... ایک چال ہے؟ وہ کبھی بھی اس قابل نہیں ہو سکتے کہ قرآن پاک میں ایک بھی دھوکے یا فریب کی نشاندہی کر سکیں۔ لوگ بغیر کسی ثبوت اور بغیر کسی وجہ کے کچھ امور پر یقین کرنے لگ جاتے ہیں اور پھر اپنے اس یقین کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو بے وقوف بناتے رہتے ہیں اور اس یقین کے ساتھ چمٹے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر میں یہ یقین کرتا کہ ایک مخصوص شخص میرا دشمن ہے حالانکہ میرے پاس اس کی دشمنی کا کوئی ثبوت موجود نہ ہو۔ میری اور اس کی دشمنی کی کوئی معقول وجہ موجود نہ ہو۔ لیکن جس لمحے وہ شخص میرے سامنے آتا ہے...... اپنے غلط یقین کی بنا پر...... میں اس کے ساتھ ایک دشمن والا سلوک کرنا شروع کر دیتا ہوں وہ شخص بھی اپنے ردعمل کا اظہار کرتا ہے اور وہ بھی جواب میں میرے ساتھ دشمنوں جیسا برتاؤ شروع کر دیتا ہے اور تب میں اپنے آپ کو مطمئن کرنے کے لیے کہتا ہوں کہ:

> ”دیکھا...... میرا خیال درست تھا...... یہ شخص میرا دشمن ہے۔ یہ میرے ساتھ دشمنوں جیسا سلوک کر رہا ہے۔“

اگر میں اپنے بنیادی باطل (غلط) یقین پر قائم نہ ہوتا تو وہ شخص کبھی بھی میرے ساتھ دشمنوں جیسا سلوک نہ کرتا۔ لہٰذا لوگ کچھ امور پر اندھا یقین کر لیتے ہیں حالانکہ ان کے پاس اس یقین کرنے کا کوئی جواز موجود نہیں ہوتا۔ کوئی ثبوت موجود نہیں ہوتا اور اپنے اس یقین کے ساتھ چمٹتے ہوئے اپنے آپ کو بے وقوف بناتے رہتے ہیں۔ قرآن پاک توجیہہ پیش کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے...... یہ بحث مباحثے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

بہت سے مسلمان یہ محسوس کرتے ہیں کہ مذہبی بحث مباحثے سے گریز کرنا چاہیے۔ وہ یہ کہتے ہیں جہاں پر مذہب کا تعلق ہو وہاں پر بحث مباحثے سے گریز بہتر ہے۔ حالانکہ اس کا یہ خیال غلط ہے۔

سورۃ نحل......سورۃ نمبر 16......آیت نمبر 125 میں قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے کہ:

"اور اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو۔"

لہٰذا قرآن پاک بحث مباحثے کی حوصلہ افزائی فرماتا ہے......توجیہہ پیش کرنے کی حوصلہ افزائی فرماتا ہے۔ عربی لفظ "قالو" جس کا مطلب ہے کہ:

"وہ کہتے ہیں۔"

332 مرتبہ قرآن پاک میں آیا ہے اور عربی لفظ "قل" جس کا مطلب ہے کہ:

"کہہ دو۔"

بھی 332 مرتبہ قرآن پاک میں آیا ہے۔ یہ امر ثابت کرتا ہے کہ قرآن پاک بحث مباحثے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

"یہ کتاب......قرآن پاک...... یہ کلام الٰہی ہے...... اگر تم تسلیم نہیں کرتے...... تب تم کیا کرو؟......تم یہ کرو کہ اس کی طرح کا کلام بنا لاؤ۔"

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن پاک پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تخلیق کردہ ہے۔ کچھ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ انھوں نے (نعوذ باللہ) مادی فوائد کے حصول کی خاطر جھوٹ بولا...... یہ قیاس آرائیاں اور منہ شگافیاں رد کر دی گئی ہیں۔

قرآن فرماتا ہے کہ وہ اللہ کا نازل کردہ کلام ہے...... یہ منجانب اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر یہ اللہ کا کلام نہیں ہے تو پھر یہ کہاں سے آیا؟

سورۃ جاثیہ......سورۃ نمبر 45......آیات نمبر 1 اور 2 ارشاد مبارک ہے کہ:

"حٰم......کتاب کا اتارنا ہے اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے، بے شک آسمانوں اور زمین میں، نشانیاں ہیں ایمان والوں

کے لیے۔"

اور قرآن پاک متعدد مقامات پر ارشاد فرماتا ہے کہ:

"یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔"

- سورۃ انعام...... سورۃ نمبر 6...... آیت نمبر 19
- سورۃ انعام...... سورۃ نمبر 6...... آیت نمبر 92
- سورۃ یوسف...... سورۃ نمبر 12...... آیات نمبر 1 اور 2
- سورۃ طٰہٰ...... سورۃ نمبر 20...... آیت نمبر 113
- سورۃ نحل...... سورۃ نمبر 27...... آیت نمبر 6
- سورۃ سجدہ...... سورۃ نمبر 32...... آیات نمبر 1 تا 3
- سورۃ یٰسین...... سورۃ نمبر 36...... آیات نمبر 1 تا 3
- سورۃ زمر...... سورۃ نمبر 39...... آیت نمبر 1
- سورۃ جاثیہ...... سورۃ نمبر 45...... آیت نمبر 45 آیت نمبر 2
- سورۃ رحمٰن...... سورۃ نمبر 55...... آیات نمبر 1 اور 2
- سورۃ واقعہ...... سورۃ نمبر 56...... آیات نمبر 77 اور 80

درج بالا سورتوں کے علاوہ کئی ایک مزید مقامات پر بھی فرمایا گیا ہے کہ:

"قرآن پاک کلام الٰہی ہے...... اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔"

سورۃ دھر...... سورۃ نمبر 76...... آیت نمبر 23 میں بھی یہی کچھ فرمایا گیا ہے۔ کئی ایک مقامات پر قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے کہ:

"یہ کتاب اللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہے...... اگر ایسا نہیں ہے...... تو پھر یہ کہاں سے آئی؟...... یہ کیا ہے؟"

قرآن فرماتا ہے کہ:

"بہت سے لوگوں نے یہ دعویٰ کیا اور کہا کہ قرآن برحق نہیں ہے۔"

قرآن ایسے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے...... سورۃ بنی اسرائیل...... سورۃ نمبر 17...... آیت نمبر 88 میں ارشاد پاک ہے کہ:

"تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس

قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لاسکیں گے اگرچہ وہ ایک
دوسرے مددگار ہوں۔"

مسلمان اور غیر مسلم دونوں یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن پاک روئے زمین پر عربی ادب کی ایک بہترین مثال ہے۔ قرآن پاک کی عربی زبان اس قدر واضح اور بامعنی ہے کہ یہ معجزاتی زبان دکھائی دیتی ہے۔ اس کا طرز بیان دیگر ادب اور شاعری سے کہیں مختلف ہے۔ قرآن پاک کی کوئی بھی سورۃ بیک وقت ایک عام شخص کو بھی قائل کرسکتی ہے اور ایک دانش ور کو بھی قائل کرسکتی ہے۔ یہ ایک معجزاتی کتاب ہے۔ قرآن کی مانند کتاب لانے کا وہی چیلنج سورۃ طور...... سورۃ نمبر 52...... آیت نمبر 34 میں بھی دیا گیا ہے:

"تو اس جیسی ایک بات تو لے آئیں اگر سچے ہیں۔"

مابعد اللہ تعالیٰ نے قرآن کے منکرین کے لیے آسان نسخہ تجویز فرماتے ہوئے قرآن پاک کی سورۃ ہود...... سورۃ نمبر 11...... آیت نمبر 13 میں فرمایا کہ:

"یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اسے جی سے بنا لیا تم فرماؤ کہ تم ایسی
بنائی ہوئی 10 سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو بلا لو
اگر تم سچے ہو۔"

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے منکرین قرآن کے لیے مزید رعایت کی پیش کش کرتے ہوئے سورۃ یونس...... سورۃ نمبر 10...... آیت نمبر 38 میں فرمایا کہ:

"کیا یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اسے بنا لیا تم فرماؤ تو اس جیسی ایک
سورۃ لے آؤ اور اللہ کو چھوڑ کر جو مل سکیں سب کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔"

اور منکرین قرآن ایسا نہ کر سکے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے منکرین قرآن کو ایک مرتبہ پھر چیلنج کرتے ہوئے سورۃ البقرہ...... سورۃ نمبر 2...... آیت نمبر 23 اور 24 میں فرمایا کہ:

"اور اگر تمھیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے (اس خاص)
بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورۃ تو لے آؤ اور اللہ کے سوا اپنے
سب حمایتوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر نہ لاسکو اور ہم فرمائے
دیتے ہیں کہ ہرگز نہ لاسکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن

آدمی اور پتھر ہیں۔ جو تیار کر رکھی ہے کافروں کے لیے۔"

پہلے قرآن نے یہ منکرین قرآن کو چیلنج دیا کہ:

"قرآن جیسی ایک کتاب لا کر دکھاؤ۔"

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس چیلنج کو منکرین قرآن کے لیے مزید آسان کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"قرآن کی طرح کی دس سورتیں لا کر دکھاؤ۔"

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے منکرین قرآن کے لیے اپنے چیلنج کو مزید آسان تر بناتے ہوئے فرمایا کہ:

"اس جیسی ایک سورت تو لے آؤ۔"

اور قرآن پاک کے منکرین...... غیر مسلم عرب اب بھی ناکامی سے دوچار ہوئے۔ جب قرآن پاک نازل ہوا اس وقت عربی زبان اپنے عروج پر تھی۔ کئی عرب قبائل نے قرآن پاک جیسی سورۃ بنانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی اس کوشش میں بری طرح ناکام رہے۔ ان کی کچھ ناپاک کاوشیں تاریخی کتب میں موجود ہیں اور لوگ ان پر ہنستے ہیں۔ جو چیلنج 1400 برس بیشتر پیش کیا گیا تھا وہی چیلنج آج بھی موجود ہے۔ آج کل 14 ملین سے زائد قبطی عیسائی موجود ہیں...... عیسائی جو پیدائشی عربی ہیں...... عربی ان کی مادری زبان ہے۔ یہ ان کا ایک امتحان ہے۔ اگر وہ چاہیں تو اپنی ناپاک کوشش کر سکتے ہیں اور قرآن پاک کو (نعوذ باللہ) غلط ثابت کر سکتے ہیں۔ انھوں نے جو کچھ کرنا ہے وہ محض یہ ہے کہ قرآن جیسی ایک سورۃ بنانی ہے۔ اگر آپ قرآن پاک کی سورتوں کا تجزیہ سرانجام دیں تو چند سورتیں ایسی ہیں جو محض چند الفاظ پر منحصر ہیں مثال کے طور پر سورۃ کوثر...... سورۃ نمبر 108 قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورۃ ہے جو محض تین آیات پر مشتمل ہے۔ لیکن اب تک کوئی بھی منکر قرآن...... قرآن جیسی ایک بھی سورت نہیں بنا سکا اور نہ ہی مستقبل میں کوئی بھی منکر قرآن اپنی اس ناپاک کاوش میں کامیاب ہو سکے گا انشاء اللہ۔

آپ مجھے یہ کہہ سکتے ہیں کہ عربی میری مادری زبان نہیں ہے۔ لہٰذا میں اس چیلنج سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتا ہوں۔ حتیٰ کہ قرآن عجمیوں (غیر عربی) کو بھی چیلنج پیش کرتا ہے کہ وہ لوگ جو عربی سے نابلد ہیں خواہ ان کا تعلق دنیا کے کسی بھی حصے سے ہو اگر وہ

کوشش کرنا چاہتے ہیں اور (نعوذ باللہ) قرآن کو غلط ثابت کرنا چاہتے ہیں تو بڑی خوشی کے ساتھ اپنی کوشش سرانجام دے سکتے ہیں۔

میں نے اپنی گفتگو کا آغاز قرآن پاک کی سورۃ...... سورۃ النساء...... سورۃ نمبر 4 کی آیت نمبر 82 سے کیا تھا جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

"تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔"

قرآن فرمارہا ہے کہ:

"اگر تم قرآن کو (نعوذ باللہ) غلط ثابت کرنا چاہتے ہو ایک بھی ایسا اختلاف ڈھونڈ لاؤ جو اس میں پایا جاتا ہو۔ اس کی واحد غلطی ڈھونڈ لاؤ اور قرآن کے بارے میں ثابت ہو جائے گا کہ یہ کلام الٰہی نہیں ہے (نعوذ باللہ)"

یہ بہت آسان کام ہے۔ میں جانتا ہوں کہ سینکڑوں لوگ ایسے ہیں جنھوں نے قرآن میں اختلاف پائے جانے اور غلطیوں کے پائے جانے کی نشاندہی کی۔ یقین کریں وہ سو فیصد یا تو سیاق و سباق کے حوالے سے ہٹ کر تھیں یا ان کا ترجمہ غلط کیا گیا تھا یا ان کا حوالہ غلط دیا گیا تھا تاکہ لوگوں کو دھوکا دیا جا سکے۔ آج تک کوئی بھی شخص قرآن پاک میں ایک بھی غلطی نکالنے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔

فرض کیا کہ ایک مولانا صاحب ہیں جو کہ تاریخ اسلام میں بخوبی ماہر ہیں...... بخوبی علم رکھتے ہیں اور اس پر مکمل دسترس رکھتے ہیں لیکن وہ سائنسی علوم میں ماہر نہیں ہیں...... ان علوم پر دسترس نہیں رکھتے۔ میں ایسے مولانا صاحبان کو بھی جانتا ہوں جو اسلام کے علاوہ سائنس پر بھی دسترس رکھتے ہیں لیکن فرض کریں کہ ایک مولانا صاحب ایسے ہیں جو محض اسلام کے تاریخی حقائق پر دسترس رکھتے ہیں لیکن سائنس پر دسترس نہیں رکھتے اور فرض کریں کہ آپ ان مولانا صاحب کے پاس جاتے ہیں کہ قرآن پاک میں یہ اور وہ سائنسی غلطی ہے۔ چونکہ وہ مولانا صاحب بطور حجت پیش کی جانے والی سائنسی غلطی کی وضاحت کرنے پر قادر نہ ہوں گے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن پاک کلام الٰہی نہیں ہے کیونکہ سورۃ فرقان...... سورۃ نمبر 25...... آیت نمبر 29 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

''اس شخص سے دریافت کرو جو ان چیزوں میں ماہر ہو۔''

لہٰذا اگر آپ قرآن پاک کے بارے میں کچھ دریافت کرنا چاہتے ہیں اور قرآن پاک سائنس کی بات کر رہا ہے تو آپ ایک سائنس دان سے رجوع کریں اور وہ وضاحت کرے گا کہ قرآن پاک کیا فرماتا ہے۔

اسی طرح فرض کریں کہ سامعین میں سے کوئی بھی فرد...... قرآن پاک میں گرائمر کی غلطی کی نشاندہی کرتا ہے...... میں عربی زبان میں ماہر نہیں ہوں...... میں محض ایک طالب علم ہوں...... میں عربی زبان کی غلطی کی وضاحت نہیں کر سکتا...... اگر میں یہ وضاحت کر سکتا ہوتا تو الحمدللہ...... لیکن اگر میں اس غلطی کی وضاحت کرنے کے قابل نہیں ہوں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ مذکورہ غلطی بجا ہے۔ بلکہ عربی زبان کا ایک ماہر شخص اس کی بخوبی وضاحت پیش کر سکتا ہے۔

اب تک کوئی بھی فرد قرآن پاک میں کسی بھی قسم کی کوئی بھی غلطی ثابت کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا اور نہ ہی انشاء اللہ مستقبل میں کامیاب ہو سکے گا۔ ان منطقی وضاحتوں کے بعد کوئی بھی انسان جو خدا پر یقین رکھتا ہو وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ قرآن پاک کلام الٰہی نہیں ہے۔ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر یقین نہیں رکھتے...... اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے اگر وہ یہ بات کہیں تو یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ لیکن کوئی بھی شخص اگرچہ وہ مسلمان نہ ہو مگر خدا پر یقین رکھتا ہو...... ان ثبوتوں کے پیش کیے جانے کے بعد وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ قرآن پاک کلام الٰہی نہیں ہے۔

تیسری بنیادی قیاس آرائی کہ قرآن پاک...... کسی انسانی مصنف کی تحریر نہیں بلکہ کلام الٰہی ہے باقی رہ جاتی ہے...... وہ جو ملحد ہیں...... جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں رکھتے...... وہ تمام ملحد جو یہاں پر موجود ہیں...... میں ان کو مبارکباد دینا چاہوں گا...... ملحدوں کو میری طرف سے خصوصی مبارکباد کیونکہ وہ اپنی ذہانت کا استعمال کر رہے ہیں۔ وہ اپنی توجہاتی قوت کا استعمال کر رہے ہیں۔ دنیا کے بہت سے لوگ جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں وہ اندھے اعتقاد کا شکار ہیں...... وہ عیسائی ہے کیونکہ اس کا باپ عیسائی ہے...... وہ ہندو ہے کہ اس کا باپ ہندو ہے...... کچھ مسلمان اس لیے مسلمان ہیں کہ ان کا باپ مسلمان ہے...... وہ اندھا اعتقاد کر رہے ہیں...... یہ ملحد لوگ اگرچہ ان کا تعلق کسی مذہبی خاندان سے ہی کیوں نہ ہو...... اگرچہ

وہ مذہبی پس منظر کے حامل کیوں نہ ہوں لیکن وہ یہ سوچتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ میرے اردگرد کے لوگ ایک ایسے خدا کی پوجا کر رہے ہیں جو انسانی خصوصیات کا حامل ہے...... وہ وہی خصوصیات رکھتا ہے جو خصوصیات میں رکھتا ہوں...... میں ایک ایسے خدا پر کیسے یقین رکھ سکتا ہوں۔ لہٰذا وہ خدا کے وجود سے ہی منکر ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کوئی خدا موجود نہیں...... وہ خدا کو مسترد کر دیتے ہیں۔

کچھ مسلمان مجھ سے یہ سوال کر سکتے ہیں کہ:

"آپ ملحدوں کو کس حساب میں مبارکباد پیش کر رہے ہیں۔"

میرا جواب یہ ہے کہ:

"میں ایک ملحد کو اس لیے مبارکباد پیش کر رہا ہوں کہ اس نے اسلامی شہادت کا پہلا حصّہ کہا ہے۔ اسلامی شہادت کا پہلا حصّہ کیا ہے؟"

اسلامی شہادت کا پہلا حصّہ یہ ہے کہ:

"لا الٰہ"

یعنی کوئی اللہ نہیں ہے...... وہ اسلامی شہادت کے پہلے حصّے سے متفق ہوا ہے جو کہتا ہے کہ:

"لا الٰہ"

کہ کوئی اللہ نہیں ہے۔ اب میرا کام یہ ہے کہ اس کو دوسرے حصّے کی جانب بھی مائل کروں کہ:

"الا اللہ"

لیکن اللہ

اسلامی کلمہ یہ ہے کہ:

"لا الٰہ الا اللہ...... محمد الرسول اللہ۔"

کہ:

"کوئی خدا نہیں ماسوائے اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں۔"

ملحد نے اسلامی شہادت کے پہلے حصّے کو تسلیم کر لیا کہ "کوئی خدا موجود نہیں ہے"...... وہ خدا پر یقین نہیں رکھتا جو کہ انسانی خصوصیات کا حامل ہے۔ لہٰذا یہ ہمارا فرض ہے کہ اس پر یہ ثابت کریں کہ "ایک سچّا اور حقیقی اللہ موجود ہے۔" جس لمحے کوئی ملحد مجھے یہ

بتائے کہ:

’’میں اللہ پر یقین نہیں رکھتا۔‘‘

تو میں اسے ایک سوال کروں گا کہ:

’’خدا کی تعریف کیا ہے؟ خدا سے تمہاری کیا مراد ہے؟‘‘

اور وہ جواب دے گا کہ:

’’آپ جانتے ہیں کہ میں کیوں اللہ پر یقین نہیں رکھتا؟‘‘

فرض کریں میں آپ کو بتاتا ہوں کہ:

’’یہ ایک پن (قلم) ہے۔ اگر میں کہتا ہوں کہ یہ ایک پن ہے اور آپ کہتے ہیں کہ یہ ایک پن نہیں ہے۔ آپ کو پن کے معانی جاننا ہوں گے...... آپ کو پن کی تعریف جاننا ہوگی۔‘‘

بالکل اسی طرح اگر ایک ملحد کہتا ہے کہ:

’’کوئی خدا موجود نہیں ہے...... اس کو یہ جاننا چاہیے کہ خدا کے معانی کیا ہیں اور ملحد مجھ سے کہتے ہیں کہ دیکھو میرے اردگرد کے لوگ وہ کس کی پوجا کر رہے ہیں...... وہ کس خدا کی پوجا کر رہے ہیں...... یہ ان کی اپنی تخلیق ہے...... وہ انسانی خصوصیات کا حامل ہے لہٰذا میں ایسے خدا پر یقین نہیں رکھتا۔ کیونکہ خدا کا جو نظریہ یہ لوگ رکھتے ہیں وہ ایک غلط نظریہ ہے۔ چونکہ آپ غلط نظریے کو مسترد کرتے ہیں حتیٰ کہ میں بھی بطور مسلمان خدا کے ان غلط نظریات کو مسترد کرتا ہوں ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘...... لیکن جس لمحے میں اس کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں...... تب میں نے اسے اللہ تعالیٰ کے حقیقی نظریے سے بھی روشناس کروانا ہے۔‘‘

فرض کریں کہ ایک غیر مسلم ہے جو یہ یقین رکھتا ہے کہ:

’’اسلام ایک وحشیانہ مذہب ہے...... یہ ایک بے رحم مذہب ہے...... یہ وہ مذہب ہے جو دہشت گردی کے ساتھ منسلک ہے...... یہ وہ مذہب ہے جو خواتین کو ان کے حقوق عطا نہیں کرتا...... یہ وہ مذہب

ہے جو سائنس کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا۔"

اور اگر وہ اسلام کو مسترد کرتا ہے تو میں اس کو بتاؤں گا کہ:

"میں بھی ایسے مذہب کو مسترد کرتا ہوں جو وحشیانہ ہے...... بے رحم ہے...... جو خواتین کو ان کے حقوق نہیں دیتا...... جو سائنس کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا۔"

لیکن اس کے ساتھ ساتھ مجھے کیا کرنا ہوگا؟

مجھے یہ کرنا ہوگا کہ:

"مجھے اس کے سامنے اسلام کا صحیح نظریہ پیش کرنا ہوگا اور اسے یہ باور کروانا ہوگا کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو نہایت مہربان اور دردمند مذہب ہے۔ اس کا دہشت گردی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ عورتوں کو بھی مساوی حقوق سے نوازتا ہے...... یہ سائنس کی کسوٹی پر پورا اترتا ہے...... اس کا سائنس کے ساتھ کوئی تصادم نہیں ہے بلکہ مصالحت ہے۔"

تب انشاء اللہ غیر مسلم مذہب اسلام کو قبول کر لے گا۔

یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے نظریے کی تصحیح سرانجام دیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح میں نے ایک ملحد کے سامنے اللہ تعالیٰ کے نظریے کی تصحیح سرانجام دی ہے۔ اگر قرآن پاک سے میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی ایک بہترین تعریف پیش کرسکتا ہوں تو وہ سورۃ اخلاص ہے...... سورۃ نمبر 112...... اس سورۃ میں ارشاد مبارک ہے کہ:

"تم فرماؤ وہ اللہ ہے۔ وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور وہ نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔"

دنیا میں اللہ تعالیٰ کا کوئی ہمسر نہیں ہے...... اس کی برابری کرنے والا کوئی نہیں ہے...... اس کے ساتھ مشابہت رکھنے والا کوئی نہیں ہے۔

جس لمحے آپ اللہ تعالیٰ کو کسی کے ساتھ ملانے...... کسی کے ساتھ مشابہت دینے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ اللہ نہیں ہے۔

یہی اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے جو سورۃ اخلاص چند سطروں میں بیان کرتی ہے۔ ہم

مسلمان کہتے ہیں کہ:

''اگر کوئی شخص...... کوئی بھی فرد اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے...... اگر وہ خدا کی اس تعریف پر پورا اترتا ہے...... تب ہم مسلمانوں کو اس کے امیدوار بننے پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ کی یہ تعریف سورۃ اخلاص کی چند سطروں پر مشتمل ہے۔ جس کے اللہ ہونے کا آپ اقرار کر رہے ہوں اس کو ان چند سطروں کی تعریف میں فٹ ہونا چاہیے...... تب ہمیں اسے اللہ کے طور پر تسلیم کر لینے سے کوئی انکار نہ ہوگا۔ کیا...... آپ کے کون سے امیدوار ہیں...... اپنے امیدواروں کو ایک ایک کر کے باری باری پیش تو کریں۔

کچھ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ:

''بھگوان رجنیش اوشو...... وہ خدا ہے۔''

آیئے ہم اس کا جائزہ لیں۔

اللہ کی تعریف کا پہلا حصّہ یہ ہے کہ:

''تم فرماؤ وہ اللہ ہے...... وہ ایک ہے۔''

رجنیش ...... ہمارے پاس رجنیش کی طرح کے کئی ایک لوگ موجود ہیں...... ان میں سے کئی ایک ہمارے اپنے ملک میں آباد ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی رجنیش کا پیروکار یہ کہے گا کہ:

''رجنیش بے مثل ہے۔ وہ محض ایک ہے۔''

ٹھیک ہے۔ اسے ایک موقع دیں...... ٹھیک ہے اسے پہلا امتحان پاس کرنے دیں...... کوئی مسئلہ نہیں۔

دوسرا امتحان یہ ہے کہ:

''اللہ بے نیاز ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ایک ایسی ہستی ہے جو دیگر لوگوں کی مدد فرماتی ہے۔ رجنیش کے بارے میں ہم جانتے ہیں...... بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ ''دمے'' کا مریض تھا...... ''ذیابیطس'' کا مریض تھا...... وہ اپنی بیماریوں کا علاج نہ کر سکا...... وہ آپ کی اور میری بیماریوں کا کیا علاج کرے گا۔ وہ امریکہ گیا تو امریکی

حکومت نے اسے گرفتار کر لیا...... آپ اندازہ کریں کہ خدا کو گرفتار کیا جا رہا ہے...... وہ اپنے آپ کو آزاد نہ کروا سکا...... وہ آپ کو اور مجھے کیسے آزاد کروائے گا جبکہ ہم مصائب کا شکار ہوں گے...... تب وہ یہ بیان دیتا ہے کہ انھوں نے مجھے زہر دیا...... آہستہ آہستہ اثر کرنے والا زہر...... آپ اندازہ کریں کہ خدا کو بھی زہر دیا جا سکتا ہے؟ مزید غور کریں...... یونان کے آرک بشپ نے کہا کہ:

''اگر تم نے خدائی کا دعویٰ کرنے والے اس شخص کو نکال باہر نہ کیا تو ہم اس کے مکانات تباہ کر دیں گے اور اس کے پیروکاروں کے مکانات بھی تباہ کر دیں گے اور یونانی صدر کو اس کو یونان سے نکال باہر کرنا پڑا۔''

کیا وہ بے نیاز ہے؟

تیسرا امتحان کہ:

''نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور وہ نہ کسی سے پیدا ہوا۔''

مجھے نہیں معلوم کہ رجنیش کے کتنے بچے تھے لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اس کی ماں بھی تھی اور باپ بھی تھا۔ وہ 11 دسمبر 1931ء کو پیدا ہوا تھا۔ اس کی جائے پیدائش جبل پور تھی اور وہ 19 جنوری 1990ء کو موت سے ہمکنار ہوا تھا۔ اگر پونہ میں اس کے سینٹر پر جائیں تو وہاں پر لکھا ہوا ہے کہ:

''بھگوان رجنیش...... اس نے کبھی جنم نہیں لیا...... یہ کبھی موت سے ہمکنار نہ ہوا...... لیکن 11 دسمبر 1931ء تا 19 جنوری 1990ء تک اس زمین کا نظارہ کرتا رہا۔''

انھوں نے یہ تحریر نہیں کیا کہ دنیا کے 21 ممالک میں اس کا داخلہ ممنوع تھا...... اس کو ان ممالک کا ویزا نہیں دیا جاتا تھا...... اس نے ان ممالک میں داخل ہونے کی کوشش کی لیکن ان 21 ممالک میں اس کو داخل ہونے سے روک دیا گیا...... آپ اندازہ کریں خدا دنیا کی سیاحت سرانجام دے رہا ہے لیکن وہ دنیا کے 21 ممالک میں داخل ہونے سے محروم ہے۔ کیا تم ایسے خدا پر یقین رکھتے ہو؟

اور آخری امتحان:

''اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔''

اس دنیا میں کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے...... کوئی اس کی برابری کرنے والا نہیں ہے۔ جس لمحے آپ یہ سوچ سکتے ہیں کہ خدا کیا ہے...... آپ اس کی تصویر بنا سکتے ہیں...... وہ خدا نہیں ہے۔

ہم بہت اچھی طرح جانتے ہیں کہ رجنیش...... اس کے لمبے بال تھے...... اس کی ایک لمبی داڑھی تھی جس کے بال سفید تھے...... وہ لباس پہنتا تھا...... جس لمحے آپ اس کے بارے میں سوچ سکتے ہیں تو آپ اس خدا کی تصویر بنا سکتے ہیں...... وہ خدا نہیں ہے۔

اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ:

''خدا کے بارے میں یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ شوارزنگر سے ایک ہزار گنا زائد طاقتور ہے۔''

کیا آپ جانتے ہیں کہ:

''شوارزنگر کون تھا؟''

''اس کو رستم زماں کا خطاب دیا گیا تھا۔''

اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ:

''خدا کے بارے میں یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ وہ دارا سنگھ سے ایک ہزار گنا زائد طاقت ور ہے یا کنگ کانگ ہو سکتا ہے۔''

تب وہ خدا نہیں ہے۔

جس لمحے آپ اس کا موازنہ کسی کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ خواہ آپ اس کو اس سے ہزار گنا برتر گردانیں...... دس لاکھ گنا برتر گردانیں...... ایک کروڑ گنا برتر گردانیں لیکن:

''دنیا میں اس کے جوڑ کا کوئی نہیں۔''

''اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔''

''اس کی برابری کرنے والا کوئی نہیں ہے۔''

میں یہ معاملہ اپنے معزز سامعین پر چھوڑتا ہوں...... ذہین اور دانشور سامعین پر چھوڑتا ہوں کہ وہ اپنے بارے میں بذات خود فیصلہ کریں کہ وہ کس خدا کی پوجا کر رہے ہیں...... ان کو اپنے خدا کا جائزہ لینا چاہیے اور اس کو اسی طرح امتحان سے گزارنا چاہیے۔

قرآن پاک نے یہ 4 امتحان پیش کیے ہیں...... جس خدا کی آپ پوجا کر رہے ہیں...... اگر وہ ان چاروں امتحانوں میں پاس ہو جاتا ہے...... تب ہم مسلمانوں کو اسے اللہ تعالیٰ تسلیم کرنے میں کوئی اعتراض نہ ہوگا وگرنہ آپ بذات خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔

ان ثبوتوں سے روشناس ہونے کے بعد کچھ ملحد اس امر پر متفق ہو سکتے ہیں کہ ہم ایسے ہی خدا پر یقین رکھتے ہیں۔ لیکن بہت سے ملحد اب بھی متفق نہیں ہوں گے۔ وہ کہیں گے کہ:

''ہم ایسی تعریفوں پر یقین نہیں رکھتے۔ ہم کچھ ایسی چیز پر یقین رکھتے ہیں جو قطعی ہو...... اساسی ہو۔ ہم سائنس پر یقین رکھتے ہیں۔''

میں اس امر کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں کہ:

''آج کا دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔''

لہٰذا ہمارے پاس جو کچھ سائنسی علم موجود ہے ہم اس کو بروئے کار لاتے ہیں۔

آیئے اس علم کو قرآن پاک پر لاگو کر کے دیکھتے ہیں۔

ملحد یہ کہہ سکتے ہیں کہ:

''یہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی دنیا ہے۔ ہم ایسے خداؤں پر یقین نہیں رکھتے...... سائنسی لحاظ سے خدا کے وجود کو ثابت کریں تب ہم یقین کریں گے۔''

پہلی بات یہ کہ:

''میں ان ملحدوں سے ایک سوال کرنا چاہوں گا...... یا اس تعلیم یافتہ شخص سے یہ سوال کرنا چاہوں گا جو منکر خدا ہے کہ کیا تم مجھے یہ بتا سکتے ہو اس پہلے شخص کا نام بتا سکتے ہو جو آپ کو سائنس کے بارے میں بتانے کے قابل ہوگا...... کہ کیا تم مجھے ایسے پہلے شخص کا نام بتا سکتے ہو جو آپ کو کسی ایسی شے کی کارکردگی کے بارے میں بتانے کے قابل ہوگا جس کی شناخت آپ نہیں رکھتے؟''

کوئی بھی مادی شے...... ایک ایسی شے جس سے جان پہچان نہیں ہے...... ایک ایسی مشین جس کی جان پہچان نہیں ہے...... جس کو دنیا میں کبھی کسی نے نہیں دیکھا یا اس سے

بیشتر اس کے بارے میں کبھی نہیں سنا۔ اب یہ مشین اس ملحد کے سامنے لائی جاتی ہے...... یا اس تعلیم یافتہ شخص کے سامنے لائی جاتی ہے جو محض سائنس پر ہی یقین رکھتا ہے اور دریافت کیا جاتا ہے کہ:

''وہ پہلا شخص کون ہوگا جو آپ کو اس کی کارکردگی کے بارے میں بتا سکے گا جس مشین کی الف ب سے بھی آپ واقف نہیں ہیں۔''

میں نے یہ سوال سینکڑوں ملحدوں سے پوچھا۔ تھوڑی دیر سوچنے کے بعد وہ جواب دیتا ہے کہ:

''اس مشین کو تخلیق کرنے والا...... وہ شخص جس نے اس مشین یا شے کو تخلیق کیا۔''

کچھ ملحد یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ:

''اس کو ایجاد کرنے والا...... اس کا موجد۔''

کچھ ملحد یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ:

''اس کا تیار کنندہ۔''

وہ کچھ بھی کہیں آپ یقین کریں کہ ان کا جواب ملتا جلتا ہی ہوگا۔ خواہ وہ تخلیق کنندہ کہیں...... تیار کنندہ کہیں...... موجد کہیں۔

میں نے یہ سوال سینکڑوں ملحدوں سے کیا اور ان تمام نے مجھے تقریباً ملتا جلتا جواب دیا۔ وہ جو جواب بھی دیں میں اسے تسلیم کرتا ہوں میں محض یہ ذہن میں رکھتا ہوں کہ یہ ایک طرز سے ملتا جلتا جواب ہوگا۔ اگلا وہ شخص ہوگا جس کو اس مشین کے تخلیق کنندہ نے مشین کے بارے میں بتایا ہوگا یا وہ شخص ہو سکتا ہے جس نے تحقیق سرانجام دی ہو لیکن پہلا شخص اس مشین کا تخلیق کنندہ ہی ہوگا...... یا تیار کنندہ ہوگا...... یا موجد ہوگا۔ میں اس ملحد سے پوچھتا ہوں جو سائنس پر یقین رکھتا ہے کہ:

''یہ دنیا کیسے وجود میں آئی؟''

لہٰذا وہ مجھے بتاتا ہے کہ:

''بگ بینگ تھیوری کے تحت...... پہلے تمام کائنات بنیادی طور پر ستاروں کا جھرمٹ تھی...... مابعد ثانوی علیحدگی عمل میں آئی جس کے تحت کہکشاں...... سیارے...... سورج...... چاند اور زمین جس پر ہم

رہتے ہیں وجود میں آئی وغیرہ وغیرہ۔

میں اس سے پوچھتا ہوں کہ:

"تم نے یہ کہانی کہاں گھڑی ہے؟"

وہ جواب دیتا ہے کہ:

"نہیں...... یہ ایک کہانی نہیں ہے بلکہ یہ تسلیم شدہ حقائق ہیں...... ہمارے پاس اس کے ثبوت موجود ہیں۔"

میں اس سے پوچھتا ہوں کہ:

"تم نے یہ سب کچھ کہاں سے سنا۔ تم نے یہ کہانیاں کہاں سے سنیں۔"

وہ جواب دیتا ہے کہ:

"نہیں...... یہ سائنسی حقائق ہیں...... یہ کہانیاں نہیں ہیں...... ہم ان سے کل باخبر ہوئے تھے۔"

سائنس میں کل کا مطلب ہے 50 برس بیشتر...... یا 100 برس بیشتر...... کل...... اور 1973ء میں بگ بینگ تھیوری دریافت کرنے کی بدولت دو سائنس دانوں کو نوبل پرائز سے نوازا گیا تھا۔ لہٰذا میں کہتا ہوں کہ:

"ٹھیک ہے...... میں اسے تسلیم کرتا ہوں۔"

لیکن تم اس بارے میں کیا کہو گے جو کچھ قرآن پاک میں 1400 برس قبل فرمایا گیا ہے۔

قرآن پاک میں سورۃ الانبیاء...... سورۃ نمبر 21 آیت نمبر 30 میں فرمایا گیا ہے کہ:

"کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان اور زمین بند تھے تو ہم نے انھیں کھولا اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی۔"

میرا قرآن پاک جو 1400 برس قبل نازل ہوا تھا...... اس میں کافی تاریخی ثبوت موجود ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ یہ وہی کتاب ہے جو 1400 برس قبل موجود تھی۔

لہٰذا میں ملحد سے پوچھتا ہوں کہ:

"یہ بگ بینگ تھیوری جو کل کی پیداوار ہے اسے کس نے 1400 برس قبل میرے قرآن پاک میں تحریر کیا؟"

لہٰذا وہ ملحد مجھ سے کہتا ہے کہ:

”کسی نے اندازہ لگایا ہوگا۔“

میں اسے چیلنج نہیں کرتا۔ میں اپنا کام جاری رکھتا ہوں۔

میں ملحد سے سوال کرتا ہوں کہ:

”جس دنیا میں ہم رہتے ہیں اس کی شکل کیسی ہے؟“

وہ مجھے جواب دیتا ہے کہ:

”پہلے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ زمین ہموار ہے۔ لیکن اب ہمارے پاس کافی زیادہ سائنسی ثبوت موجود ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ زمین ہموار نہیں ہے بلکہ زمین گول ہے۔“

میں ملحد سے سوال کرتا ہوں کہ:

”تمہیں کب معلوم ہوا کہ زمین کی شکل گول ہے؟“

وہ جواب دیتا ہے کہ:

”کل! 100 برس بیشتر...... 200 برس بیشتر سائنس نے یہ دریافت کیا کہ زمین گول ہے۔“

اور اگر اس کی معلومات کا دائرہ وسیع ہوا تو وہ کہے گا کہ:

”پہلا شخص جس نے یہ انکشاف کیا تھا کہ زمین گول ہے اس کا نام سر فرانسس ڈریک تھا۔ اس نے 1597ء میں یہ انکشاف کیا تھا جبکہ اس نے زمین کے اردگرد بحری سفر سرانجام دیتے ہوئے یہ ثابت کیا تھا کہ زمین گول ہے۔“

میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ:

”قرآن پاک سورۃ لقمان...... سورۃ نمبر 31...... آیت نمبر 29 میں کیا فرماتا ہے۔“

قرآن فرماتا ہے کہ:

”کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ رات لاتا ہے دن کے حصے میں اور دن کرتا ہے رات کے حصے میں۔“

اس کا مطلب ہے کہ یہ ایک سست اور تدریجی عمل ہے۔ رات آہستہ آہستہ اور تدریجی طور پر دن میں تبدیل ہوتی ہے اور دن آہستہ آہستہ اور تدریجی طور پر رات میں تبدیل ہوتا ہے۔ اگر زمین کی شکل ہموار ہو تب یہ عمل ممکن نہیں ہے۔ یہ عمل اسی صورت میں ممکن ہے اگر زمین کی شکل گول ہو۔

قرآن پاک نے اس قسم کا پیغام سورۃ زمر...... سورۃ نمبر 39 آیت نمبر 5 میں بھی دیا ہے کہ:

"اللہ نے آسمان اور زمین حق بنائے۔ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے۔"

رات کو دن پر لپیٹنا اور دن کو رات پر لپیٹنا اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے جبکہ زمین کی شکل گول ہو۔ اگر زمین کی شکل ہموار ہو تو یہ عمل ممکن نہیں ہو سکتا۔

آپ نے یہ حال ہی میں دریافت کیا کہ:

"زمین گول ہے۔"

کیا آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ:

"1400 برس قبل قرآن پاک میں کس نے تذکرہ کیا کہ زمین گول ہے؟"

عین ممکن ہے کہ ملحد پھر جواب دے کہ:

"یہ بھی ایک اندازہ ہے۔"

میں اسے چیلنج نہیں کرتا بلکہ اپنا عمل اور آگے بڑھاتا ہوں کہ:

"چاند میں جو روشنی ہے وہ کہاں سے آتی ہے۔ چاند یہ روشنی کہاں سے حاصل کرتا ہے؟"

وہ مجھے بتائے گا کہ:

"پہلے ہم یہ خیال کرتے تھے کہ چاند کی روشنی اس کی اپنی روشنی ہے...... حال ہی میں یہ انکشاف ہوا ہے کہ چاند کی روشنی سورج سے مستعار ہوتی ہے۔"

میں اس سے یہ سوال کروں گا کہ:

"قرآن پاک میں سورۃ الفرقان...... سورۃ نمبر 25...... آیت نمبر 61...... کیا فرمایا گیا ہے؟"

اس سورۃ مبارک میں فرمایا گیا ہے کہ:

"بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور ان میں چراغ رکھا اور چمکتا چاند......"

چاند کے لیے عربی لفظ "قمر" ہے اور روشنی کو "منیر" کے نام سے بیان فرمایا گیا ہے جو کہ مستعار لی گئی "روشنی" یا نور ہے جو روشنی کا عکس ہے۔

لٰہذا قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

"چاند کی روشنی مستعار لی گئی روشنی ہے۔ یہ روشنی کا عکس ہے۔"

آپ کہتے ہیں کہ آپ نے اسے آج دریافت کیا ہے تو 1400 برس بیشتر یہ فرمان مبارک کس طرح قرآن پاک کی زینت بنا؟

وہ ملحد چند لمحوں کے لیے توقف اختیار کرے گا۔ وہ فوری طور پر آپ کو جواب نہیں دے گا اور اس کے بعد وہ کہے گا کہ:

"ہوسکتا ہے یہ محض اتفاق ہو!"

میں اس سے بحث نہیں کرتا۔ میں کہتا ہوں ٹھیک ہے تم کہتے ہو کہ:

"یہ ایک اندازہ ہے...... ایک اتفاق ہے۔ ٹھیک ہے۔"

آیئے ہم اپنا سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔

میں اس سے پوچھتا ہوں کہ:

"جب میں اسکول میں زیر تعلیم تھا۔ 1982ء میں میں نے اپنا میٹرک کا امتحان پاس کیا تھا تب میں نے پڑھا تھا کہ سورج ساکت ہے۔"

لٰہذا وہ مجھ سے کہتا ہے کہ:

"کیا یہ سب کچھ قرآن پاک فرماتا ہے؟"

میں جواب دیتا ہوں کہ:

"نہیں...... یہ وہ کچھ ہے جو میں نے اسکول میں پڑھا تھا۔ کیا یہ درست ہے؟"

وہ کہتا ہے کہ:

''آج کل سائنس قابل ذکر ترقی کر چکی ہے۔ حال ہی میں ہم پر یہ انکشاف ہوا ہے کہ سورج نہ صرف گردش کرتا ہے بلکہ اپنے محور کے گرد گھومتا ہے۔''

میں کہتا ہوں کہ:

''نہیں! قرآن پاک سورۃ انبیاء...... سورۃ نمبر 21...... آیت نمبر 33 میں فرماتا ہے۔''

کیا فرماتا ہے؟

یہ فرماتا ہے کہ:

''اور وہی ہے جس نے بنائے رات اور دن اور سورج اور چاند ہر ایک ایک گھیرے میں پیر رہا ہے۔''

میں ملحد سے سوال کرتا ہوں کہ:

''تم مجھے بتاؤ کہ قرآن میں یہ سائنسی حقائق کون بیان کرسکتا ہے جن کا انکشاف حال ہی میں ہوا ہے؟''

وہ خاموش ہو جاتا ہے اور ایک لمبے توقف کے بعد کہتا ہے:

''دیکھو عرب علم فلکیات پر کافی زیادہ عبور رکھتے تھے۔ ممکن ہے کہ عربوں نے تمھارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا ہو اور انھوں نے اپنی کتاب میں درج کر دیا ہو۔''

میں اس کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ:

''ٹھیک ہے عرب علم فلکیات میں ماہر تھے۔ وہ اس علم پر عبور رکھتے تھے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں اسے یہ بھی باور کرواتا ہوں کہ اس کی یاد داشت مؤثر نہیں ہے کیونکہ عربوں کے علم فلکیات پر عبور حاصل کرنے سے صدیوں پیشتر قرآن پاک کا نزول ہوا تھا۔ لہٰذا یہ قرآن پاک ہے جس سے عربوں نے علم فلکیات حاصل کیا نہ کہ قرآن پاک نے عربوں سے علم فلکیات حاصل کیا۔''

لہٰذا قرآن پاک میں کئی ایک سائنسی حقائق بیان فرمائے گئے ہیں۔

قرآن پاک جغرافیے کے میدان میں بھی روشنی ڈالتا ہے۔ وہ واٹر سائیکل کے بارے میں انکشاف کرتا ہے۔

قرآن پاک سورۃ زمر...... سورۃ نمبر 39...... آیت نمبر 21 میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے زمین میں چشمے بنائے۔''

ہمارا قرآن پاک اس بارے میں تفصیل کے ساتھ ہمیں بتاتا ہے۔ قرآن پاک اپنی دیگر کئی ایک آیات میں فرماتا ہے کہ:

''سمندروں کا پانی اوپر اٹھتا ہے...... یہ بادلوں کی شکل اختیار کرتا ہے...... اس کی بجلی بنتی ہے اور بادلوں سے بارش برستی ہے۔''

یہ سب کچھ قرآن پاک میں کئی ایک مقامات پر ارشاد فرمایا گیا ہے۔

یہ سورۃ مومنون...... سورۃ نمبر 23 آیت نمبر 18

سورۃ روم...... سورۃ نمبر 30...... آیت نمبر 24

سورۃ حجر...... سورۃ نمبر 15...... آیت نمبر 22

سورۃ نور...... سورۃ نمبر 24...... آیت نمبر 43

سورۃ روم...... سورۃ نمبر 30...... آیت نمبر 48

ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

- ''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمھیں بجلی دکھاتا ہے ڈراتی اور امید دلاتی اور آسمان سے پانی اتارتا ہے تو اس سے زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرنے پیچھے۔'' (سورۃ روم...... آیت نمبر 24)
- ''اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا ایک اندازہ پر اور پھر اسے زمین میں ٹھہرایا اور بے شک ہم اس کے لے جانے پر قادر ہیں۔'' (سورۃ مومنون...... آیت نمبر 18)
- ''اور ہم نے ہوائیں بھیجیں بادلوں کو بادر کرنے والیاں اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر وہ تمھیں پینے کو دیا اور تم کچھ اس کے خزانچی نہیں۔'' (سورۃ حجر...... آیت نمبر 22)

✿ ''کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نرم نرم چلاتا ہے بادل کو پھر انھیں آپس میں ملاتا ہے۔ پھر انھیں تہہ پر تہہ کر دیتا ہے۔ تو تو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے مینہ نکلتا ہے اور اتارتا ہے آسمان سے اس میں جو برف کے پہاڑ ہیں ان میں سے کچھ اولے۔ پھر ڈالتا ہے انھیں جس پر چاہے اور پھیر دیتا ہے انھیں جس پر چاہے۔ قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک آنکھ لے جائے۔'' (سورۃ نور...... آیت نمبر43)

✿ ''اللہ ہے کہ بھیجتا ہے ہوائیں کہ ابھارتی ہیں بادل۔ پھر اسے پھیلا دیتا ہے آسمان میں جیسا چاہے اور اسے پارہ پارہ کرتا ہے تو تو دیکھے کہ اس کے بیچ سے مینہ نکل رہا ہے۔ پھر جب اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جس کی طرف چاہے جبھی وہ خوشیاں مناتے ہیں۔'' (سورۃ روم...... آیت نمبر48)

قرآن پاک کئی ایک مقامات پر تفصیل کے ساتھ واٹر سائیکل بیان فرماتا ہے جس کا انکشاف برنارڈ پلاسی نے 1580ء میں کیا تھا اور ہمارے قرآن پاک نے اسے 1400 برس پہلے بیان فرما دیا تھا۔

جغرافیے کے میدان میں ایک ملحد آپ کو بتائے گا کہ:

''ایک ایسا مظہر قدرت ہے جسے شکن (Folding) کہتے ہیں۔
جس زمین پر ہم رہتے ہیں...... زمین کی پرت بہت باریک ہے۔
شکن کے اس مظہر کے تحت پہاڑ موجود ہیں جو زمین کو کانپنے سے بچاتے ہیں۔''

میں اس ملحد کو بتاتا ہوں کہ:

''قرآن پاک سورۃ النبا......سورۃ نمبر78...... آیت نمبر6 اور 7 میں فرماتا ہے۔''

کیا فرماتا ہے؟

یہ فرماتا ہے کہ:

''کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہ کیا اور پہاڑوں کو میخیں اور تمھیں جوڑے بنایا۔''

قرآن فرماتا ہے کہ پہاڑ میخوں کا کام سرانجام دیتے ہیں اور یہ وہی انکشاف ہے جو سائنس دان آج کر رہے ہیں۔ قرآن اس سلسلے میں مزید تفصیل فراہم فرماتا ہے۔

سورۃ انبیاء...... سورۃ نمبر 21...... آیت نمبر 31 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

''اور زمین میں ہم نے لنگر ڈالے کہ انھیں لے نہ کانپے۔''

قرآن فرماتا ہے کہ ہم نے پہاڑ اس لیے بنائے کہ تاکہ زمین کو کانپنے سے بچایا جاسکے۔

ملحد آپ کو بتائے گا کہ:

''اگرچہ نمکین (کھارا) پانی اور میٹھے پانی کو ملایا جائے وہ آپس میں حل نہیں ہوتے۔ وہ علیحدہ علیحدہ رہتے ہیں۔''

میں اسے قرآن پاک کی سورۃ فرقان...... سورۃ نمبر 25...... آیت نمبر 53 کی نشاندہی کروں گا جس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

''اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے رواں کیے دو سمندر یہ میٹھا ہے نہایت شیریں اور یہ کھاری ہے نہایت تلخ اور ان کے بیچ پردہ رکھا اور روکی ہوئی آڑ۔''

اسی قسم کا پیغام سورۃ رحمٰن...... سورۃ نمبر 55...... آیت نمبر 19 اور 20 میں بھی دہرایا گیا ہے کہ:

''اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے سے بڑھ نہیں سکتا۔''

آج سائنس بتاتی ہے کہ:

''کھارا پانی اور میٹھا پانی...... اگرچہ ان دونوں کو ملا دیا جائے یہ آپس میں نہیں ملتے۔''

اور قرآن پاک نے یہ چیز 1400 برس پہلے ہی بیان فرما دی تھی۔

ملحد مجھے بتا سکتا ہے کہ:

''عین ممکن ہے کہ کوئی عربی نیچے پانی کی تہہ تک جا پہنچا ہو اور اس

نے پانی کی روک دیکھ لی ہو اور قرآن پاک میں درج کر دیا ہو۔"

وہ یہ محسوس کرنے میں ناکام ثابت ہوئے ہیں کہ یہ ان دیکھی "روک" ہے۔

قرآن فرماتا ہے کہ:

"برزخ...... یعنی اَن دیکھی روک۔"

سورۃ انبیاء...... سورۃ نمبر 21...... آیت نمبر 30 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

"کہ ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی تو کیا وہ ایمان لائیں گے۔"

کیا آپ یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ عرب کے ریگستانوں میں جہاں پر پانی کی شدید قلت ہے وہاں کون سوچ سکتا ہے کہ ہر ایک جاندار چیز پانی سے بنائی گئی ہے۔ اگر انھوں نے اندازہ ہی لگانا تھا تو وہ ہر ایک اندازہ لگا سکتے تھے ماسوائے پانی کے اور آج سائنس ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ہر ایک جاندار چیز 50 فیصد سے 90 فیصد پانی کی حامل ہوتی ہے۔

یہ حقیقت 1400 برس بیشتر کس نے قرآن پاک میں تحریر کی؟

اب ملحد خاموش رہے گا اور آپ کو کوئی جواب نہیں دے گا۔

قرآن پاک میں سینکڑوں حقائق موجود ہیں جو کہ اس وقت منظر عام پر نہیں آئے تھے۔ آپ کس کس کو اندازے کے ساتھ تحریر کر سکتے ہیں۔ میں یہ فیصلہ سامعین پر چھوڑتا ہوں کہ وہ بذات خود فیصلہ کریں کہ کیا وہ اس اندازے کی تھیوری کو قرآن پاک پر لاگو کر سکتے ہیں۔ اگر کوئی اندازے لگاتا ہے تو اس کے تمام تر اندازے کیسے درست ثابت ہو سکتے ہیں۔ کچھ لوگ یہ سوال کر سکتے ہیں کہ:

"آپ قرآن کو ثابت کرنے کے لیے کیا سائنسی علوم کا سہارا لے رہے ہیں؟"

میں آپ کو یہ یاد دہانی کرواؤں گا کہ قرآن پاک سائنس کی ایک کتاب نہیں ہے۔ قرآن پاک میں 6000 سے زائد آیات موجود ہیں جن میں سے 1000 سے زائد سائنسی علوم کی حامل ہیں۔ میں قرآن کو ثابت کرنے کے لیے سائنس کا سہارا نہیں لے رہا کیونکہ کسی چیز کو درست ثابت کرنے کے لیے ایک پیمانہ استعمال کرنے کی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔ کوئی ایسی چیز جو قطعی ہو۔ ہمارے لیے...... ہم مسلمانوں کے لیے قرآن پاک قطعی

ہے۔ قطعی پیمانہ قرآن پاک ہے۔ قرآن فرقان ہے۔ یہ حق کو باطل سے الگ کرتا ہے۔ لیکن اس ملحد کے لیے...... اس تعلیم یافتہ شخص کے لیے جو خدا کا شکر ہے سائنس قطعی ہے...... یہ اس کا پیمانہ ہے۔ لہٰذا میں وہ سب کچھ ثابت کرنے کے لیے اس کا پیمانہ استعمال کر رہا ہوں جو سب کچھ قرآن پاک نے فرمایا ہے۔ جیسا کہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ کئی مرتبہ سائنس ایک یو۔ ٹرن بھی لے جاتی ہے اس لیے میں نے محض سائنسی حقائق کے بارے میں بات کی ہے جو کہ ثبوت کے حامل ہیں۔ میں نے تھیوریوں کے بارے میں بات نہیں کی جو قیاس آرائیوں پر بنیاد کرتی ہیں۔ میں بات کرنے کے لیے اسی کا پیمانہ استعمال کر رہا ہوں تمھارے جس پیمانے نے حال ہی میں کہا تھا...... یعنی 100 برس بیشتر کہا تھا...... یہ پہلے ہی سے قرآن پاک میں موجود تھا اور بالآخر ہم اس نکتہ نظر پر پہنچتے ہیں کہ قرآن پاک سائنس سے ہزاروں لاکھوں گنا برتر ہے۔

سورۃ طٰہٰ...... سورۃ نمبر 20...... آیت نمبر 53 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

"تو ہم نے اس سے (زمین) طرح طرح کے سبزے کے جوڑے نکالے۔"

یعنی نباتات کے جوڑے تخلیق فرمائے گئے جو تم نے حال ہی میں دریافت کیا ہے

سورۃ رعد...... سورۃ نمبر 13...... آیت نمبر 3 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

"اور زمین میں ہر قسم کے پھل دو طرح کے بنائے۔"

یعنی پھل بھی جوڑوں میں تخلیق فرمائے گئے۔

علم طبقات الارض کے بارے میں سورۃ انعام...... سورۃ نمبر 6...... آیت نمبر 38 میں فرمایا گیا ہے کہ:

"تمام جاندار خواہ وہ درندے ہوں یا پرند تمہاری طرح امتیں ہیں۔"

یعنی درندے اور پرندے گروہوں کی شکل میں رہتے ہیں اور سائنس نے حال ہی میں اس امر کو دریافت کیا ہے۔

سورۃ نحل...... سورۃ نمبر 16...... آیت نمبر 68 اور 69 میں قرآن فرماتا ہے کہ یہ مادہ مکھی ہے جو باہر جاتی ہے اور شہد اکٹھا کرتی ہے اور یہ نر مکھی نہیں ہے...... سائنس نے یہ

دریافت حال ہی میں کی ہے۔

قرآن پاک سورۃ عنکبوت...... سورۃ نمبر 29...... آیت نمبر 41 میں فرماتا ہے کہ گھروں میں سب سے کمزور گھر مکڑی کا ہے۔ مکڑی کے جالے کی فطری صورت حال بیان کرنے کے علاوہ اس کے خاندانی تعلقات کے بارے میں بھی بیان فرمایا ہے جبکہ اکثر اوقات مادہ مکڑی نر مکڑی کو مار ڈالتی ہے۔

سورۃ نمل...... سورۃ نمبر 27...... آیات نمبر 17 اور 18 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

''اور جمع کیے گئے سلیمان کے لیے اس کے لشکر جنوں اور آدمیوں اور پرندوں سے تو وہ روکے جاتے تھے یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے نالے پر آئے ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمھیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور اس کے لشکر بے خبری میں۔''

یعنی چیونٹیاں ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کر رہی تھیں...... آپ سوچ سکتے ہیں کہ یہ طلسماتی کہانیوں کی کتاب ہے۔ کیا؟ چیونٹیاں ایک دوسرے سے باتیں کر رہی ہیں۔ آج سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ:

''کیڑے مکوڑوں اور جانوروں میں سے جن کا طرز زندگی انسانی طرز زندگی سے قریب تر واقع ہوا ہے وہ چیونٹیاں ہیں...... یہ اپنے مردوں کو دفناتی ہیں۔ ان کا کمیونیکیشن کا بہترین نظام ہے...... ان کی مارکیٹیں وغیرہ بھی ہوتی ہیں وغیرہ وغیرہ۔''

قرآن پاک ادویات کے بارے میں بھی فرماتا ہے۔

سورۃ نحل...... سورۃ نمبر 16...... آیات نمبر 68 اور 69 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ آپ شہد کی مکھی کے پیٹ سے شہد حاصل کرتے ہیں جو ہم نے آج دریافت کیا ہے کہ شہد میں شفا ہے۔ آج سائنس ہمیں یہ بتاتی ہے کہ شہد میں جراثیم کش خصوصیات موجود ہیں۔

قرآن پاک علم اعمال و افعال اعضا کے بارے میں بھی ارشاد فرماتا ہے۔ قرآن پاک سورۃ نحل...... سورۃ نمبر 16...... آیت نمبر 66 اور سورۃ مومنون...... سورۃ نمبر 23...... آیت نمبر 21

- ''اور بے شک تمھارے لیے چوپایوں میں نگاہ حاصل ہونے کی جگہ ہے۔ ہم تمھیں پلاتے ہیں اس چیز میں سے جو ان کے پیٹ میں گوبر اور خون کے بیچ میں خالص دودھ گلے سے سہل اترتا پینے والوں کے لیے۔'' (سورۃ نحل...... آیت نمبر 66)
- ''اور بے شک تمھارے لیے چوپاؤں میں سمجھنے کا مقام ہے۔ ہم تمھیں پلاتے ہیں اس میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے اور تمھارے لیے ان میں بہت فائدے ہیں۔'' (سورۃ مومنون...... آیت نمبر 21)

یہ آیات دوران خون اور دودھ بننے کے عمل کے بارے میں ارشاد فرماتی ہیں۔
ابن نفیس نے قرآن پاک نازل ہونے کے بعد اس کے بارے میں دریافت کیا اور ولیم ہارے نے مغربی دنیا کو اس سے روشناس کروایا۔

قرآن پاک جنین (مادر رحم میں بچہ) کے بارے میں بھی ارشاد فرماتا ہے۔
قرآن پاک کی پہلی آیت مبارکہ جو نازل ہوئی وہ سورۃ علق یا سورۃ اقرا کی تھی۔ اس میں فرمایا گیا ہے کہ:

''پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو۔ خون کی پھٹک سے بنایا۔''

یہ اور قرآن پاک سے اس سے متعلقہ دیگر مواد پروفیسر کیتھ مور نے حاصل کیا جو کہ اس میدان کے نامور افراد میں سے ایک ہے۔ وہ ٹورنٹو کینیڈا میں رہائش پذیر ہے۔ اس سے یہ سوال پوچھا گیا کہ:

''جنین کے بارے میں قرآن پاک جو کچھ فرماتا ہے کیا وہ سب کچھ درست ہے؟''

کچھ عربوں نے قرآن پاک کے اس فرمان مبارک پر عمل درآمد کیا تھا کہ:

''اگر آپ شک وشبہے کا شکار ہوں تو اس شخص سے دریافت کرو جو جانتا ہو۔''

لہٰذا انھوں نے پروفیسر کیتھ مور سے دریافت کیا کہ:

”کیا یہ سچ ہے؟“

پروفیسر کیتھ نے جواب دیا کہ:

”قرآن پاک کے فرمودات کی اکثریت سو فیصد درست ہے اور اس میدان کی تازہ ترین دریافتوں کے ساتھ میل کھاتی ہے۔ لیکن قرآن مبارک میں ایسے فرمودات بھی ہیں جن کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں بذات خود اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔“

پروفیسر موصوف نے مزید کہا کہ:

”قرآن پاک جو کچھ بھی فرماتا ہے وہ سب کچھ بالکل درست ہے۔“

اور وہ قرآن پاک سے جو نیا مواد حاصل کرتا ہے۔ اسے وہ اپنی کتاب میں شامل کر لیتا ہے۔ اس کی کتاب کا عنوان ہے:

"The Developing Human"

اس کتاب کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں...... یہ کتاب اپنے سال اشاعت کی طب کی بہترین کتاب قرار پائی تھی۔ پروفیسر کیتھ مور نے مزید کہا کہ:

”قرآن پاک نے اس میدان میں جو کچھ بھی ارشاد فرمایا ہے وہ سب کچھ ہم نے حال ہی میں دریافت کیا ہے۔ یہ طب کی ایک جدید ترین اور حالیہ ترین شاخ ہے...... قرآن کے یہ ارشاد کسی انسان کی تحریر نہیں ہو سکتے۔ یہ ایک الہامی کتاب ہی ہو سکتی ہے۔“

سورۃ طارق...... سورۃ نمبر 86...... آیات نمبر 5 تا 7 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

”تو چاہیے کہ آدمی غور کرے کہ کس چیز سے بنایا گیا۔ جست کرتے پانی سے جو نکلتا ہے پیٹھ اور سینوں کے بیچ سے۔“

اور اس حقیقت کو بھی طبی سائنس ثابت کر چکی ہے۔

قرآن پاک سورۃ نجم...... سورۃ نمبر 53...... آیات نمبر 45 اور 46 اور سورۃ قیامہ...... سورۃ نمبر 75...... آیات نمبر 37 تا 39 میں فرماتا ہے کہ:

✿ ”اور یہ کہ اسی نے دو جوڑے بنائے نر اور مادہ۔“ (سورۃ نجم...... آیات 45 اور 46)

- ”کیا وہ ایک بوند نہ تھا اس منی کا جو گرائی جائے۔ پھر خون کی پھٹک ہو تو اس نے پیدا فرمایا پھر ٹھیک بنایا تو اس سے دو جوڑ بنائے مرد اور عورت۔“

(سورۃ قیامہ...... آیات 37 تا 39)

ان آیات مبارکہ میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ مرد ہی ہے جو بچے کی جنس کا ذمہ دار ہے اور یہ انکشاف حال ہی میں ہوا ہے جو قرآن پاک نے 1400 برس قبل ارشاد فرما دیا تھا۔

اس سلسلے کی مزید تفصیلات قرآن پاک درج ذیل آیات مبارکہ میں بیان فرماتا ہے کہ:

- سورۃ مومنون...... سورۃ نمبر 23...... آیات نمبر 12 تا 14
- سورۃ حج...... سورۃ نمبر 22...... آیت نمبر 5
- ”اور بے شک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا۔ پھر اسے پانی کی بوند کیا ایک مضبوط ٹھہراؤ میں پھر ہم نے اس پانی کی بوند کو خون کی پھٹک کیا۔ پھر خون کی پھٹک کو گوشت کی بوٹی۔ پھر گوشت کی بوٹی کو ہڈیاں۔ پھر ان ہڈیوں پر گوشت پہنایا۔ پھر اسے اور صورت میں اٹھان دی تو بڑی برکت والا اللہ سب سے بہتر بنانے والا ہے۔“ (سورۃ مومنون...... آیات نمبر 12 تا 14)
- ”اے لوگو اگر تمھیں قیامت کے دن جینے میں کچھ شک ہو تو یہ غور کرو کہ ہم نے تمھیں پیدا کیا مٹی سے۔ پھر پانی کی بوند سے۔ پھر خون کی پھٹک سے۔ پھر گوشت کی بوٹی سے۔ نقشہ بنی اور بے بنی تا کہ ہم تمھارے لیے اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں ماؤں کے پیٹ میں جسے چاہیں ایک مقرر میعاد تک۔ پھر تمھیں نکالتے ہیں بچہ۔ پھر اس لیے کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور تم میں سے کوئی پہلے مر جاتا ہے اور کوئی سب میں نکمی عمر تک ڈالا جاتا ہے۔“

(سورۃ حج...... آیت نمبر 5)

قرآن پاک سورۃ سجدہ سورۃ نمبر 32...... آیت نمبر 9 اور
سورۃ انسان...... سورۃ نمبر 76...... آیت نمبر 2

میں فرماتا ہے کہ:

- ''اور پھر اسے ٹھیک کیا اور اپنی طرف سے روح پھونکی اور تمھیں کان اور آنکھیں اور دل عطا فرمائے۔'' (سورۃ سجدہ...... آیت نمبر 9)
- ''بے شک ہم نے آدمی کو پیدا کیا ملی ہوئی منی سے کہ وہ اسے جانچیں تو اسے سنتا دیکھتا کر دیا۔'' (سورۃ انسان...... آیت نمبر 2)

یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو سننے اور دیکھنے کی قوت بخشتا ہے اور آج طبی علم ہمیں یہ بتاتا ہے کہ سننے کی قوت پہلے حاصل ہوتی ہے۔ حمل کے پانچویں مہینے تک یہ پوری طرح بحال ہو جاتی ہے اور مابعد حمل کے ساتویں مہینے تک آنکھیں کھلتی ہیں اور جب یہ سوال کیا جاتا ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کس طرح ہڈیاں اکٹھی کریں گے تو قرآن پاک سورۃ قیامہ...... سورۃ نمبر 75...... آیات نمبر 3 اور 4 میں جواب دیتا ہے کہ:

''کیا آدمی یہ سمجھتا ہے کہ ہم ہرگز اس کی ہڈیاں جمع نہ فرمائیں گے
کیوں نہیں ہم قادر ہیں اس کے پور ٹھیک بنا دیں۔''

قرآن فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی انگلیوں کے پور بھی جوڑنے پر قادر ہے۔

اس فرمان مبارک کا کیا مطلب ہے؟

1880ء میں سرگولٹ نے فنگر پرنٹنگ کا طریقہ دریافت کیا تھا جس کو ہم آج لوگوں کو شناخت کرنے کی غرض سے استعمال کرتے ہیں۔ ایک شخص کے فنگر پرنٹ دوسرے شخص کے ساتھ نہیں ملتے۔ آپ لاکھوں لوگوں کے فنگر پرنٹ کی پڑتال کریں لیکن ان میں سے کسی کے بھی فنگر پرنٹ آپس میں نہیں ملیں گے۔ قرآن پاک نے 1400 برس بیشتر فنگر پرنٹنگ کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔

سائنس کی کئی ایک مثالیں قرآن پاک میں موجود ہیں۔ اگر آپ اس سلسلے میں مزید تفصیلات جاننا چاہتے ہیں...... سائنسی علوم کے بارے میں...... تب آپ میری ویڈیو کیسٹ سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں جس کا عنوان ہے:

''قرآن اور جدید سائنس...... تصادم یا مصالحت۔''

یہ کیسٹ برآمدے میں ترتیب دیے گئے سیل سنٹر پر دستیاب ہے۔

میں ایک اور سائنسی حقیقت کی نشاندہی کرنا چاہوں گا۔ تھائی لینڈ کا ایک سائنس دان تھا جس کا نام پروفیسر تھاگا ڈاشاوَن تھا۔ جس نے ''درد محسوس کیے جانے کے عمل'' میں کافی تحقیق سرانجام دی تھی۔ اس سے پیشتر سائنس اس نکتہ نظر کی حامل تھی کہ محض انسانی دماغ ہی اس عمل کا ذمہ دار تھا۔ لیکن حال ہی میں ہم نے یہ دریافت کیا ہے کہ انسانی جلد میں بھی اس قسم کی حس موجود ہے جو اس کی ذمہ دار ہے۔

قرآن پاک سورۃ النساء...... سورۃ نمبر 4 آیت نمبر 56 میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

''جنھوں نے ہماری آیتوں کا انکار کیا عنقریب ہم ان کو آگ میں داخل کریں گے۔ جب کبھی ان کی کھالیں پک جائیں گی ہم اس کے سوا اور کھالیں انھیں بدل دیں گے کہ عذاب کا مزہ لیں۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

بالواسطہ طور پر قرآن یہ فرمارہا ہے کہ جلد میں کچھ ایسی چیز ہے جو درد کی ذمہ دار ہے۔ یہ درد کی حِس کے بارے میں خبر دے رہا ہے۔ پہلے پروفیسر موصوف کو یقین نہ آیا۔ جب اس نے یہ تصدیق کر لی کہ یہ کتاب درد کی حس کے بارے میں ہی بات کر رہی ہے اور وہ بھی 1400 سال قبل تو اس نے قاہرہ میں منعقد ہونے والی ایک طبی کانفرنس کے دوران اسلام قبول کر لیا اور کہا کہ:

''لا الٰہ الا اللہ...... محمد الرسول اللہ۔''

(ترجمہ) کوئی خدا نہیں ماسوائے اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

تب آپ ملحد سے یہ سوال کر سکتے ہیں کہ:

''قرآن پاک میں یہ تمام تر حقائق کس نے بیان فرمائے ہیں؟''

اس کے پاس محض ایک ہی جواب ہوگا جو اس نے آپ کو اس سے پیشتر بھی دیا تھا وہ کون شخص ہوگا جو آپ کو ایک ایسی مشین کی کارکردگی کے بارے میں بتا سکے گا جس سے آپ آشنا نہیں ہیں؟ مشین کا تخلیق کنندہ...... مشین کا موجد...... مشین کو بنانے والا...... بالکل اسی طرح جو ہستی یہ تمام تر حقائق قرآن پاک میں بیان فرما سکتی ہے وہی اس کائنات کی خالق ہے اور اس کائنات کی ہر چیز کی خالق ہے جسے ہم انگریزی زبان میں ''گاڈ'' (God) اور

عربی زبان میں ''اللہ تعالیٰ'' کہتے ہیں جو کہ اس ہستی کے لیے زیادہ مناسب نام ہے۔

فرانسس بیکن نے درست کہا تھا کہ:

''سائنس کا تھوڑا علم آپ کو ایک ملحد بنا دیتا ہے لیکن سائنس کے علم پر
مکمل عبور آپ کو اللہ تعالیٰ پر یقین رکھنے والا بنا دیتا ہے۔''

میں اپنے خطاب کا اختتام سورۃ حٰم السجدہ......سورۃ نمبر 41......آیت نمبر 53 کے ترجمے کے ساتھ کرتا ہوں۔

''ابھی ہم انھیں دکھائیں گے اپنی آیتیں دنیا بھر میں اور خود ان کے
آپے میں یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ بے شک وہ حق ہے۔''

(ڈاکٹر محمد نائک)

شکریہ...... جزاک اللہ خیر کہ آپ سب نے اس لیکچر کو انتہائی توجہ کے ساتھ سنا۔

اب ہم اپنے اجلاس کے دوسرے حصّے کی جانب بڑھیں گے اور ہم یہ امید کرتے ہیں کہ آپ اجلاس کے اس حصّے میں بھی اسی دلچسپی بلکہ اس سے زیادہ دلچسپی کا مظاہرہ کریں گے جس دلچسپی کا مظاہرہ آپ نے اجلاس کے پہلے حصّے کے دوران کیا ہے۔

(حصّہ دوم)

کیا قرآن پاک کلام الٰہی ہے؟

سوال اور جواب کا سلسلہ

ڈاکٹر ذاکر نائک آپ کے
سوالات کے جوابات دیتے ہیں

(ڈاکٹر محمد)

شکریہ...... جزاک اللہ خیر...... آپ سب نے اس لیکچر کو انتہائی توجہ کے ساتھ سنا۔ اب ہم اپنے اجلاس کا دوسرا حصّہ شروع کر رہے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اجلاس کے اس حصّے میں بھی اسی دلچسپی بلکہ اس سے زیادہ دلچسپی کا مظاہرہ کریں گے جس دلچسپی کا مظاہرہ آپ نے اجلاس کے پہلے حصّے کے دوران کیا ہے...... ہمارے اجلاس کا دوسرا حصّہ سوال جواب پر مشتمل ہے۔ اجلاس کے اس حصّے سے زیادہ سے زیادہ استفادہ حاصل کرنے کی خاطر ہم کچھ اصول اور قوانین مدنظر رکھیں گے تاکہ ایک محدود وقت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے۔

1- دریافت کیا گیا سوال متعلقہ موضوع سے متعلّق ہونا چاہیے۔ آج کا موضوع جیسا کہ آپ جانتے ہیں یہ ہے:
"کیا قرآن پاک کلام الٰہی ہے؟"

2- موضوع سے ہٹ کر کیے گئے سوالات کو شرف قبولیت نہیں بخشا جائے گا۔ براہ مہربانی سوال مختصر کریں اور کسی مقصد کا حامل سوال پوچھیں۔ غیر ضروری اور بے مقصد سوالات سے اجتناب کریں کیونکہ یہ سوال جواب کا سلسلہ ہے نہ کہ لیکچر یا مباحثہ ہے۔

3- ایک وقت میں محض ایک ہی سوال پوچھا جا سکتا ہے۔ اگر آپ دوسرا سوال پوچھنا چاہتے ہوں تو آپ کو انتظار کرنا ہوگا اور دوبارہ موقع میسر آنے پر آپ اپنا دوسرا سوال پوچھ سکتے ہیں۔

4- سوال جواب کے سلسلے کے آخری اوقات کار میں کاغذ پر تحریر تحریری سوالات کے جوابات پیش کیے جائیں گے بشرطیکہ وقت نے مہلت دی۔ آپ کاغذ پر اپنے سوال تحریر کر کے رضا کاروں کے حوالے کر دیں وہ انھیں سٹیج پر پہنچا دیں گے۔

5- سوالات پوچھنے کے لیے سامعین کو تین مائک مہیا کیے گئے ہیں۔ دو مائک مرد حضرات اور ایک مائک خواتین کے لیے مخصوص ہے۔ اگر آپ سوال کرنا چاہتے ہوں تو براہ مہربانی مائک کے سامنے لگی قطار میں اپنی جگہ سنبھالیں۔ جب مائک آپ کو تھمایا جائے تب آپ اپنا سوال براہ راست اس مائک کی وساطت سے

پوچھ سکتے ہیں۔ آپ کو محض ایک سوال پوچھنے کی اجازت ہوگی۔ پہلے ایک خاتون اور اس کے بعد مرد...... باری باری سوالات پوچھیں گے۔

کیا مائک بردار اسٹاف تیار ہے؟

وہ افراد جو مائک پر سوالات پوچھنا چاہتے ہوں وہ براہ مہربانی قطار بنا لیں۔

خواتین اپنی مائک پر تیار رہیں اور مرد اپنے مائک پر تیار رہیں اور ہم کارروائی شروع کرتے ہیں۔ مقرر بھی آپ کے سوالات کا جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔

کیا ہم پہلا سوال خواتین کی طرف سے وصول کریں؟

میں اس اجلاس کی منصوبہ بندی کے فرائض سرانجام دوں گا۔

خواتین اپنا پہلا سوال پوچھ سکتی ہیں۔

سوال: میرا نام مسز سارلا رام چندر ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ مسلمان "خدا" کو "اللہ" کیوں کہتے ہیں؟

(ڈاکٹر ذاکر)

اس بہن نے یہ سوال کیا ہے کہ:

"مسلمان "خدا" کو "اللہ" کیوں کہتے ہیں؟"

اپنے خطاب کے دوران میں نے قرآن پاک کی سورۃ اخلاص...... سورۃ نمبر 112 کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی تھی کہ:

"تم فرماؤ وہ اللہ ہے...... وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور وہ نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔"

لیکن قرآن پاک سورۃ اسرائیل...... سورۃ نمبر 17...... آیت نمبر 110 میں بھی فرماتا ہے کہ:

"تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں۔"

یہی پیغام کہ اللہ تعالیٰ کو اچھے ناموں سے پکارو:

"سورۃ اعراف...... سورۃ نمبر 7...... آیت نمبر 180

سورۃ حشر...... سورۃ نمبر 59...... آیت نمبر 24

سورۃ طٰہٰ......سورۃ نمبر 20......آیت نمبر 8

میں بھی دیا گیا ہے کہ:

- ''اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اسے ان سے پکارو۔''
- ''اسی کے ہیں سب اچھے نام۔''

(سورۃ اعراف......آیت نمبر 180)

- ''اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسی کے ہیں سب اچھے نام۔''

(سورۃ طٰہٰ......آیت نمبر 8)

شرط یہ ہے کہ نام خوبصورت ہونا چاہیے......اچھا ہونا چاہیے۔

مسلمان ''خدا'' کو ''اللہ'' کہہ کر پکارنے کو کیوں ترجیح دیتے ہیں؟ مسلمان انگریزی لفظ ''گاڈ'' (God) کی بجائے عربی ''اللہ'' کہہ کر پکارنے کو اس لیے ترجیح دیتے ہیں کہ عربی کا یہ لفظ زیادہ پاک لفظ ہے۔ انگریزی لفظ ''گاڈ'' (God) کے کئی ایک مختلف لفظ بنائے جا سکتے ہیں۔ اگر آپ "God" کے ساتھ "S" لگا دیں تو یہ "Gods" بن جاتا ہے جو کہ گاڈ کی جمع ہے......آپ لفظ ''اللہ'' کے ساتھ ''ایس'' نہیں لگا سکتے۔ اللہ تعالیٰ کی جمع نہیں ہے......اللہ ایک ہے......واحد ہے......

''تم فرماؤ اللہ ایک ہے۔''

اگر آپ گاڈ کے ساتھ (Dess) لگا دیں تو یہ (Goddess) بن جاتا ہے......

یعنی مؤنث خدا......اللہ کے لیے مذکر اللہ یا مونث اللہ سے پاک ہے......اللہ تعالیٰ کی کوئی جنس نہیں ہے۔ اگر آپ بڑی ''جی'' (G) کے ساتھ گاڈ لکھیں تو یہ حقیقی خدا کی نشاندہی ہوتی ہے اور اگر آپ چھوٹی ''جی'' (g) کے ساتھ گاڈ لکھیں تو یہ جھوٹے خداؤں کو ظاہر کرتی ہے۔ اسلام میں ہمارا محض ایک ہی حقیقی خدا ہے۔ ہمارے جھوٹے خدا نہیں ہیں......محض حقیقی اللہ ہے اور وہ ایک ہے۔ اگر آپ لفظ گاڈ کے ساتھ فادر لگا دیں تو یہ گاڈ فادر (Codfather) بن جاتا ہے......وہ میرا گاڈ فادر ہے......میرا سرپرست ہے......آپ لفظ اللہ کے ساتھ ابا یا فادر نہیں لگا سکتے۔ اللہ ابا اور اللہ فادر جیسی کوئی چیز اسلام میں نہیں ہے۔ اگر آپ لفظ ''گاڈ'' کے ساتھ ''مدر'' لگا دیں تو یہ ''گاڈ مدر'' بن جاتا ہے۔ آپ لفظ اللہ کے ساتھ ''مدر'' یا ''امی'' نہیں لگا سکتے......اسلام میں اللہ امّی جیسی کوئی شے نہیں ہے۔ اگر آپ لفظ ''گاڈ'' سے پہلے

''ٹِن'' لگا دیں تو یہ ''ٹن گاڈ'' (Tingod) بن جاتا ہے۔ اسلام میں ''ٹِن اللہ'' کا کوئی تصور نہیں ہے...... اللہ پاک ہے...... بے مثل ہے...... آپ اسے کسی بھی نام سے پکار سکتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ نام خوبصورت اور اچھا ہونا چاہیے۔

میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

(ڈاکٹر محمد)

سوالات کرنے والے حضرات یہ نوٹ فرمالیں کہ وہ سوال کرنے سے پہلے اپنا نام اور پیشہ ضرور بیان کریں تاکہ آپ زیادہ مناسب جواب کے حصول میں کامیاب ہو سکیں...... مہربانی

اگلا سوال مرد حضرات جو دائیں جانب ہیں ان کی طرف سے ہوگا۔

سوال:

السلام علیکم

میرا نام قاسم داویر ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ...... ارون شوری کہتا ہے کہ قرآن پاک کی سورۃ نمبر 4...... آیات نمبر 11 اور 12 کے حوالے سے...... اگر آپ وارثوں کو دی جانے والی وراثت کے مختلف حصوں کو جمع کریں تو حاصل جمع ''ایک'' سے زائد بنتی ہے۔ لہٰذا ارون شوری یہ دعویٰ کرتا ہے کہ قرآن پاک کا مصنف کیا ریاضی سے آگاہ نہیں ہے...... براہ مہرپانی وضاحت کریں۔

(ڈاکٹر ذاکر)

اس بھائی نے یہ سوال پوچھا ہے کہ:

''ارون شوری کے مطابق قرآن پاک کی سورۃ نمبر 4 آیات نمبر 11 اور 12 کے حوالے سے...... وہ کہتا ہے کہ اگر آپ وارثوں کو دی جانے والی وراثت کے مختلف حصوں کو جمع کریں تو حاصل جمع ''ایک'' سے زائد بنتی ہے۔ لہٰذا وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ کیا قرآن پاک کا مصنف ریاضی سے آگاہ نہیں ہے۔''

جیسا کہ میں نے اپنے خطاب کے دوران بھی تذکرہ کیا تھا کہ:

''سینکڑوں لوگ ایسے ہیں جو قرآن پاک میں غلطیاں نکالتے ہیں

لیکن اگر آپ تجزیہ سرانجام دیں تو وہ تمام لوگ درست نہیں ہیں .... ان میں سے کوئی بھی درست نہیں ہے..... ان میں سے ایک بھی فرد درست نہیں ہے۔"

وراثت کے مسئلے کے بارے میں قرآن پاک کئی ایک مقامات پر ارشاد فرماتا ہے۔

- سورۃ البقرہ......سورۃ نمبر 2......آیت نمبر 180
- سورۃ البقرہ......سورۃ نمبر 2......آیت نمبر 240
- سورۃ النساء......سورۃ نمبر 4......آیت نمبر 9
- سورۃ النساء......سورۃ نمبر 4......آیت نمبر 19
- سورۃ مائدہ......سورۃ نمبر 5......آیت نمبر 105

قرآن پاک کئی مقامات پر اس مسئلے کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے لیکن اس کی زیادہ مفصل تفصیل قرآن پاک میں درج ذیل مقامات پر فراہم کی گئی ہے۔

- سورۃ النساء......سورۃ نمبر 4......آیت نمبر 11 اور 12
- سورۃ النساء......سورۃ نمبر 4......آیت نمبر 176

اردن شوری کے ترجمے کا جہاں تک تعلق ہے تو اس نے قرآن پاک کی سورۃ النساء......سورۃ نمبر 4......آیات نمبر 11 اور 12 کا حوالہ دیا ہے۔ اس سورۃ کی آیت نمبر 11 میں ارشاد مبارک ہے کہ:

"اللہ تمھیں حکم دیتا ہے کہ تمہاری اولاد کے بارے میں۔ بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر ہے۔ پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکے سے چھٹا۔ اگر میت کے اولاد ہو پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی۔ پھر اگر اس کے کوئی بہن بھائی ہوں تو ماں کا چھٹا بعد اس وصیت کے جو کر گیا۔"

آیت نمبر 12 میں اس وراثت کی تقسیم بیان فرمائی گئی جو آپ کی بیویاں آپ کے لیے چھوڑ جائیں۔ اگر بچے نہ ہوں تو آپ کو نصف ملے گا۔ اگر بچے ہوں تو آپ کو ایک

چوتھائی ملے گا بعد اس وصیت میں جو وہ کر گئی یعنی قرض وغیرہ ادا کرنے کے بعد...... یہ کچھ پریشان کرنے والا سلسلہ ہے لیکن آپ پریشان نہ ہوں۔ آپ گھر جا کر تسلی سے اس کا جائزہ لیں۔ مختصر یہ کہ سورۃ النساء کی آیت نمبر 11 میں پہلا جو حصّہ بیان فرمایا گیا ہے وہ بچوں کا ہے...... اس کے بعد والدین کا اور مابعد اسی سورۃ کی آیت نمبر 17 میں خاوند اور بیوی کے حصّے کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے۔ جہاں تک وراثت کا تعلق ہے اس کے بارے میں اسلام مفصل طور پر بیان فرماتا ہے۔ قرآن پاک اس بارے میں محض بنیادی خاکہ فراہم کرتا ہے۔ زیادہ تفصیلات کے لیے آپ کو احادیث مبارکہ کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے اور محض وراثت کے موضوع پر تحقیقات سرانجام دیتے ہوئے انسان اپنی پوری زندگی صرف کر سکتا ہے۔

اور ارون شوری یہ امید کرتے ہیں کہ قرآن پاک کی محض دو آیات کا حوالہ دے کر یہ سب کچھ جان جائیں گے۔ ان کا یہ عمل درآمد بالکل اسی طرح جس طرح ایک شخص ریاضی کے تمام تر مسائل چشم زدن میں حل کرنا چاہتا ہو جبکہ بذات خود وہ ریاضی کی ''الف''، ''ب'' سے بھی واقف نہ ہو...... ریاضی کے بنیادی اصولوں سے بھی ناآشنا ہو۔

آپ جانتے ہیں ریاضی کے بنیادی اصول کیا ہیں؟

ریاضی کے بنیادی اصول ہیں Bodmas...... ان قوانین کے تحت یعنی B-O-D-M-A-S کے تحت پہلے آپ کو بریکٹیں ختم کرنا ہوتی ہیں یعنی (Bracket Bo of)...... اس کے "D" یعنی Division (تقسیم)...... اس کے بعد "M" یعنی Multiplication (ضرب)...... اس کے بعد "A" یعنی Addition (جمع)...... اس کے بعد "S" یعنی Subtraction (تفریق)......

اگر ہم Bodmas کے قوانین/ اصول نہیں جانتے اور اگر آپ پہلے تفریق کے عمل سرانجام دیں...... پھر ضرب کے عمل کو سرانجام دیں...... اس کے بعد آپ جمع کریں...... اور اس کے بعد بریکٹیں ختم کریں...... یقیناً آپ کو جواب غلط نکلے گا۔

بالکل اسی طرح ارون شوری خود ریاضی سے نابلد ہے کیونکہ اسلامی قوانین کے تحت وراثت کی تقسیم کے عمل میں پہلے بیوی/ خاوند اور والدین کا حصّہ نکالا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو بھی وراثت بچے وہ بچوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ اگر تم اس اصول کی پیروی کرو تب ٹوٹل کبھی بھی ''ایک'' سے زائد نہیں ہوگا۔

میرا خیال ہے اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

(ڈاکٹر محمد)

جناب اگلا سوال خواتین کی جانب سے ہوگا اس کے بعد ہم آپ کو سوال کرنے کی اجازت ضرور فراہم کریں گے...... مہربانی!

سوال: ہیلو...... ہیلو...... ہیلو...... میرا نام فوزیہ سید ہے۔ میں بی ایم سی میں بطور انسپکٹر کام کر رہی ہوں۔ میں پہلے عیسائی تھی اور 1980ء میں میں نے اسلام قبول کیا تھا۔ میرے والدین ابھی تک عیسائی ہیں۔ میں انھیں کس طرح قائل کروں کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن پاک بائیبل سے نقل نہیں کیا تھا۔

(ڈاکٹر ذاکر)

اس بہن نے یہ سوال کیا ہے کہ:

"میں عیسائی تھی اور 1980ء میں میں نے اسلام قبول کیا تھا۔"

میں اس بہن کو ایک مرتبہ نہیں تین مرتبہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ملحد کو میں ایک بار مبارکباد پیش کرتا ہوں...... لیکن اس بہن کو...... میں تین مرتبہ مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ اس بہن نے

"لا الٰہ"

پڑھنے کے بعد

"الا اللہ"

پڑھا ہے اور اس کے بعد

"محمد الرسول اللہ"

بھی پڑھا ہے۔

یہ کہ:

"کوئی خدا نہیں ماسوائے اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں۔"

یہ اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے...... میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

آپ کا سوال یہ ہے کہ:

آپ کیسے یہ ثابت کریں...... اپنے والدین کو کس طرح قائل کریں
کہ قرآن پاک کو بائیبل سے نقل نہیں کیا گیا۔''

جیسا کہ میں نے اپنے خطاب میں ایک تاریخ حقیقت سے آگاہ کیا ہے کہ:

''پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَن پڑھ تھے...... امی تھے۔''

اس امر کو ثابت کرنے کے لیے یہ واحد حقیقت ہی کافی ہے۔

لیکن قرآن پاک سورۃ اعراف...... سورۃ نمبر 7...... آیت نمبر 157 میں فرماتا ہے کہ:

''وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے
والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں......''

اور آج اگر آپ بائیبل کا مطالعہ کریں تو اس میں درج ہے کہ:

''یہ کتاب اس نبی کو دی گئی جو پڑھے لکھے نہیں ہیں۔''

وہ لوگ جو یہ دعویٰ کرتے تھے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن پاک کو بائیبل سے نقل کیا ہے (نعوذ باللہ) وہ اس امر کو محسوس کرنے میں ناکام رہے تھے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں بائیبل کا عربی ترجمہ دستیاب نہ تھا۔ بائیبل کا جو پہلا عربی ترجمہ پیش کیا گیا تھا وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے 200 سال بعد پیش کیا گیا تھا۔ یہ ترجمہ شریعت موسوی (Old Testament) کا تھا اور شریعت عیسوی (New Testament) کا جو پہلا عربی ترجمہ پیش کیا گیا تھا وہ 1616ء میں یعنی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے تقریباً 1000 سال بعد پیش کیا گیا تھا۔

میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ قرآن پاک اور بائیبل میں کچھ مشابہت پائی جاتی ہے لیکن یہ مشابہت یہ ثابت نہیں کرتی کہ قرآن پاک کو بائیبل سے نقل کیا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں الہامی کتب کا ماخذ ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام تر فرمودات...... پیغامات ایک مشترکہ پیغام کے حامل ہے اور وہ پیغام توحید کا پیغام ہے...... ان میں یہ پیغام مشترک ہے۔ یہ پیغام تمام تر پچھلی الہامی کتب میں بھی موجود تھا اگرچہ وہ اپنے وقت اور اپنے زمانے کے لیے مخصوص تھیں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ ان کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے نہیں لی تھی اور ان میں ردو بدل کر دیا گیا تھا اور ان کتب

میں کئی ایک تبدیلیاں انسانوں کی مرہونِ منت ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی چند معاملات کے ضمن میں ان میں مشابہت پائی جاتی ہے اور اس معمولی مشابہت کی بنا پر یہ کہنا انتہائی غلط ہوگا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قرآن پاک بائیبل سے نقل کیا ہے (نعوذ باللہ)...... اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے (نعوذ باللہ) شریعت عیسوی، شریعت موسوی سے نقل کی تھی کیونکہ شریعت عیسوی اور شریعت موسوی میں بھی کافی مشابہت پائی جاتی ہے اور ان میں بھی کئی ایک چیزیں مشترک ہیں۔ دونوں کا ذریعہ ایک ہی ہے اور فرض کریں کوئی امتحان میں نقل کرتا ہے...... میں جوابی کاپی میں یہ نہیں لکھوں گا...... میں نے اپنے ہمسائے سے نقل کی ہے...... میں کبھی بھی یہ نہیں لکھوں گا کہ میں نے مسٹر ایکس وائی زیڈ سے نقل کی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اللہ تعالیٰ واضح طور پر یہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام...... حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر تمام پیغمبران اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔ ان کو عزت اور مرتبہ عطا کیا جاتا ہے۔ اگر انھوں نے نقل کی ہوتی...... تو وہ کبھی یہ ظاہر نہ فرماتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔ یہ امر ثابت کرتا ہے کہ انھوں نے نقل نہیں کی۔ محض تاریخی حقائق کے ذریعے کسی بھی شخص کے لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ دونوں الہامی کتب میں سے کون سی کتاب درست ہے بائیبل یا قرآن۔ لیکن آیئے ہم اپنے سائنٹیفک علم کے تحت ان دونوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

اگر آپ ایک نظر جائزہ لیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ قرآن اور بائیبل میں شامل کئی ایک نکات اور کئی ایک داستانیں بالکل یکساں نوعیت کی حامل ہیں...... بالکل ایک جیسی ہیں۔ لیکن اگر آپ ان کا تجزیہ سرانجام دیں تو ان میں زمین آسمان کا فرق موجود ہے۔

مثال کے طور پر بائیبل پہلی کتاب کے مطابق (Book of Genesis) آسمانوں اور زمین کی تخلیق کے بارے میں خبر دیتی ہے (سورۃ نمبر 1) کہ:

"یہ 6 دنوں میں تخلیق فرمائے گئے اور دن 24 گھنٹوں پر مشتمل بیان کرتی ہے۔"

قرآن پاک بھی کئی ایک مقامات پر اس بارے میں ارشاد فرماتا ہے مثلاً:

- سورۃ اعراف...... سورۃ نمبر 7...... آیت نمبر 54
- سورۃ یونس...... سورۃ نمبر 10...... آیت نمبر 3

اور اس کے علاوہ بھی کئی ایک مقامات پر قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے کہ:

''زمین اور آسمانوں کی تخلیق 6 ایام میں فرمائی گئی۔''

عربی کا لفظ ''ایام'' ...... یوم کی جمع ہے...... یوم کا مطلب ہے دن اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ ایک لمبا دورانیہ یا ایک دور۔ عہد یا عصر۔ لہٰذا یہاں پر جب قرآن پاک یہ فرماتا ہے کہ:

''آسمانوں اور زمین کی تخلیق 6 ادوار میں کی گئی...... بہت لمبے دورانیے میں طے پائی گئی...... سائنس دان کوئی اعتراض نہیں کرتے...... وہ قرآن پاک کے اس ارشاد مبارک پر کوئی اعتراض نہیں کرتے۔ لیکن یہ کہنا کہ آسمانوں اور زمین کی تخلیق چھ دنوں میں ہوئی تھی اور ہر دن محض 24 گھنٹے پر محیط تھا...... یہ غیر سائنسی بنیاد کا حامل ہے۔''

بائیبل کی پہلی کتاب (Genesis) کہتی ہے (سورۃ نمبر 1...... آیت نمبر 3 اور 5) کہ:

''دن اور رات پہلے دن تخلیق فرمائے گئے تھے۔''

اور سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ:

''زمین پر روشنی ستاروں کے ردعمل کی وجہ سے تخلیق پائی تھی۔''

اور بائیبل (Genesis) کہتی ہے (سورۃ نمبر 1...... آیت نمبر 14 تا 19) کہ:

''سورج کو چوتھے روز تخلیق فرمایا گیا تھا۔''

یہ کیسے ممکن ہے کہ:

''روشنی سورج سے تین روز بیشتر تخلیق فرمائی گئی ہو۔''

یہ غیر منطقی ہے...... یہ غیر سائنسی ہے اور زمین جو دن اور رات کی موجودگی درکار رکھتی ہے وہ تیسرے دن تخلیق فرمائی گئی۔

قرآن پاک بھی روشنی کی تخلیق اور سورج کے بارے میں بتاتا ہے۔ لیکن یہ ناممکن اور غیر سائنسی تسلسل پیش نہیں کرتا۔ کیا آپ یہ سوچ سکتے ہیں کہ پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن پاک کو بائیبل سے نقل کیا اور انھوں نے تسلسل کی غلطی دور

کرتے ہوئے اس کی اصلاح بھی فرما دی؟ 1400 برس پہلے کوئی نہیں جانتا تھا۔
بائیبل کی پہلی کتاب (Genesis) سورۃ نمبر 1...... آیت نمبر 9 تا 13 میں بیان کرتی ہے کہ:

"زمین کی تخلیق تیسرے روز فرمائی گئی۔"

اور آیت نمبر 14 تا 19 بیان کرتی ہے کہ:

"سورج اور چاند چوتھے روز تخلیق فرمائے گئے۔"

• آج سائنس ہمیں یہ بتاتی ہے کہ:

"زمین اور چاند دراصل...... سورج کا حصہ ہیں۔"

یہ ناممکن ہے کہ زمین کو سورج سے پہلے تخلیق فرمایا گیا ہو...... یہ غیر سائنسی ہے۔
بائیبل بیان کرتی ہے (سورۃ نمبر 1...... آیت نمبر 11 تا 13) کہ:

"نباتاتی ریاست بمعہ بیج...... بیجوں کے حامل پودے......
نباتات...... درخت وغیرہ تیسرے دن تخلیق فرمائے گئے اور سورج
(آیات نمبر 14 تا 19) چوتھے روز تخلیق فرمایا گیا۔"

سورج کی عدم موجودگی میں نباتات کیسے وجود میں آ گئیں؟
بائیبل (سورت نمبر 1...... آیت نمبر 16) کہتی ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ نے دو عظیم روشنیاں تخلیق فرمائیں...... سورج...... بڑی
روشنی...... عظیم تر روشنی دن پر حکمرانی کی غرض سے...... اور چاند اس
سے کمتر روشنی رات پر حکمرانی کرنے کی غرض سے۔"

بائیبل یہ بھی کہتی ہے کہ:

"سورج اور چاند دونوں اپنی اپنی روشنی کے حامل ہیں۔"

جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ قرآن پاک سورۃ فرقان...... سورۃ نمبر 25...... آیت نمبر 61 میں وضاحت فرماتا ہے کہ:

"چاند کی روشنی اس کی اپنی روشنی نہیں ہے بلکہ سورج سے مستعار لی
گئی روشنی ہے۔"

یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بائیبل سے نقل

کی اور تمام سائنسی حقائق درست فرما دیے؟ یہ ممکن نہیں ہے۔ اگر آپ ان متعدد داستانوں کا تجزیہ کریں جو قرآن پاک اور بائیبل میں بیان کی گئی ہیں...... اگر آپ ان کا بغور تجزیہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ ان میں زمین آسمان کا فرق موجود ہے۔

بائیبل حضرت آدم علیہ السلام کی داستان پیش کرتی ہے اور بیان کرتی ہے کہ وہ پہلی ہستی تھی جو اس زمین کی رونق بنی تھی اور بائیبل یہ بیان بھی کرتی ہے کہ انھوں نے تقریباً 5800 برس قبل زمین کو رونق بخشی تھی۔

لیکن آج سائنس یہ ثابت کر چکی ہے کہ زمین پر پہلے انسان نے جب قدم رکھے تھے وہ 5800 برس بیشتر نہیں ہے بلکہ لاکھوں برس پیشتر رکھے تھے۔ قرآن پاک بھی حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر قدم رکھنے والا پہلا انسان قرار دیتا ہے لیکن وہ ان کے زمین پر قدم رکھنے کی غیر سائنسی تاریخ پیش نہیں کرتا۔

بائیبل حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں بھی بیان کرتی ہے اور طوفان نوح علیہ السلام کا بھی ذکر کرتی ہے (سورۃ نمبر 6-7-8) کہ یہ ایک زبردست طوفان تھا اور ایک عالمگیر طوفان تھا جس میں تمام تر جاندار ہلاک کر دیے گئے تھے ماسوائے ان جانداروں کے جو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں پناہ گزین تھے۔ بائیبل کے مطابق اس طوفان کی تاریخ 21 یا 22 صدیاں قبل مسیح بیان کی گئی ہے۔ لیکن آثار قدیمہ نے یہ ثابت کیا ہے کہ 21 ویں صدی قبل مسیح تک ایسے طوفان کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے اور اس زمانے کے لوگ بغیر کسی مداخلت کے زندگی گزارتے رہے تھے۔

قرآن پاک بھی حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے اور طوفان نوح علیہ السلام کے بارے میں بھی ارشاد فرماتا ہے اور وہ اس کے بارے میں کسی تاریخ سے آگاہ نہیں فرماتا اور قرآن جس طوفان نوح کا ذکر فرماتا ہے وہ ایک مقامی طوفان تھا نہ کہ ایک عالمگیر طوفان تھا۔ قرآن فرماتا ہے کہ یہ طوفان محض حضرت نوع علیہ السلام کی قوم پر نازل کیا گیا تھا اور سائنس دان قرآن پاک کے اس فرمان مبارک پر اعتراض نہیں کرتے۔

لہٰذا آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ قرآن پاک بائیبل سے نقل کیا گیا ہے یا نہیں۔

(ڈاکٹر محمد)

میں مائک کے ذریعے سوال پوچھنے والے اور تحریری سوال پوچھنے والوں سے یہ

درخواست کروں گا کہ آپ کے سوالات آج کے موضوع سے مطابقت رکھنے والے ہونے چاہئیں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ آج کا موضوع ہے کہ:

''کیا قرآن پاک کلام الٰہی ہے۔''

تاکہ ہمیں آپ سے یہ گزارش نہ کرنی پڑے کہ آپ کا سوال آج کے موضوع سے مطابقت نہیں رکھتا۔ ہمیں تسلیمہ نسرین کے بارے میں اور خواتین کے حقوق کے بارے میں بھی سوالات موصول ہوئے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اگر کسی موضوع کا احاطہ کیا جا چکا ہے مثلاً ''اسلام میں خواتین کے حقوق''...... ہمارے پاس اس کی کیسٹیں دستیاب ہیں۔ آپ ان سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم ایسے موضوعات کو دوبارہ خوش آمدید نہیں کہیں گے جن کا احاطہ کیا جا چکا ہے اگرچہ ڈاکٹر ذاکر ان موضوعات کے بارے میں جوابات دینے کے لیے تیار بھی ہوں۔ اگر آپ خواتین کے حقوق کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں تب آپ کو اس کی کیسٹ حاصل کرنی چاہیے جو کہ دستیاب ہے۔ یہ کیسٹ تمام تر موضوع کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ اس موضوع کے تمام امور اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

وہ لوگ جو تسلیمہ نسرین کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں تو اس کے بارے میں بمبئی یونین آف جرنلسٹ نے ایک مباحثے کا اہتمام کیا تھا۔ اس مباحثے میں ڈاکٹر ذاکر پہلے ہی اپنے خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔ آپ اس کی کیسٹ سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

میں ایک مرتبہ پھر آپ کو یاددہانی کروا دوں کہ آج کے موضوع سے غیر متعلق سوالات کو خوش آمدید نہیں کہا جائے گا۔ براہ مہربانی اپنے آپ کو آج کے موضوع تک ہی محدود رکھتے ہوئے ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں...... شکریہ

(ڈاکٹر محمد)

میں سوالات پوچھنے والے خواتین و حضرات سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ سوالات انگریزی زبان میں پوچھیں۔ اگرچہ ہمارے مقرر انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں کو بھی سمجھ سکتے ہیں لیکن ہمارے تمام تر سامعین اس خصوصیّت کے حامل نہیں ہیں۔ لہٰذا آپ سوالات انگریزی زبان میں پوچھیں...... شکریہ۔

(ڈاکٹر ذاکر)

اس بھائی نے سوال پوچھنے سے پیشتر یہ شکوہ کیا ہے کہ تمام تر ہندو بھگوان رجنیش

پر یقین نہیں رکھتے...... یہاں پر ویڈیو ریکارڈنگ بھی ہو رہی ہے۔ آپ کیسٹ حاصل کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ کچھ لوگ بھگوان رجنیش پر یقین رکھتے ہیں۔ لہٰذا آپ کے اور میرے درمیان کچھ غلط فہمی نے جنم لیا ہے۔ میں نے یہ کبھی نہیں کہا کہ تمام تر ہندو اس پر یقین رکھتے ہیں اور اسے بھگوان مانتے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ ہندوؤں کا اعتقاد کیا ہے۔ میں نے مذہبی کتب کا مطالعہ کر رکھا ہے۔

اس بھائی نے سوال پوچھا ہے اور بہت اچھا سوال پوچھا ہے کہ:

> ''چونکہ قرآن پاک نے فرمایا ہے کہ اس دنیا میں بہت سے پیغمبر تشریف لائے اور کئی ایک الہامی کتب اور صحیفے اتارے گئے اگر میں قرآن پاک کے اس فرمان سے متفق ہوں۔ کیا میں وید پر بھی یقین رکھتا ہوں۔ کیا میں وید شاشترا پر یقین رکھتا ہوں۔ کیا میں دیگر پیغمبروں پر یقین رکھتا ہوں یا نہیں؟''

ان کا بڑا سوال یہ ہے کہ کیا میں وید شاشترا اور دیگر پیغمبروں پر یقین رکھتا ہوں؟

میں اس بھائی کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں۔ قرآن پاک کئی ایک مقامات پر فرماتا ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ فاطر...... سورۃ نمبر 35...... آیت نمبر 24 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

> ''اور اگر یہ تمھیں جھٹلائیں تو ان سے اگلے بھی جھٹلا چکے ہیں۔ ان کے پاس ان کے رسول آئے روشن دلیلیں اور چمکتی کتاب لے کر۔''

یعنی کوئی قوم ایسی نہیں جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے کوئی پیغمبر نہ بھیجا ہو قرآن پاک سورۃ رعد...... سورۃ نمبر 13...... آیت نمبر 7 میں فرماتا ہے کہ:

> ''اور کافر کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتری۔ تم ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کی طرف ایک ہادی بھیجا گیا ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی طرف خبردار کرنے والا بھیجا۔

جہاں تک آپ کے اس سوال کا تعلق ہے کہ:

> ''کیا آپ وید شاشترا پر یقین رکھتے ہیں اور یہ کہ دیگر پیغمبران بھی

اللہ کے پیغمبر تھے۔"

قرآن پاک میں 25 پیغمبران کا ذکر ان کے ناموں کے ساتھ آیا ہے مثلاً

حضرت آدم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

لیکن روایات کے مطابق کم وبیش 1,24,000 پیغمبر اس دنیا میں بھیجے گئے تھے۔ ناموں کے اعتبار سے ہم محض 25 پیغمبران کو جانتے ہیں۔ دیگر پیغمبران کے بارے میں ہم یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ تشریف لائے تھے یا نہیں لائے تھے۔

جہاں تک آپ کے اس سوال کا تعلق ہے کہ:

"کیا آپ وید کو بھی کلام الٰہی تصور کرتے ہیں؟"

آیئے ہم غور کرتے ہیں کہ:

"کیا قرآن پاک اور وید میں کچھ مشترک نکات موجود ہیں؟"

جی ہاں...... کچھ ایسے نکات موجود ہیں۔

چونکہ موضوع "خدا" ہے...... قرآن پاک بھی خدا کی بات کرتا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ وید بھی خدا کی بات کرتی ہے۔ اگر آپ ان ویدوں کو پڑھیں جو یجرویدا میں درج ہیں...... سورۃ نمبر 3 آیت نمبر 32...... سنسکرت...... کہ:

"آپ خدا کی تصویر نہیں بنا سکتے۔"

یجرویدا سورۃ نمبر 33...... آیت نمبر 3 میں کہتی ہے کہ:

"خدا جسم سے پاک ہے اور اس کی کوئی شکل نہیں۔"

یہی یجرویدا سورۃ نمبر 40...... آیت نمبر 8 میں بیان کرتی ہے کہ:

"خدا کی کوئی شکل نہیں ہے...... خدا جسم سے پاک ہے۔"

یہی یجرویدا سورۃ نمبر 40...... آیت نمبر 9 میں بیان کرتی ہے کہ:

''وہ جو غیر تخلیق شدہ اشیاء کو پوجتے ہیں وہ اندھیرے میں ہیں۔''

اور یہ اپنا بیان جاری رکھتی ہے...... سنسکرت...... کہ:

''خدا محض ایک ہے...... کوئی دوسرا خدا نہیں ہے...... خدا محض ایک ہے۔''

رگ ویدا میں (والیم نمبر 8...... سورۃ نمبر 1...... آیت نمبر 1)...... سنسکرت...... درج ہے کہ:

''تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔''

رگ ویدا (والیم 6...... سورۃ نمبر 45...... آیت نمبر 16) سنسکرت...... میں درج ہے کہ:

''خدا محض ایک ہے...... اس کی پوجا کرو۔''

ہم اس پر یقین رکھتے ہیں۔ ہمیں وید کے ان حصوں کو تسلیم کرنے سے کوئی انکار نہیں ہے۔ یہ خدا کے الفاظ ہو سکتے ہیں۔

قرآن پاک ایک پیمانہ ہے جس سے کھوٹے اور کھرے کی پہچان کی جاتی ہے...... درست اور غلط کی پہچان کی جاتی ہے کیونکہ یہ آخری اور حتمی کتاب اللہ ہے ہم مسلمانوں کو ان تمام چیزوں کو کلام الٰہی تسلیم کرنے سے کوئی انکار نہیں لیکن دوسری کچھ چیزیں بھی ہو سکتی ہیں جیسا کہ میں نے کہا کہ کچھ اضافی یا الحاقی عبارتیں...... جن میں سے کئی ایک کے بارے میں میں جانتا ہوں اور میں انھیں یہاں زیر بحث نہیں لانا چاہتا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں اضافی یا الحاقی عبارتیں بھی شامل ہوں...... اس میں انسانی کلام بھی شامل ہو سکتا ہے جس کو ہم کلام الٰہی تسلیم نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ بائبل میں بھی کئی ایک غیر سائنسی حقائق درج ہیں بالکل اسی طرح ویدوں میں بھی کئی ایک غیر سائنسی حقائق درج ہیں میں ان کو زیر بحث نہیں لانا چاہتا۔ لیکن ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں کہ اصلی وید عین ممکن ہے کہ خدا کا کلام رہی ہو۔ قرآن پاک فرماتا ہے انجیل وہ وحی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوتی تھی۔ یہ وہ کتاب تھی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ لہٰذا ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ انجیل کلام الٰہی تھا اور پیغمبران کے بارے میں...... ہاں...... کئی ایک پیغمبر اس دنیا میں تشریف لائے۔

جہاں تک رام اور کرشنا کا تعلق ہے...... کیا وہ پیغمبر تھے؟ ہم اس بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں...... شاید ہم کچھ کہہ سکتے ہوں لیکن ہم یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کچھ

مسلمان ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں رام علیہ السلام یہ غلط ہے۔

اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ رام خدا کا پیغمبر ہے اور وید کلام الٰہی ہے تو جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ان کے دور گزر چکے۔ وہ اپنے دور کے لوگوں کے لیے مخصوص تھے اور ان کا پیغام آج کے دور میں کار آمد نہیں ہے۔ اب قرآن پاک آخری اور حتمی پیغام ہے اور یہ قیامت تک رائج رہے گا۔ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا آخری اور حتمی پیغام ہے اگر چہ انجیل...... بائیبل یا پھر ویدا کلام الٰہی تھے۔ وہ اپنے اپنے دور کے لیے مخصوص تھے لیکن آج کے دور کے لیے نہ تھے۔ قرآن آخری اور حتمی کلام الٰہی ہے اور پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں...... نبی آخرالزماں ہیں۔

میرا خیال ہے اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

(ڈاکٹر محمد)

اگلا سوال خواتین کی جانب سے ہوگا۔

سوال: میرا نام مہ ناز سید ہے اور میں ایک طالبہ ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے تخلیق کیا تھا؟

(ڈاکٹر ذاکر)

اس بہن نے یہ سوال پوچھا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ کو کس نے تخلیق کیا؟''

یہ اس قسم کا سوال ہے جو عام طور پر ملحد لوگ کرتے ہیں یا استدلال پسند لوگ کرتے ہیں۔ اس سوال سے مجھے ایک موقع یاد آ رہا ہے کہ ایک مرتبہ میرے ایک دوست...... وہ میرا انتہائی نزدیکی دوست ہے...... کی بمبئی کے ایک استدلال پسند گروپ کے ساتھ بحث چھڑ گئی...... ملحدوں کا ایک گروپ...... میرے دوست نے ان کو خدا کا وجود تسلیم کرنے کے لیے قائل کرنے کی کوشش کی۔ اس نے اس سلسلے میں اپنی بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ:

''یہ کپڑا ہے۔ اس کو کس نے بنایا ہے...... یہ کہاں سے آیا ہے۔''

انھوں نے جواب دیا کہ:

''جولاہے نے اسے تیار کیا ہے۔''

میرے دوست نے کہا کہ:

"ٹھیک ہے...... یہ کپڑا اپنا تخلیق کنندہ رکھتا ہے۔"

"ہاں! یہ ایک کتاب ہے...... یہ کہاں سے آئی؟"

"یہ کتاب کہاں سے آئی؟"

"یہ قلم کہاں سے آیا؟"

اسی طرح وہ انھیں سوالات کرتا رہا اور ثابت کرتا رہا کہ:

"ہر چیز کا ایک تخلیق کنندہ ہے۔"

گاڑی؟

"یہ فیکٹری میں تیار کی گئی تھی۔"

"فیکٹری کو کس نے بنایا تھا؟"

"ہوسکتا ہے کسی انجینئر نے بنایا ہو۔"

"انجینئر کو کس نے بنایا تھا؟"

وہ ایسے ہی سلسلہ آگے بڑھاتا رہا اور یہ ثابت کرتا رہا کہ ہر ایک چیز کا کوئی نہ کوئی خالق ہوتا ہے جو اسے تخلیق کرتا ہے...... بناتا ہے...... تیار کرتا ہے اور اس کے بعد اس نے یہ سوال پوچھا کہ:

"سورج کو کس نے بنایا؟"

"چاند کو کس نے بنایا؟"

اور سوالات پوچھنے کے دوران اس نے ان سے تصدیق چاہی کہ:

"کیا تم اس امر سے متفق ہو کہ ہر ایک چیز ایک خالق رکھتی ہے؟"

لہٰذا استدلال پسندوں کے اس گروپ نے قدرے توقف اختیار کیا اور مابعد کہا کہ:

ہم محض اس شرط کے تحت یہ مانیں گے کہ ہر ایک چیز اپنا خالق رکھتی ہے کہ تم اپنا بیان نہ بدلو...... اپنے بیان سے پیچھے نہ ہٹو...... ہم یہ مانیں گے کہ ہر چیز کا کوئی نہ کوئی خالق ہے لیکن تمھیں اپنے بیان سے دست بردار نہیں ہونا کہ "ہر ایک چیز کا کوئی نہ کوئی خالق ضرور ہوتا ہے۔"

میرا دوست خوش ہو گیا۔ وہ خوش تھا کہ:

"میں کامیابی سے ہمکنار ہو رہا ہوں۔ میں ملحدوں کو قائل کرنے میں کامیاب ہو چکا ہوں۔"

لہٰذا اس نے اگلا سوال کر دیا کہ:

"سورج کس نے بنایا؟"

"چاند کس نے بنایا؟"

"ہر ایک چیز کوئی نہ کوئی خالق رکھتی ہے تم بتاؤ حتمی خالق کون تھا؟"

"میں نے اپنی والدہ کی کوکھ سے جنم لیا۔"

"اس نے اپنی والدہ کی کوکھ سے جنم لیا۔"

"پہلا خالق کون ہوا؟"

اور اس نے بذات خود ہی انھیں جواب فراہم کیا کہ:

"پہلا خالق جس نے ہر ایک چیز کو تخلیق فرمایا وہ خدا ہے...... اللہ تعالیٰ ہے۔"

وہ سوچ رہا تھا کہ وہ بحث جیت چکا ہے۔

ملحدوں نے اس پر ایک سوال کر دیا کہ:

"ہم یہ ماننے کو تیار ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی چیز کا خالق ہے لیکن اس شرط پر کہ تم ہمیں اس سوال کا جواب دو کہ اللہ تعالیٰ کا خالق کون ہے؟"

اور میرا دوست اپنی زندگی کے عظیم صدمے سے دوچار ہوا۔ وہ جواب نہ دے سکا۔ وہ گونگا بنا بیٹھا رہا۔ وہ تمام رات سو نہ سکا۔ اگلے روز وہ میرے پاس چلا آیا اور مجھے حالات سے آگاہ کرتے ہوئے تمام تر قصہ سنایا۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ اس طریقہ کار کے تحت خدا کے وجود کو ثابت کرنے کی کوشش کر رہا تھا جس طریقہ کار کے تحت کچھ مفکرین خدا کے وجود کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں...... یہ مفکرین منطق کے ایک اہم ترین اصول کو فراموش کر جاتے ہیں جس کو ذاتی تجزیہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر آپ میری گفتگو کا تجزیہ کریں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ میں نے اپنی گفتگو میں یہ کبھی بھی نہیں کہا کہ:

"ہر ایک چیز ایک خالق رکھتی ہے۔"

میں نے کبھی یہ جملہ نہیں کہا۔ اگر میں ایسا جملہ کہوں گا تو میں بذات خود جال میں پھنس جاؤں گا۔ درحقیقت میں وہ شخص تھا جس نے ملحد سے دریافت کیا تھا اور ملحد نے جواب دیا تھا کہ:

''پہلا شخص جو اس مشین کی کارکردگی سے واقف ہو گا وہ اس مشین کا خالق ہے...... اسے بنانے والا ہے...... اس کا تیار کنندہ ہے۔''

میں نے یہ سب کچھ نہیں کہا تھا۔

فرض کریں اگر کوئی یہی سوال مجھ سے کرے کہ:

''ذاکر بھائی...... کسی ایسی مشین یا ایسی شے جس کے بارے میں آپ قطعاً نہیں جانتے اس کی کارکردگی کون شخص بتائے گا...... اس کی کارکردگی کے بارے میں کون شخص انکشاف کرے گا؟''

میں اس کو بتاؤں گا کہ:

''ہر ایک چیز جو ایک آغاز رکھتی ہے...... ہر ایک چیز جو تخلیق درکار رکھتی ہے...... پہلا شخص جو اس کی کارکردگی کے بارے میں بتانے کے قابل ہوگا وہ اس چیز کا خالق ہوگا۔''

میں اپنی منطق استعمال کر رہا ہوں۔ میں دوبارہ جال میں پھنسنا نہیں چاہتا۔ اگر میں اسے یہ جواب دوں کہ:

''پہلا شخص وہ شخص ہوگا...... پہلا شخص جو اس چیز کی کارکردگی کے بارے میں بتانے کے قابل ہوگا جو تخلیق کی گئی ہو...... جو ایک آغاز رکھتی ہو وہ اس کا خالق ہے...... آپ یہی دلیل استعمال کر سکتے ہیں اور یہ بھی ثابت کر سکتے ہیں کہ قرآن پاک کلام الٰہی ہے۔''

حتمی جواب یہ ہوگا کہ:

''چونکہ سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ سورج ایک آغاز رکھتا ہے...... چاند بھی ایک آغاز رکھتا ہے...... ہماری دنیا بھی ایک آغاز رکھتی ہے...... لہٰذا ان کی کارکردگی کے بارے میں کون جانتا ہوگا؟...... ان کو تخلیق فرمانے والی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک۔''

آپ نے مجھ سے یہ سوال پوچھا کہ:

''اللہ تعالیٰ کو کس نے تخلیق کیا؟''

آپ کا یہ سوال کسی قدر اس سوال سے ملتا جلتا ہے جو میرے دوست سے پوچھا گیا تھا۔ اس نے جواب دیا میرا بھائی ٹام...... وہ اسپتال میں داخل تھا اور وہ حاملہ تھا اور اس نے ایک بچے کو جنم دیا۔ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ وہ بچہ لڑکی تھی یا لڑکا؟ بطور ایک ڈاکٹر میں جانتا ہوں کہ ایک مرد حاملہ نہیں ہوسکتا اور نہ ہی کسی بچے کو جنم دے سکتا ہے۔ مرد کی خاصیت یہ ہے کہ یہ حاملہ نہیں ہوسکتا اور بچے کو جنم نہیں دے سکتا۔ یہ ایک لایعنی سوال ہے۔ اسی طرح...... اللہ کی تعریف اللہ ہے...... اسے کسی نے پیدا نہیں کیا...... اس کا کوئی آغاز نہیں ہے۔ لہٰذا اگر آپ مجھ سے یہ سوال کریں کہ:

''اللہ تعالیٰ کو کس نے تخلیق کیا؟''

تو یہ ایک لایعنی سوال ہوگا جس طرح میرے دوست نے مجھ سے پوچھا تھا کہ:

''میرے بھائی ٹام نے بچے کو جنم دیا ہے۔ یہ بچہ لڑکا ہے یا لڑکی۔''

میرا خیال ہے اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: میرا نام محمد اشرف ہے۔ میں ایک طالب علم ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ...... بہت سے لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں بلکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر الزام لگاتے ہیں کہ انھوں نے عربوں کی اخلاقی اصلاح کی غرض سے قرآن پاک تحریر کیا اور اسے اللہ کی ذات کے ساتھ منسوب کر دیا تاکہ اس کو بہتر طور پر شرف قبولیت حاصل ہو سکے۔

(ڈاکٹر ذاکر)

اس بھائی نے جو سوال کیا ہے میں بھی اس کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں کہ کچھ لوگوں نے یہ کہا تھا کہ ہمارے پیارے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹ بولا تھا (نعوذ باللہ) اور یہ کہا تھا کہ قرآن پاک کلام الٰہی ہے تاکہ وہ عربوں کی اصلاح سرانجام دے سکیں...... قرآن پاک اور ہمارے پیارے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محض عربوں کی اصلاح مقصود نہ تھی بلکہ قرآن پاک اور ہمارے پیارے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام تر دنیا کی اصلاح مقصود تھی نہ کہ صرف عرب کی اصلاح مقصود تھی۔ آیئے اس دعویٰ کا تجزیہ سرانجام دیں۔

اگر ان کا بڑا مقصد محض عربوں کی اصلاح سے منسلک تھا تب کیوں ایک شخص ایک بااخلاق معاشرے کے قیام کے لیے غیر اخلاقی ہتھکنڈے استعمال کرے گا؟ آپ اندازہ کریں کہ آپ ایک بااخلاق معاشرہ تشکیل دینے کے خواہاں ہیں لیکن آپ بذات خود جھوٹ بولنا شروع کر دیں۔ یہ سب کچھ محض وہی لوگ کر سکتے ہیں جو جھوٹے ہوں اور اس کام کو دوست بنانے کے ذریعے کے طور پر استعمال کر رہے ہوں۔ اگرچہ وہ بلند بانگ اور کھلم کھلا یہ دعویٰ کر رہے ہوں کہ وہ دنیا کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں لیکن اندرون خانہ وہ لوگ دولت کے بھوکے ہوں اور میں پہلے ہی یہ ثابت کر چکا ہوں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سب کچھ دولت کے حصول کے لیے نہیں کر رہے تھے۔ آپ اسی صورت میں سچائی حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ آپ کے سچائی کے حصول کے ذرائع بھی سچے ہوں۔

قرآن پاک سورۃ انعام...... سورۃ نمبر 6...... آیت نمبر 93 میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

> ''اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے مجھے وحی ہوئی اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی۔''

اگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واقعی جھوٹ بولا ہوتا (نعوذ باللہ) تو وہ اس کو اپنی کتاب میں کبھی شامل نہ کرتے کہ جو شخص جھوٹ بولے وہ ایک ظالم شخص ہے۔ عین ممکن تھا کہ ان کی زندگی کے کسی حصے میں ان کے جھوٹ کا پول کھل جاتا تب وہ ایک ظالم شخص کہلاتے اور یہ آیت اپنا ارشاد جاری ایسے لوگوں کے لیے ذلت آمیز سزا کا بھی تذکرہ کرتی ہے۔

دوبارہ سورۃ حاقہ...... سورۃ نمبر 69...... آیت نمبر 44 تا 47 میں ارشاد مبارک ہے کہ:

> ''اس نے اتارا ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ اگر وہ ہم پر ایک بات بھی بنا کر کہتے ضرور ہم ان سے بقوت بدلہ لیتے پھر ان کی رگ دل کاٹ دیتے۔ پھر تم میں سے کوئی ان کا بچانے والا نہ ہوتا۔''

اگر کوئی بھی پیغمبر حتیٰ کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جھوٹ کا سہارا لیتے (نعوذ باللہ)...... حالانکہ انھوں نے کبھی ایسا نہیں کیا...... حتیٰ کہ کوئی بھی پیغمبر جھوٹ کا سہارا لیتا...... قرآن فرماتا ہے کہ:

''ہم ان کی رگ دل کاٹ دیتے۔''

اور اگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جھوٹ بولتے (نعوذ باللہ) تو ان کی زندگی میں ایسا موقع بھی آ سکتا تھا جبکہ ان کا جھوٹ ظاہر ہو جاتا تو ان کو اپنی کتاب میں درج سزا کے مطابق کیا موت سے ہمکنار نہ کیا جا سکتا تھا؟

اسی قسم کی سزا کے بارے میں سورۃ شوریٰ......سورۃ نمبر 42 آیت نمبر 24 اور سورۃ نحل......سورۃ نمبر 16......آیت نمبر 105 میں بھی ارشاد فرمایا گیا ہے اور قرآن پاک میں کئی ایک ایسی مثالیں موجود ہیں جن کے تحت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصحیح فرمائی گئی ہے۔ اگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاقی اصلاح کے لیے بذات خود قرآن پاک تحریر کرتے (نعوذ باللہ) تو وہ کبھی اس میں ایسی چیزیں شامل نہ کرتے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ پیغمبر انھیں اختیار نہ کریں۔

مثال کے طور پر سورۃ عبس......سورۃ نمبر 80 ہی کو لے لیں جس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

''تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا اس پر کہ اس کے پاس وہ نابینا حاضر ہوا اور تمھیں کیا معلوم شاید وہ ستھرا ہو یا نصیحت لے تو نصیحت اسے فائدہ دے۔''

یہ سورۃ اس وقت نازل فرمائی گئی جبکہ ایک نابینا شخص جس کا نام عبداللہ ابن مکتوم تھا کی آمد اس وقت خلل کا باعث ہوئی جبکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب قبائل کے سرداروں کے ساتھ مصروف گفتگو تھے...... غیر مسلموں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بے وقت مداخلت کو اچھا نہ گردانا کیونکہ جب وہ غیر مسلم سرداروں کے ساتھ محو گفتگو تھے تب کیوں ایک نابینا شخص آئے اور خلل کا باعث ثابت ہوئے۔ اگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ کوئی اور شخص ایسی ناگواری کا مظاہرہ کرتا تو شاید یہ قابل اعتراض بات نہ ہوتی لیکن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اخلاق مبارک اس قدر بلند پایہ تھا...... یہ اس قدر بلند تھا جن کا دل ہمیشہ غریبوں اور ضرورت مندوں کے لیے روتا رہتا تھا۔ لہٰذا ان کے لیے یہ سورۃ مبارک نازل فرمائی گئی۔ اس کے بعد پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی بھی اس شخص سے ملتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا شکریہ ادا کرتے کہ تمھاری وجہ

سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یاد دہانی کروائی تھی۔ اس قسم کی کئی ایک سرزنش قرآن پاک میں کی گئی ہیں۔

مثال کے طور پر سورۃ تحریم...... سورۃ نمبر 66...... آیت نمبر 1 میں۔

سورۃ نحل...... سورۃ نمبر 16...... آیت نمبر 126 میں۔

سورۃ انفال...... سورۃ نمبر 8...... آیت نمبر 84 میں۔

اگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اخلاقی اصلاح کے لیے قرآن پاک خود تحریر کیا ہوتا تو وہ اس قسم کا مواد قرآن پاک میں نہ شامل کرتے۔

مجھے امید ہے کہ اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: بھائی السلام علیکم

میں ڈاکٹری کی طالبہ ہوں...... آپ نے اپنے لیکچر میں کئی ایک سائنسی حقائق کا تذکرہ کیا تھا۔ کیا قرآن پاک میں علم ریاضی سے متعلق بھی کچھ حقائق بیان فرمائے گئے ہیں؟

(ڈاکٹر ذاکر)

اس بہن نے یہ سوال کیا ہے کہ:

''میں نے کئی ایک سائنسی حقائق کا ذکر کیا ہے۔ کیا قرآن پاک علم ریاضی سے متعلق کچھ حقائق بھی بیان کیے گئے ہیں یا کیا قرآن پاک ریاضی کے بارے میں کچھ ارشاد فرماتا ہے؟''

جی ہاں...... قرآن پاک ریاضی کے بارے میں بھی کئی ایک ارشادات فرماتا ہے۔ ریاضی کا ایک ایسا قانون/ اصول جس پر بنیادی طور پر تمام تر علم ریاضی درحقیقت بنیاد کرتا ہے ارسطو کا قانون اصول کہلاتا ہے...... اس قانون کو **"The excluded middle"** کہتے ہیں۔

یہ قانون یہ بیان کرتا ہے کہ ہر ایک تناسب **(Proportion)**...... کہ ہر ایک بیان **(Statement)** یا تو درست ہوسکتی ہے یا غلط ہوسکتی ہے۔ ایک سو برس پہلے ایک شخص نے یہ سوال اٹھایا کہ اگر ہر ایک بیان...... ہر ایک تناسب یا درست ہوسکتا ہے یا غلط ہوسکتا ہے تو پھر یہ بھی تو ایک بیان ہے حتیٰ کہ یہ بھی غلط ہوسکتا ہے۔ اگر یہ غلط ہوا تب کیا بنے گا! تمام تر علم ریاضی تباہی کے دہانے پر کھڑا تھا۔ تمام ریاضی دان سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور

انھوں نے ایک نیا نظریہ پیش کیا جو یہ بیان کرتا تھا کہ جب بھی کوئی کسی لفظ کا استعمال کرتا ہے تو وہ دو معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

آپ کسی لفظ کا استعمال کرتے ہیں تو آپ اس کے معانی کی بابت بات کر رہے ہوتے ہیں نہ کہ اس لفظ کے بارے میں بات کر رہے ہوتے ہیں۔ لیکن جب آپ لفظ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو آپ لفظ کے بارے میں بات کر رہے ہوتے ہیں اور اس کے معانی کے بارے میں بات نہیں کر رہے ہوتے۔

آیئے میں آپ کو ایک مثال کے ذریعے واضح کروں۔

"فرض کریں کہ میں کہتا ہوں کہ اکبر...... اکبر چھوٹا ہے۔"

معانی کے لحاظ سے یہ درست ہے۔ وہ ایک چھوٹا لڑکا ہے۔

"اکبر چھوٹا ہے...... کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

لیکن ایک شخص جو عربی زبان جانتا ہے وہ اعتراض کر سکتا ہے کہ:

"اکبر چھوٹا نہیں ہے۔"

بلکہ:

"اکبر کا مطلب ہے بڑا...... عظیم۔"

یہاں پر میں لفظ کا ذکر کر رہا تھا۔ میں لفظ استعمال نہیں کر رہا تھا۔

آیئے میں آپ کو ایک اور مثال کے ذریعے واضح کروں:

"فرض کریں کہ میں کہتا ہوں کہ "3" ہمیشہ "4" سے پہلے آتا ہے۔"

میرے اس بیان پر کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوگا کیونکہ:

""3" ہمیشہ "4" سے پہلے آتا ہے۔"

لیکن کوئی بھی دانشور شخص مجھے بتائے گا کہ:

"ڈکشنری میں "3"-"4" کے بعد آتا ہے کیونکہ "T"-"F" کے بعد آتی ہے۔"

اب جبکہ میں یہ کہہ رہا تھا کہ:

""3" ہمیشہ "4" سے پہلے آتا ہے۔"

میں اس کے معانی کے بارے میں بات کر رہا تھا۔

وہ دانشور جو اعتراض کر رہا ہے وہ اس لفظ کے بارے میں بات کر رہا ہے نہ کہ اس کے معانی کے بارے میں بات کر رہا ہے۔

لہٰذا جب ایک لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس کا استعمال دو طریقوں سے کیا جا سکتا ہے...... یا معانی یا ذکر (Mentioning) کے طور پر۔

اپنے خطاب کے دوران میں نے قرآن پاک کی ایک آیت کا حوالہ پیش کیا تھا۔

یہ آیت قرآن پاک کی سورۃ النساء...... سورۃ نمبر 4 کی آیت نمبر 82 تھی کہ:

''تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اگر وہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔''

معانی کے لحاظ سے یہ بالکل درست ہے۔ کوئی بھی شخص ایک بھی اختلاف کی نشاندہی نہیں کر سکا۔ لہٰذا قرآن پاک کلام الٰہی ہے۔ لیکن کوئی دانشور ہے جو کہتا ہے کہ:

''میں ایک اختلاف کی نشاندہی کر سکتا ہوں۔''

میں پوچھتا ہوں کہ:

''کہاں پر؟''

وہ کہتا کہ قرآن پاک کھولو اور سورۃ نمبر 4...... آیت نمبر 82 نکالو:

''لفظ ''اختلاف'' وہاں پر موجود ہے۔''

لفظ ''اختلاف'' قرآن پاک میں موجود ہے۔ قرآن غلط ثابت ہو گیا۔ لفظ ''اختلاف'' قرآن پاک میں موجود ہے۔

میں کہتا ہوں کہ:

''انتظار کرو!''

پوری آیت پڑھو یہ کہتی ہے کہ:

''تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اگر وہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو اس میں بہت سے اختلاف پاتے۔ ''اختلافاً'' کثیراً۔''

لفظ ''اختلاف'' ...... پورے قرآن پاک میں محض ایک مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا ابھی تک ذکر کے حساب سے قرآن پاک اپنے آپ کو غلط ثابت نہیں کرتا...... یہ محفوظ ہے۔

لفظ ''اختلاف'' کا ذکر محض ایک مرتبہ ہوا ہے اور قرآن پاک کہتا ہے کہ:

''اختلافاً کثیراً۔''

یعنی بہت سے ''اختلافات۔''

وہ محفوظ ہیں۔ ایک اور دانشور سامنے آتا ہے اور کہتا ہے کہ:

''ٹھیک ہے...... میں اس امر سے اتفاق کرتا ہوں کہ لفظ ''اختلاف''
محض ایک مرتبہ قرآن پاک میں استعمال ہوا ہے لیکن قرآن پاک
فرماتا ہے کہ:

تو کیا وہ غور نہیں کرتے قرآن میں۔ اگر وہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا
تو ضرور اس میں بہت سے اختلافات پائے جاتے۔

لفظ بہت سے اختلافات وہاں موجود ہے...... لفظ ''اختلافاً کثیراً وہاں
پر موجود ہے۔ لہٰذا قرآن کلام الٰہی نہیں ہے۔''

میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سمجھنا آپ کے لیے قدرے مشکل ثابت ہوگا لیکن میں مابعد آپ کو ایک سادہ مثال دوں گا۔ یہ سمجھنا قدرے مشکل ہے۔ اس کے برعکس ہمیشہ درست نہیں ہوتا جب قرآن یہ فرماتا ہے کہ:

''تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اگر وہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو
ضرور اس میں بہت اختلافات پاتے۔''

قرآن پاک یہ نہیں فرماتا کہ:

''اگر اس میں بہت سے اختلاف پائے جاتے تب یہ کتاب منجانب
اللہ نہ ہوتی۔''

اگر قرآن پاک یہ فرماتا کہ:

''اگر اس میں بہت سے اختلاف پائے جاتے تب یہ کتاب منجانب
اللہ نہ ہوتی۔''

تب قرآن پاک نے غلط ثابت ہو جانا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے الفاظ خوب منتخب کرتا ہے کیونکہ برعکس/ الٹ ہمیشہ درست نہیں ہوتا۔

آیئے میں آپ کو ایک مثال سے واضح کروں۔

''فرض کریں میں یہ کہتا ہوں کہ بمبئی میں رہنے والے تمام لوگ......

بمبئی کے تمام تر باسی ہندوستانی ہیں۔"

یہ ایک سچا بیان ہے لیکن اس کے برعکس بیان کو درست ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمام ہندوستانی بمبئی میں نہیں رہتے۔ کچھ بمبئی میں رہ سکتے ہیں...... کچھ بمبئی میں نہیں رہ سکتے۔ لہٰذا قانون یہ کہتا ہے کہ برعکس ہمیشہ درست نہیں ہوتا۔

لہٰذا جب قرآن یہ فرماتا ہے کہ:

"تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اگر وہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت سے اختلاف پاتے۔"

لہٰذا اگر اختلاف ہیں تو یہ اللہ کی جانب سے ہو سکتے ہیں...... یہ اللہ کی جانب سے نہیں بھی ہو سکتے۔ قرآن اپنے آپ کو غلط ثابت نہیں کر رہا۔ آیئے میں آپ کو ایک اور سادہ سی مثال پیش کروں:

سورۃ مومنون......سورۃ نمبر 23......آیت نمبر 1 فرماتی ہیں کہ:

"بے شک مراد کو پہنچے حقیقی ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔"

فرض کریں کوئی شخص مجھ سے یہ کہتا ہے کہ:

"میں ایک ایسے مسلمان کو جانتا ہوں جو پانچ وقت کا نمازی ہے لیکن وہ چوری چکاری بھی کرتا ہے اور دھوکا دہی بھی کرتا ہے۔ ہر مذہب میں کالی بھیڑیں ہوتی ہیں۔ دیکھو قرآن غلط ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ حقیقی ایمان والے اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔"

میں کہتا ہوں کہ:

"ذرا صبر کرو۔ قرآن پاک کے الفاظ پر غور کرو۔"

قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

"حقیقی ایمان والے نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔"

قرآن پاک یہ نہیں فرماتا کہ:

"جو نماز میں گڑگڑاتے ہیں وہ سب حقیقی ایمان والے ہیں۔"

اگر قرآن پاک یہ فرماتا کہ:

''جو نماز میں گڑگڑاتے ہیں وہ حقیقی ایمان والے ہیں۔''

تب قرآن پاک غلط ثابت ہو جاتا۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ بہترین ریاضی دان ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اس روئے زمین پر ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو قرآن پاک میں خامیاں تلاش کرتے ہیں۔ وہ الفاظ منتخب کرتا ہے۔ میں ایک اور مثال دینا پسند کروں گا۔

سورۃ عمران......سورۃ نمبر 3......آیت نمبر 59 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

''عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے۔ اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جا۔ وہ فوراً ہو جاتا ہے۔''

معانی کے لحاظ سے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام دونوں کو مٹی سے بنایا گیا تھا۔ معانی کے لحاظ سے یہ بالکل واضح ہے لیکن اگر آپ قرآن پاک میں شمار کریں تو لفظ عیسیٰ علیہ السلام پورے قرآن پاک میں 25 مرتبہ دہرایا گیا ہے۔ لہٰذا معانی ایک ہونے کے علاوہ ذکر کا شمار بھی ایک ہے۔ دونوں کا ذکر پچیس پچیس مرتبہ کیا گیا ہے۔

قرآن پاک میں ایسی کئی ایک مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً سورۃ اعراف......سورۃ نمبر 7......آیت نمبر 176 میں فرمایا گیا ہے کہ:

''وہ جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں وہ کتوں کی طرح ہیں۔''

عربی بیان کہ:

''وہ جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں۔''

قرآن پاک میں پانچ مرتبہ اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ کتے کے لیے عربی لفظ ''کلب'' استعمال ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا ذکر بھی قرآن پاک میں پانچ مرتبہ کیا گیا ہے۔

سورۃ فاطر......سورۃ نمبر 35......آیت نمبر 20 میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

''اندھیرا اور اجالا برابر نہیں۔''

اندھیرے کے لیے عربی لفظ ''ظلمت'' استعمال ہوتا ہے۔ اس کا قرآن پاک میں 23 مرتبہ ذکر آیا ہے۔ اجالے کے لیے عربی لفظ ''نور'' استعمال ہوتا ہے۔ اس کا ذکر قرآن پاک میں 24 مرتبہ آیا ہے۔ لہٰذا اگرچہ معانی درست ہیں لیکن اس کا ذکر یہ ظاہر کرتا ہے کہ:

''اندھیرا اور اجالا برابر نہیں ہیں۔''

کیونکہ 23-24 کی طرح نہیں ہے۔

لہٰذا جب قرآن یہ فرماتا ہے کہ:

''یہ اس کی طرح ہے۔''

تب معانی ایک سے ہونے کے علاوہ ذکر بھی ایک جتنی مرتبہ ہی کیا گیا ہوتا ہے

اور اگر قرآن پاک یہ فرماتا ہے کہ:

''یہ اس طرح نہیں ہے۔''

تب اگرچہ معانی ایک سے ہوں لیکن ذکر ایک جتنی مرتبہ نہیں کیا گیا ہوتا اور اس کے علاوہ قرآن میں اتنے بہترین حوالے پیش کیے گئے ہیں یہاں تک کہ قرآن پاک کو کمپیوٹر پر بھی بنانا ناممکن ہے۔

میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: السلام علیکم۔

میرا نام کشمیرہ نازدا ہے۔ میں نومسلم ہوں۔ میں ایک طالبہ ہوں۔ میرے سوال کا تعلق آپ کے خطاب کے پہلے حصے سے ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ:

''قرآن پاک میں اختلاف نہیں پایا جاتا۔''

ٹھیک ہے۔ لیکن قرآن پاک میں ایک آیت ہے جس کا نمبر مجھے معلوم نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ اس نے کئی لوگوں کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ اس لیے وہ نہیں سمجھتے۔ لیکن ہم سب جانتے ہیں کہ یہ دماغ ہے جو کہ سوچنے کا کام سرانجام دیتا ہے۔ کیا آپ یہ وضاحت فرما سکتے ہیں؟

(ڈاکٹر ذاکر)

اس بہن نے بہت اچھا سوال پوچھا ہے اور میں اس بہن کو اسلام قبول کرنے پر تین مرتبہ مبارک باد پیش کرنا چاہوں گا۔ انھوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں کئی مقامات پر فرماتا ہے...... اور میں ان کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ دلوں پر مہر لگا دیتا ہے اور وہ لوگ حق کو گلے نہیں لگاتے۔ انھوں نے یہ سوال پوچھا ہے کہ:

''آج کل سائنس اتنی ترقی کر چکی ہے کہ ہم جان چکے ہیں سوچنے

کے لیے دماغ کی ضرورت ہوتی ہے۔ نہ کہ دل کی ضرورت ہوتی ہے۔ لوگ پہلے یہ تصور کرتے تھے کہ دل سے سوچا جاتا ہے۔ لٰہذا قرآن نے کچھ غلط تو نہیں کہا؟"

اگر آپ کو یاد ہو تو اپنی گفتگو کے آغاز میں میں نے قرآن پاک کی ایک آیت کا حوالہ بھی پیش کیا تھا۔

یہ حوالہ سورۃ طٰہٰ...... سورۃ نمبر 20...... آیات نمبر 25 تا 28 تھیں جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

"اے رب میرے لیے میرا سینہ کھول دے اور میرے لیے میرا کام آسان کر اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات سمجھیں۔"

یہاں پر عربی لفظ "صدر" استعمال ہوا ہے جس کے معانی ہیں "دل"...... پھر "دل"...... لٰہذا کیوں اللہ تعالیٰ میرا سینہ کھول دے...... عربی لفظ "صدر" کے دو معانی ہیں...... ایک معانی "دل" ہے جبکہ دوسرا معانی "مرکز" ہے۔ اگر آپ کراچی جائیں تو وہاں "صدر" ایک علاقہ ہے...... "صدر" فلاں فلاں اور لٰہذا "مرکز" فلاں۔ فلاں...... لٰہذا عربی لفظ "صدر" کے معانی دل کے علاوہ "مرکز" بھی ہیں۔ لٰہذا یہاں پر قرآن فرماتا ہے کہ:

"ہم نے تمھارے مرکز پر مہر لگا دی...... عرض کی اے رب میرا دانشوری کا مرکز کھول دے اور میرے اور سامعین کے درمیان میری زبان کی گرہ کھول دے۔"

میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: السلام علیکم۔

میرا نام خالد ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائک کیا یہ اختلاف نہیں ہے کہ قرآن پاک ایک مقام پر ابلیس کو فرشتہ کہتا ہے اور ایک اور مقام پر جن کہتا ہے؟

(ڈاکٹر ذاکر)

اس بھائی نے یہ سوال کیا ہے کہ:

"کیا قرآن پاک میں اختلاف نہیں پایا جاتا کہ کئی ایک مقامات پر

ابلیس ایک فرشتہ تھا جبکہ ایک مقام پر قرآن پاک یہ کہتا ہے کہ وہ ایک جن تھا؟"

قرآن پاک میں ابلیس اور آدم علیہ السلام کی داستان کا ذکر کئی ایک مقامات پر آیا ہے۔ مثلاً:

سورۃ البقرہ...... سورۃ نمبر 2

سورۃ اعراف...... سورۃ نمبر 7

سورۃ حجر...... سورۃ نمبر 15

سورۃ اسرائیل...... سورۃ نمبر 17

سورۃ کہف...... سورۃ نمبر 18

سورۃ طٰہٰ...... سورۃ نمبر 20

سورۃ ص...... سورۃ نمبر 38

میں اس امر پر اتفاق کرتا ہوں کہ قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

"ہم نے فرشتوں سے کہا کہ سجدہ کرو۔ تمام فرشتے سجدے میں گر گئے ماسوائے ابلیس۔"

لیکن قرآن پاک میں ایک مقام پر...... اس بھائی نے اس مقام کا حوالہ نہیں دیا لیکن وہ سورۃ کہف...... سورۃ نمبر 18...... آیت نمبر 50 کی بات کر رہا تھا جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

"ہم نے فرشتوں سے کہا کہ سجدہ کرو۔ تمام فرشتے سجدے میں گر گئے ماسوائے ابلیس۔ ابلیس جنوں میں سے تھا۔"

اگر آپ تجزیہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ سات مقامات پر قرآن فرماتا ہے کہ:

"ابلیس ایک فرشتہ تھا۔"

اور ایک مقام پر قرآن فرماتا ہے کہ:

"ابلیس ایک جن تھا۔"

کیا یہ اختلاف نہیں ہے؟

یہ قرآن پاک کا ترجمہ ہے لیکن قرآن پاک عربی زبان میں نازل ہوا تھا اور

عربی زبان میں ایک گرائمر ہے جسے ''تغلیب'' کہتے ہیں۔ عربی گرائمر ''تغلیب'' کے مطابق اگر اکثریت کو خطاب کیا جاتا ہے...... تو آپ اکثریت کو خطاب کریں اگرچہ اس میں اقلیت بھی شامل ہو...... میں ایک مثال پیش کرتا ہوں:

''فرض کریں کہ ایک جماعت میں 100 طالب علم ہیں۔ جن میں سے 99 طالب علم لڑکے ہیں اور ایک طالب علم لڑکی ہے۔ اگر میں عربی میں یہ کہوں کہ:

تمام لڑکے کھڑے ہو جائیں...... تو ان میں شامل وہ لڑکی بھی کھڑی ہو جائے گی کیونکہ وہ ''تغلیب'' کے اصول کو جانتی ہوگی۔ لیکن اگر میں انگریزی میں کہوں کہ:

تمام لڑکے کھڑے ہو جائیں...... محض 99 لڑکے ہی کھڑے ہوں گے اور لڑکی کھڑی نہیں ہوگی۔''

لہٰذا بات یہ ہے کہ قرآن پاک عربی میں نازل ہوا تھا اور جب قرآن یہ فرماتا ہے کہ:

''ہم نے فرشتوں سے کہا کہ سجدہ کرو۔ تمام فرشتے سجدے میں گر گئے ماسوائے ابلیس۔''

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہاں پر جن لوگوں کی اکثریت تھی وہ فرشتے تھے۔ ابلیس بھی ایک فرشتہ ہو سکتا ہے اور فرشتہ نہیں بھی ہو سکتا لیکن سورۃ کہف...... سورۃ نمبر 18...... آیت نمبر 50 فرماتی ہے کہ:

''وہ ایک جن تھا۔''

لہٰذا سورۃ کہف...... سورۃ نمبر 18...... آیت نمبر 50 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

''وہ ایک جن تھا۔''

اور دیگر مقامات پر یہ فرماتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایک فرشتہ تھا یا نہ تھا...... انھیں سورۃ کہف...... سورۃ نمبر 18...... آیت نمبر 50 کے ساتھ متفق ہونا ہے۔ یہ اختلاف نہیں ہے۔ آپ کو عربی گرائمر کا اصول لاگو کرنا ہے...... ''تغلیب'' اور دوسری بات یہ ہے کہ فرشتوں کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی...... ان کو اختیار حاصل نہیں ہے۔ ان کو اللہ تعالیٰ جو کچھ

بھی فرماتا ہے انھیں فوراً حکم بجا لانا ہوتا ہے جبکہ جنوں کی اپنی مرضی ہوتی ہے...... ان کو اختیار حاصل ہے۔ لہٰذا یہ دوسرا ثبوت ہے کہ ابلیس جن تھا۔

میرا خیال ہے اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: السلام علیکم۔

ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مافوق الفطرت ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے...... میری ایک غیر مسلم دوست ایک سوال پوچھنا چاہتی ہے کہ خدا انسانی شکل میں کیوں جلوہ گر نہیں ہو سکتا؟

(ڈاکٹر ذاکر)

اس بہن نے یہ سوال پوچھا ہے کہ:

''خدا مافوق الفطرت ہے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور ان کی دوست نے یہ سوال کیا ہے تب اللہ تعالیٰ انسانی شکل کیوں اختیار نہیں کر سکتا؟''

جو لوگ خدا پر یقین رکھتے ہیں...... ایمان رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ:

''خدا مافوق الفطرت ہے۔''

یہاں پر موجود کوئی بھی فرد جو خدا پر یقین رکھتا ہو...... ایمان رکھتا ہو وہ یہی کہے گا کہ:

''خدا مافوق الفطرت ہے۔''

میں یہ جاننا چاہوں گا کہ:

''یہاں پر کوئی ایسا فرد بھی موجود ہے جو خدا پر یقین رکھتا ہو...... ایمان رکھتا ہو اور کہتا ہو کہ خدا مافوق الفطرت نہیں ہے۔''

ہر ایک فرد...... ہر ایک فرد جو خدا پر یقین رکھتا ہے...... ایمان رکھتا ہے وہ اس امر پر بھی یقین رکھتا ہے کہ:

''خدا مافوق الفطرت ہے۔''

مافوق الفطرت کا مطلب یہ ہے کہ:

''فطرت موجود ہے اور تب خدا بھی موجود ہے۔''

درحقیقت قرآن پاک کے مطابق کہ:

''خدا مافوق الفطرت نہیں ہے...... خدا مافوق الفطرت نہیں ہے۔''

قرآن پاک کے اللہ تعالیٰ کے نظریے کے مطابق کہ:

"خدا نے فطرت تخلیق فرمائی یہ کبھی نہیں ہوگا کہ فطرت کچھ کہے اور خدا اس کے برعکس فرما رہا ہو۔ خدا نے فطرت کو تخلیق فرمایا۔ خدا نے آپ کی فطرت کو تخلیق فرمایا...... انسان میں خلقی فطرت۔ اللہ تعالیٰ کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت جس کا ذکر قرآن پاک میں "فاطر" کے طور پر آیا ہے جو کہ قرآن پاک کی 35 ویں سورۃ کا نام مبارک ہے...... سورۃ فاطر...... سورۃ نمبر 35۔ لفظ فاطر لفظ فطرہ سے بنا ہے جس کے معانی ہیں خلقی فطرت...... فاطر کا مطلب ہے تخلیق فرمانے والا...... تخلیقات کو تخلیق فرمانے والا۔"

اس لیے ماہ رمضان میں جب ہم اپنا روزہ کھولتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ:

"افطار۔"

افطار کا مطلب ہے کہ:

"توڑنا۔"

اسی طرح لفظ "فاطر" کا مطلب ہے تخلیق فرمانے والا...... اس کا مطلب ہے صورت عطا کرنے والا...... بنانے والا اور توڑنے والا۔

قرآن پاک لوگوں کو بتاتا ہے کہ:

"کیا تم غور نہیں کرتے؟ تم سورج کو دیکھتے ہو...... چاند کو دیکھتے ہو وہ قوانین فطرت کی پیروی کر رہے ہیں...... وہ کبھی اپنا راستہ نہیں بدلتے۔ وہ تمام فطرتی ہیں۔"

قرآن پاک کی سورۃ احزاب...... سورۃ نمبر 33...... آیت نمبر 62 میں فرمایا گیا ہے کہ:

"اللہ کا دستور چلا آتا ہے ان لوگوں میں جو پہلے گزر گئے اور تم اللہ کا دستور ہرگز بدلتا نہ پاؤ گے۔"

یعنی آپ اللہ تعالیٰ کی فطرت میں تبدیلی نہیں پائیں گے۔

سورۃ احزاب...... سورۃ نمبر 33 آیت نمبر 62...... اسی قسم کا پیغام یہ کہتے ہوئے

قرآن پاک میں دہرایا گیا ہے کہ:

''اللہ کے دستور مقرر ہیں۔''

آپ اللہ کے کام میں کبھی تبدیلی نہیں پائیں گے۔ یہ ایک سیدھا دین ہے مگر بہت لوگ نہیں جانتے۔

سورۃ روم...... سورۃ نمبر 30...... آیت نمبر 30 میں فرمایا گیا ہے کہ:

''تو اپنا منہ سیدھا کرو اللہ کی اطاعت کے لیے ایک اکیلے اس کے ہو کر۔ اللہ کی ڈالی ہوئی بنا پر جس پر لوگوں کو پیدا کیا۔ اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا۔ یہی سیدھا دین ہے مگر بہت لوگ نہیں جانتے۔''

آج سائنس ہمیں بتاتی ہے...... جدید سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ:

''مشاہدہ کرنے والے کی عدم موجودگی میں تم کوئی چیز حاصل نہیں کر سکتے۔ زمین کسی مشاہدہ کرنے والے کے بغیر بے کار ہے۔''

سائنس دان ایک سوال اٹھاتے ہیں کہ:

''پہلا مشاہدہ کرنے والا کون تھا؟''

اللہ تعالیٰ کی ایک اور صفت ''الرشید'' ہے...... مشاہدہ کرنے والا...... شہادت دینے والا...... گواہی دینے والا۔

قرآن فرماتا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ ہی وہ ہستی تھی جس نے سب سے پہلے مشاہدہ کیا۔''

لہٰذا خدا مافوق الفطرت نہیں ہے...... خدا فطرت ہے۔

آپ کے سوال کا دوسرا حصّہ کہ:

''خدا سب کچھ کر سکتا ہے۔''

عام طور پر میں ایسے افراد سے ایک سوال پوچھتا ہوں جو خدا پر یقین رکھتے ہیں...... ایمان رکھتے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں زیادہ سمجھ اور سوجھ بوجھ رکھتے ہیں۔

میں ان سے یہ سوال پوچھتا ہوں کہ:

''کیا خدا کوئی بھی چیز اور ہر ایک چیز تخلیق فرما سکتا ہے؟''

ان میں سے بہت سے لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ:

''جی ہاں۔''

میں ان سے ایک اور سوال کرتا ہوں کہ:

''کیا خدا کوئی بھی چیز اور ہر ایک چیز نیست و نابود کر سکتا ہے؟''

تمام لوگ جواب دیتے ہیں کہ:

''جی ہاں۔''

میں تیسرا سوال یہ کرتا ہوں کہ:

''کیا خدا کسی ایسی چیز کو تخلیق فرما سکتا ہے جس کو وہ نیست و نابود نہ کر سکے؟''

اور اب وہ جال میں پھنس جاتے ہیں۔

اگر وہ جواب دیتے ہیں کہ:

''جی ہاں...... خدا ایک ایسی چیز تخلیق کر سکتا ہے جس کو وہ نیست و نابود نہیں کر سکتا۔''

تب وہ اپنے دوسرے بیان کے خلاف جا رہے ہوتے ہیں جس میں انھوں نے اقرار کیا تھا کہ:

''خدا ہر ایک چیز کو نیست و نابود کر سکتا ہے۔''

اگر وہ جواب دیتے ہیں کہ:

''نہیں...... خدا ایسی چیز تخلیق نہیں فرما سکتا جس کو وہ نیست و نابود نہ کر سکے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے پہلے بیان کے خلاف جا رہے ہیں کہ:

''خدا ہر چیز تخلیق فرما سکتا ہے۔''

ایک مرتبہ پھر وہ اپنی منطق استعمال نہیں کر رہے۔ وہ جال میں پھنس چکے ہیں۔

اسی طرح خدا ایک طویل قامت، پست قامت انسان نہیں بنا سکتا۔ ہاں وہ ایک طویل قامت کو پست قامت کر سکتا ہے لیکن اب وہ طویل قامت نہیں رہتا۔ وہ ایک پست قامت کو طویل قامت کر سکتا ہے لیکن اب وہ انسان پست قامت نہیں رہتا۔ لیکن آپ طویل قامت، پست قامت انسان نہیں دیکھیں گے۔ آپ درمیانے قد کا حامل انسان دیکھ سکتے

ہیں جو کہ نہ ہی طویل قامت ہو اور نہ ہی پست قامت ہو۔ لیکن خدا ایسا انسان تخلیق نہیں فرما سکتا جو ایک ہی وقت میں طویل قامت بھی ہو اور پست قامت بھی ہو۔

اسی طرح خدا تعالیٰ...... اللہ تعالیٰ ایک موٹا، دبلا انسان نہیں بنا سکتا۔ ہزارہا چیزیں ایسی ہیں جن کی میں فہرست پیش کر سکتا ہوں کہ جس کو خدا تعالیٰ نہیں کر سکتا۔ خدا جھوٹ نہیں بول سکتا۔ جس لمحے وہ جھوٹ بولے وہ خدا نہیں رہتا...... خدا ناانصاف نہیں ہو سکتا۔ جس لمحے وہ ناانصافی کرے وہ خدا نہیں رہتا۔ خدا ظالم نہیں ہو سکتا۔ خدا بھول نہیں سکتا...... آپ ہزارہا چیزوں کی فہرست تیار کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ مجھے اپنی سلطنت سے نکال باہر نہیں کر سکتا۔ تمام تر دنیا...... تمام تر کائنات اسی کی ہے۔ وہ مجھے ہلاک کر سکتا ہے...... وہ مجھے محو کر سکتا ہے...... وہ مجھے فنا کر سکتا ہے...... لیکن وہ مجھے اپنی سلطنت سے نکال باہر نہیں کر سکتا۔

قرآن پاک میں کہیں بھی اس امر کا ذکر نہیں ہے کہ:

"خدا ہر چیز کر سکتا ہے۔"

درحقیقت قرآن یہ فرماتا ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔"

لیکن قرآن یہ نہیں فرماتا کہ:

"اللہ تعالیٰ ہر چیز کر سکتا ہے۔"

قرآن فرماتا ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔"

کئی ایک مقامات پر:

سورۃ البقرہ...... سورۃ نمبر 2...... آیت نمبر 106

سورۃ البقرہ...... سورۃ نمبر 2...... آیت نمبر 108

سورۃ عمران...... العمران...... سورۃ نمبر 3...... آیت نمبر 29

سورۃ نحل...... سورۃ نمبر 16...... آیت نمبر 77

سورۃ فاطر...... سورۃ نمبر 35...... آیت نمبر 1

قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے کہ:

''بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔''

اور

''اللہ ہر چیز کر سکتا ہے۔''

اور

''اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

میں زمین آسمان کا فرق موجود ہے۔

درحقیقت قرآن پاک سورۃ بروج...... سورۃ نمبر 85 آیات نمبر 15 اور 16 میں فرماتا ہے کہ:

''عزت والے عرش کا مالک ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا۔''

غور کریں کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کر لیتا ہے لیکن خدا محض خدائی کام ہی کرتا ہے...... وہ غیر خدائی کام نہیں کرتا۔

جہاں تک آپ کے اصل سوال کا تعلق ہے کہ:

''خدا انسان کے روپ میں کیوں جلوہ گر نہیں ہوتا؟''

یہ سوال ایک غیر مسلم کی جانب سے پوچھا گیا ہے۔ خدا کی شکلیں بدلنے کی فلاسفی این تھروپومورف ازم (Anthropomorphism) کہلاتی ہے۔ یہ کہ خدا تعالیٰ شکلیں بدلتا ہے اور وہ ایک خوبصورت منطق رکھتے ہیں۔ اس لیے خدا تعالیٰ جاننے کے لیے...... لوگوں کو ہدایات دینے کے لیے...... ایک شخص جب کسی تکلیف سے دوچار ہوتا ہے تو وہ کیا محسوس کرتا ہے...... وہ انسانی روپ بدلتا ہے تاکہ انسانوں کو بتا سکے کہ اسے کیسا محسوس ہوتا ہے جب تم کسی تکلیف سے دوچار ہوتے ہو...... جب تم خوش ہوتے ہو تب کیسا محسوس ہوتا ہے...... جب تم ناخوش ہوتے ہو تب کیسا محسوس ہوتا ہے...... انسانوں نے یہ کام کرنے ہیں وہ کام نہیں کرنے طے کرنے کے لیے...... خدا تعالیٰ انسانی شکل اختیار کرتا ہے اور یہ امر این تھروپومورف ازم کہلاتا ہے۔

لیکن اگر آپ اس کا تجزیہ سرانجام دیں تو یہ منطق کسی امتحان پر پوری نہیں اترتی۔

فرض کیا میں کچھ تخلیق کرتا ہوں...... کچھ چیز بناتا ہوں...... فرض کریں میں ٹیپ ریکارڈر کا موجد ہوں...... میں ٹیلی ویژن ایجاد کرتا ہوں تو مجھے یہ جاننے کے لیے ایک ٹیپ

ریکارڈ بننے کی ضرورت نہیں ہوگی کہ اس ٹیپ ریکارڈر کے لیے کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے۔

مجھے یہ جاننے کے لیے ایک ٹیلی ویژن بننے کی ضرورت درپیش نہیں ہوگی کہ ٹیلی ویژن کے لیے کیا اچھا ہے کیا برا ہے۔

مجھے جو کچھ کرنا ہے وہ محض یہ ہے کہ میں ایک کتابچہ تحریر کروں گا کہ..... کیسٹ کو چلانے کے لیے کیسٹ لگائیں..... پلے کا بٹن دبائیں اور کیسٹ چلنا شروع ہو جائے گی..... اسے بند کرنے کا بٹن دبائیں..... یہ بند ہو جائے گی۔

بالکل اسی طرح خدا کو بھی یہ جاننے کے لیے ایک انسان بننے کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی کہ انسانوں کے لیے کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے۔ وہ انسانوں میں سے کسی انسان کو منتخب کرتا ہے تاکہ وہ بنی نوع انسان کو ہدایات سے نوازے۔ یہ انسانوں کے لیے کتابچہ ہے..... قرآن پاک انسانوں کے لیے ہدایت فراہم کرتا ہے کہ انھیں کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا۔ اسے انسانی شکل میں آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے..... کیوں؟ آپ نے مجھ سے پوچھا ہے کہ کیا خدا انسانی شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

میرا جواب یہ ہے کہ:

''ہاں..... وہ انسان کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ لیکن جس لمحے وہ انسان کی شکل اختیار کرتا ہے تو وہ خدا نہیں رہتا۔''

کیونکہ خدا لافانی ہے..... اور انسان فانی ہے..... آپ ایک ہی وقت میں لافانی اور فانی ہستی مشاہدہ نہیں کر سکتے..... یہ اس طویل قامت شخص والی مثال ہوگی۔ انسان کئی ایک خصوصیات کا حامل ہے..... اس کی کچھ ضروریات بھی ہیں..... مثال کے طور پر انسان کھاتا پیتا بھی ہے۔

قرآن پاک سورۃ انعام..... سورۃ نمبر 6..... آیت نمبر 14 میں فرماتا ہے کہ:

''کیا اللہ کے سوا کسی اور کو والی بناؤں۔ وہ اللہ ہے جس نے زمین اور آسمان پیدا کیے اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے۔''

انسان کھانا پینا درکار رکھتا ہے۔

کیا خدا کی ذات کھانا پینا درکار رکھتی ہے؟

''نہیں۔''

انسان نیند درکار رکھتا ہے۔

یہ قرآن پاک کی سورۃ نمبر 2...... آیت نمبر 255 ..... آیت الکرسی میں موجود ہے کہ:

''اسے نہ اونگھ آئے نہ نیند۔''

کیا اللہ تعالیٰ نیند درکار رکھتا ہے؟

''نہیں۔''

اللہ تعالیٰ نیند درکار نہیں رکھتا۔

لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ انسانی صورت اختیار کرتا تو:

''ایک انسان کو نیند درکار ہے..... انسان کو آرام درکار ہے......
انسان کو کھانا پینا درکار ہے۔ خدا کیسے نیچے آتا اور ایک ہی وقت میں
لافانی اور فانی ہستی کا روپ اختیار کرتا؟''

یہ غیر منطقی بات ہے۔

اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ خدا انسانی شکل اختیار کرتا ہے اور انسانی خصوصیات کا بھی حامل ہے تو آپ ایک ملحد کے ہاتھ میں ایک چابک دے رہتے ہوتے ہیں کہ وہ اس سے آپ کو پیٹے۔

جس لمحے آپ یہ کہتے ہیں کہ:

''خدا مافوق الفطرت ہے۔ خدا ہر چیز کر سکتا ہے...... ہر کام کر سکتا ہے۔''

اس وقت آپ ایک ملحد کے ہاتھ میں ایک چابک دے رہے ہوتے ہیں کہ وہ اس سے آپ کو پیٹے۔

''خدا مافوق الفطرت نہیں ہے۔ خدا ہر چیز نہیں کر سکتا...... ہر کام نہیں کر سکتا...... خدا انسانی شکل اختیار نہیں کر سکتا...... خدا فطرت ہے......
خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے اور وہ انسانی شکل اختیار نہیں کرتا۔''

سوال: میرا نام آسٹن فلپس ہے...... میں ایک عیسائی ہوں۔ مجھے کئی ایک سوالات پوچھنا تھے۔ میں کئی ایک سوالات پوچھنا چاہتا ہوں لیکن وقت مجھے اس امر کی اجازت فراہم

نہیں کرے گا۔

(ڈاکٹر محمد)

کیا آپ اہم ترین سوال پیش کر سکتے ہیں؟

سوال: جی ہاں...... اہم ترین سوال جو میں پوچھنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ...... جو کچھ میرے ذہن میں ابھی ابھی ابھر رہا ہے وہ یہ ہے کہ اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یقین رکھتا ہے۔ وہ اس امر پر یقین نہیں رکھتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکا دیا گیا تھا بلکہ وہ اس امر پر یقین رکھتا ہے کہ ان کو زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا گیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا نے زندہ اٹھا لیا تھا اور اسلام یہ بھی کہتا ہے کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ آسمانوں پر نہیں اٹھایا گیا تھا۔ میرے ایک مسلمان دوست نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ اسلام اس امر پر یقین رکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کنواری مریم کے ہاں جنم لیا تھا اور انھوں نے روح مقدس کی قوت سے جنم لیا تھا اور انھوں نے فطری طور پر جنم نہیں لیا تھا۔ لہٰذا یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر وہ خدا نہیں ہیں لیکن وہ کم از کم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عظیم تر ہیں۔ اگرچہ آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کے حامل ہیں لیکن آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کا کیوں پرچار نہیں کرتے جو کہ بائبل میں موجود ہیں۔

(ڈاکٹر محمد)

کیا میں اس سوال سے ملتا جلتا ایک اور سوال اس سوال کے ساتھ منسلک کر سکتا ہوں۔ یہ سوال ہارولڈ پورٹر نے پوچھا ہے۔ انھوں نے یہ بھی پوچھا ہے کہ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ خدا ایک ہے تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس طرح منظر عام پر آئے؟

(ڈاکٹر ذاکر)

اس بھائی نے بہت اچھا سوال پوچھا ہے اور اس قسم کے سوالات اکثر مشنریوں کی طرف سے اٹھائے جاتے ہیں...... عیسائی مشنریوں کی جانب سے...... انھوں نے دو، تین مثالیں بھی پیش کی ہیں کہ اسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا فرماتا ہے اور انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ قرآن فرماتا ہے کہ:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اوپر اٹھا لیا گیا تھا۔"

اور یہ کہ:

''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ اوپر نہیں اٹھایا گیا تھا۔''

اور یہ کہ:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کنواری مریم کے ہاں جنم لیا تھا۔''

جبکہ:

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماں باپ بھی تھے۔''

انھوں نے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ:

''عظیم تر کون ہے؟''

ذہن اس کا جواب دیتا ہے کہ:

''عظیم تر کون ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔''

اور تب وہ کہتے ہیں کہ اور بھی کئی ایسے سوالات ہیں اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ:

''قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر 25 مرتبہ آیا ہے جبکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر محض 5 مرتبہ آیا ہے (نام لے کر)۔''

اس حساب سے کون:

''عظیم تر ہے۔''

اور وہ سوالات اٹھاتے ہیں...... وہ وہی سوالات اٹھاتے ہیں جیسا کہ مسلمانوں کے یعنی ہمارے ذہن سوچتے ہیں۔

''آہ......کون عظیم تر ہے؟...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔''

لیکن وہ چاہتے ہیں کہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کچھ روشنی ڈالوں میرے بھائی اسلام ہی وہ واحد غیر عیسائی مذہب ہے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا ایمان کا ایک جزو قرار دیا ہے۔ ہم اس امر پر یقین رکھتے ہیں کہ ان کی پیدائش معجزانہ طور پر عمل میں آئی تھی۔ ان کی پیدائش میں کسی مرد کا کوئی عمل دخل نہ تھا جس پر آج کے بہت سے جدید عیسائی یقین نہیں رکھتے۔ ہم اس امر پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ خدا نے انھیں یہ معجزہ بھی عطا فرمایا تھا کہ وہ مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ ہم اس امر پر بھی یقین رکھتے ہیں

کہ خدا نے انھیں یہ معجزہ بھی عطا فرمایا تھا کہ وہ اندھوں کو ان کی بینائی واپس دلا دیتے تھے۔

ہم اس امر پر قطعاً یقین نہیں رکھتے کہ وہ خدا ہیں۔ (نعوذ باللہ)

ہم اس امر پر بھی قطعاً یقین نہیں رکھتے کہ وہ خدا کے بیٹے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

ہم اس امر پر یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدا کے پیغمبر ہیں۔

اب آپ کے اس سوال کی جانب آتے ہیں کہ:

''کیا قرآن پاک یہ فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اوپر اٹھا لیا گیا تھا اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زندہ اوپر نہیں اٹھایا گیا تھا...... عظیم تر کون ہے؟''

وہ یہ ظاہر نہیں کرتا کہ اگر خدا کے بعد کوئی ہے تو وہ کون ہے؟

اگر کسی نے کسی کو قربان کرنا ہے۔

اگر کسی نے قربانی دینی ہے تو اسے ایک بہترین ہستی کی قربانی دینی چاہیے۔

اور ان کے مطابق بہترین ہستی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

قرآن پاک کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر نہیں چڑھایا گیا تھا۔

قرآن پاک کے مطابق:

''ان کو صلیب پر نہیں چڑھایا گیا تھا۔''

قرآن فرماتا ہے کہ:

''انھوں نے ان کو نہ مارا اور نہ ہی وہ ان کو صلیب پر چڑھا سکے۔''

ہم اس سے متفق ہیں۔

لیکن آپ کی بائیبل کے مطابق...... بائیبل یہ بھی کہتی ہے کہ:

''انھیں صلیب پر نہیں چڑھایا گیا تھا۔''

اور یہ کہ:

''یہودیوں نے انھیں صلیب پر لٹکایا تھا۔''

بہت سے لوگ انھیں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر تسلیم نہیں کرتے۔ انھوں نے انتہا پسندی اختیار کی۔

قرآن سورۃ النساء...... سورۃ نمبر 4...... آیت نمبر 171 میں فرماتا ہے کہ:

''اے کتاب والو اپنے دین میں زیادتی نہ کرو اور اللہ پر نہ کہو مگر سچ
مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا اللہ کا رسول ہی ہے۔''

زیادتی سے کیا مراد ہے...... زیادتی کیا ہے؟

دو زیادتیاں......

یہودیوں نے کہا کہ:

''وہ ایک دغا باز اور فریبی تھا۔''

اور عیسائیوں نے کہا کہ:

''وہ خدا تھا۔''

خدا ایک ہے...... انھیں زندہ اٹھا لیا گیا کیونکہ غلط فہمی موجود تھی۔ اپنی دوبارہ آمد پر وہ ہمیں کوئی چیز نہیں بتائیں گے...... کوئی نئی تعلیم نہیں دیں گے۔

سورۃ مائدہ...... سورۃ نمبر 5...... آیت نمبر 3 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

''آج میں نے تمھارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت
پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔''

ہم مسلمان...... ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ ان کی دوبارہ آمد ہوگی۔ لیکن وہ ہمیں کوئی نئی تعلیم ہرگز نہ دیں گے۔ وہ غلط فہمی کے ازالے کے لیے آئیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں گے کہ:

''یا اللہ باری تعالیٰ...... تم گواہ رہنا کہ میں نے ان سے کبھی نہیں کہا
تھا کہ وہ میری عبادت کریں...... میں نے انھیں کبھی نہیں کہا تھا کہ وہ
مجھے خدا کا بیٹا کہیں۔ وہ عیسائیوں کے لیے آئیں گے مسلمانوں کے
لیے نہیں آئیں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ دوبارہ تشریف لائیں گے۔''

آپ کہتے ہیں کہ انھوں نے ایک کنواری کے ہاں جنم لیا۔ فرض کریں کہ ایک شخص کا باپ نہیں ہے اور آپ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ چونکہ اس کا باپ نہیں ہے لہٰذا وہ خدا ہے۔

قرآن پاک اس کا جواب پیش کرتا ہے۔

قرآن پاک سورۃ عمران...... سورۃ نمبر 3...... آیت نمبر 59 میں فرماتا ہے کہ:

''عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے۔ اسے مٹی سے بنایا۔ پھر فرمایا ہو جا۔ وہ فوراً ہو جاتا ہے۔''

کیا حضرت آدم علیہ السلام کا باپ تھا؟
حضرت آدم علیہ السلام کا کوئی باپ نہ تھا۔
حضرت آدم علیہ السلام کی کوئی ماں نہ تھی۔

اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ اگر کسی شخص کا باپ نہ ہو وہ خدا ہے۔ اس لحاظ سے حضرت آدم علیہ السلام بڑے خدا ہوئے کیونکہ ان کا نہ باپ تھا نہ ماں تھی۔

آپ کی بائیبل...... آپ کی بائیبل نہ کہ قرآن پاک بلکہ بائیبل۔ بائیبل ایک اور سپر مین کا تذکرہ کرتی ہے...... کنگ مالی جیسے ڈک (King Malchisedec) اس کا نہ کوئی آغاز...... نہ کوئی اختتام ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر قرآن پاک میں 25 مرتبہ آیا ہے جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر محض 5 مرتبہ آیا ہے۔ آپ کہتے ہیں اس لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام برتر ہیں...... کیوں؟ ان کا ذکر کیوں زائد مرتبہ آیا ہے؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف الزامات تھے جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف الزامات نہ تھے اور جب قرآن پاک نازل ہوا اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات تھے...... موجود تھے اور اگر میں نے کسی شخص کو مخاطب کرنا ہو تو میں کہوں گا کہ وہ...... وہ...... یا نبی...... یا رسول...... مجھے بار بار اس کا نام لینے کی ضرورت درپیش نہیں ہوگی۔ لیکن جب میں اپنے کسی ایسے دوست کا حوالہ دے رہا ہوں گا جو کہ موجود نہ ہو...... مجھے اس کا نام لینا پڑے گا کہ مسٹر ایکس وائے زیڈ...... لہٰذا چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت وہاں موجود نہ تھے جبکہ قرآن پاک نازل ہوا تھا لہٰذا ان کا نام لینا ضروری تھا۔

اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام قرآن پاک میں 132 مرتبہ آیا ہے۔

''کیا اس کا مطلب یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں سے برتر ہیں۔''

نہیں۔ یہ وجہ نہیں ہے۔ ان کا نام بار بار اس لیے استعمال ہوا کیونکہ وہ بھی اس

وقت موجود نہ تھے جبکہ قرآن پاک نازل ہوا تھا...... جب بھی ان کی کوئی مثال پیش کرنا ضروری ہوتا تب ان کا نام لیا جاتا۔ جو شخص موجود ہو اس کا نام لینے کی ضرورت درپیش نہیں ہوتی۔

میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

(ڈاکٹر محمد)

کیا آپ یہ جاننا پسند فرمائیں گے کہ پروگرام کے بعد ہم سب باجماعت نماز ظہر ادا کریں گے۔ آپ اگر باجماعت نماز ظہر ادا کرنا چاہتے تو آپ ڈاکٹر ذاکر اور ہمارے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ سب حضرات ہمارے ساتھ نماز ادا کریں گے تو ایک بڑی جماعت کی شکل اختیار کر جائے گی۔ اگلا سوال خواتین کی جانب سے ہوگا۔ میرے خیال ہے کہ اس تقریب میں بھائیوں کی تعداد بہنوں کی تعداد سے زیادہ ہے۔ اب میں سوالات پوچھنے کے نظام میں کسی قدر تبدیلی کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ اب خواتین کو سوال پوچھنے دیں۔ اس کے بعد دو بھائی یکے بعد دیگرے سوال پوچھیں گے۔ اس کے بعد پھر خواتین سوال پوچھیں گی۔ یعنی بھائیوں کو دو مواقع اور بہنوں کو ایک موقع فراہم کیا جائے گا کیونکہ بھائیوں کی تعداد زیادہ ہے...... شکریہ

(ڈاکٹر ذاکر)

وعلیکم السلام بہن۔

اس بہن نے یہ سوال کیا ہے کہ:

"رحم مادر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بچے کی جنس کے بارے میں نہیں جانتا...... یہ قرآن پاک کا فرمان مبارک ہے اور آج کل......"

میں اس بہن کے ساتھ متفق ہوں۔ آج کل کئی ایک میڈیکل ٹسٹ ایسے ہیں مثال کے طور پر الٹرا ساؤنڈ وغیرہ جن کے ذریعے بچے کی جنس کے بارے میں دریافت کرنا ممکن ہو سکتا ہے...... کیا قرآن پاک نے غلط فرمایا ہے؟ کیا قرآن پاک میں یہ سائنسی غلطی ہے؟

یہ بہن جو حوالہ پیش کر رہی ہے۔ وہ حوالہ قرآن پاک کی سورۃ لقمان...... سورۃ نمبر 31...... آیت نمبر 34 کا حوالہ ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

"بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا

ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا
کمائے گی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔ بے
شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔"

درج بالا پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
اس بہن کا بڑا سوال یہ ہے کہ:

"قرآن فرماتا ہے کہ رحم مادر میں بچے کی جنس کے بارے میں اللہ
تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔"

بہن یہ غلط فہمی محض اس لیے ہے کہ قرآن پاک کے کچھ ترجمے بالخصوص اردو
ترجمے ایسے ہیں جنھوں نے یہ ترجمہ پیش کیا ہے کہ:

"رحم مادر میں بچے کی جنس کے بارے میں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

عربی میں بچے کی جنس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ قرآن فرماتا ہے کہ:

"اللہ جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے۔"

قرآن پاک یہاں پر بچے کی جنس کا ذکر نہیں کرتا۔
بلکہ قرآن پاک یہ ذکر کرتا ہے کہ:

"بچہ کیسا ہوگا؟ کیا وہ ایماندار ہوگا؟ کیا وہ بے ایمان ہوگا؟ کیا وہ
معاشرے کے لیے ایک نعمت ثابت ہوگا؟ کیا وہ معاشرے کے لیے
ایک زحمت ثابت ہوگا؟ وہ کیا بنے گا؟ کیا وہ ایک انجینئر بنے گا؟ کیا
وہ ایک ڈاکٹر بنے گا۔"

اور آپ یقین کریں کہ آپ اپنے تمام ترطبی سائنسی علوم کے باوجود بھی اس
بارے میں پیشگی نہیں بتا سکتے کہ ایک بچہ کیا بنے گا؟

(تالیاں)

یہ ترجمے کی غلطی ہے۔ براہ مہربانی بھائی کے لیے خلل کا باعث نہ بنیں۔ آپ جو
کچھ بھی کہنا چاہتے ہیں آپ مائک پر تشریف لائیں...... بھائی یہ بہتر ہوگا کہ آپ مائک پر
تشریف لائیں اور جو کچھ کہنا چاہتے ہیں کہیں...... میں اب بھی اسے ایک موقع فراہم کر رہا
ہوں...... اگرچہ وہ غیر مسلم بھی ہے تب بھی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ عین ممکن

ہے کہ میں غلط رہنمائی سرانجام دے رہا ہوں۔ اگر عربی لغت سمجھنے میں کوئی مشکل پیش آ رہی ہے...... غیر مسلموں کی تحریر کردہ عربی لغت بھی دستیاب ہے اور سب سے بہترین لین لغت ہے۔ جاؤ اور غیر مسلموں کی تحریر کردہ عربی لغت کا مطالعہ کرو اور وہ آپ کو بتائیں گے کہ عربی مواد میں جنس کا ذکر نہیں ہے۔

وہ آپ کو بتائیں گے میں نہیں بتاؤں گا......

(تالیاں)

دیگر معاملات کے ضمن میں ہے کہ:

''قیامت کے بارے میں؟''

کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو پیشین گوئی کرتے ہیں۔

''ٹائم آف انڈیا'' میں یہ خبر چھپ چکی ہے کہ نومبر 1992ء میں...... ایک کوریا کا چرچ تھا جس نے یہ کہا تھا کہ:

''نومبر 1992ء میں دنیا کا خاتمہ ہونے والا ہے۔''

تمام لوگ جو اس چرچ کے پیروکار تھے وہاں آئے لیکن کچھ بھی وقوع پذیر نہ ہوا۔

کوئی نہیں جانتا کہ دنیا کب ختم ہوگی۔

جہاں تک بارش کا تعلق ہے...... کچھ لوگ کہیں گے کہ سائنس ازحد ترقی کر چکی ہے۔ موسم کی پیشین گوئی کرنے والا محکمہ یہ بتا سکتا ہے کہ:

''کہاں پر بارش ہو رہی ہے اور کب بارش ہو رہی ہے۔''

اس سلسلے میں آپ جانتے ہیں کہ:

''محکمہ موسمیات کی پیشین گوئیاں کس حد تک درست ہوتی ہیں بالخصوص ہندوستان میں؟''

ٹھیک ہے کچھ لوگ امریکہ کا حوالہ پیش کر سکتے ہیں۔

امریکہ کی پیشین گوئیاں درست ثابت ہوتی ہیں۔

ٹھیک ہے ایک منٹ کے لیے یہ فرض کر لیتے ہیں کہ امریکہ کی پیشین گوئیاں درست ثابت ہوتی ہیں۔ انھیں رسہ فراہم کریں کہ وہ اس سے لٹک کر خودکشی کر سکیں۔ محکمہ موسمیات جب وہ آپ کو بتاتے ہیں کہ کب اور کتنی بارش ہوگی۔ وہ آپ کو کس بنیاد پر

بتاتے ہیں؟ وہ آپ کو اس بنیاد پر بتاتے ہیں کہ وہ بادلوں کا مشاہدہ کرتے ہیں اور یہ تجزیہ سرانجام دیتے ہیں کہ ہوا کی رفتار کیا ہوگی جب بارش ہوگی۔ یہ کوئی بڑا کارنامہ نہیں ہے کیونکہ بارش پہلے ہی بادلوں میں موجود ہوتی ہے۔ آپ کا یہ بتانا مجھے ایسے بتانے کے مترادف ہے جیسے فرض کریں کہ ایک شخص امتحان میں بیٹھتا ہے اور اس امتحان کا نتیجہ ایک ماہ بعد منظر عام پر آتا ہے اور استاد پرچے دیکھتا ہے...... وہ تین ہفتوں بعد پرچے چیک کرتا ہے اور جان جاتا ہے کہ فلاں شخص اوّل آئے گا...... اس شخص نے 93 نمبر حاصل کیے ہیں۔ کیونکہ وہ پہلے سے ہی جان چکا ہے۔ اس میں کارنامہ دکھانے والا...... کوئی کام نہیں ہے کیونکہ اس نے بذات خود ہی پرچے دیکھے ہیں۔ لہٰذا وہ نتیجے کے نکلنے سے ایک ہفتہ قبل ہی نوٹس بورڈ پر لگا دیتا ہے کہ کون فرسٹ آ رہا ہے...... یہ کوئی کارنامہ نہیں ہے۔ بارش پہلے ہی بادلوں میں موجود ہوتی ہے۔ محکمہ موسمیات کا کام اس وقت کارنامہ تصور ہوگا جبکہ محکمہ موسمیات بادلوں کی جانب دیکھے بغیر یہ بتا سکے کہ آج 200 برس بعد کب اور کہاں بارش ہوگی۔ میں کسی بھی محکمہ موسمیات کی پیشین گوئی کرنے والے محکمے کو یہ چیلنج کرتا ہوں کہ وہ 200 صد برس بیشتر یہ بتائے کہ دنیا کے کس حصے میں بارش ہوگی اور کس قدر بارش ہوگی۔ وہ ایسی پیشین گوئی کرنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ کب کوئی شخص موت سے ہمکنار ہوگا۔ کچھ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ:

''میں ابھی خودکشی کر لیتا ہوں اور ابھی تمھارے سامنے مر جاتا ہوں۔''

لیکن خودکشی کے بہت سے کیسوں میں ایسا ہوتا ہے کہ خودکشی کرنے والے افراد موت سے ہمکنار ہونے سے قاصر رہتے ہیں۔ ان کی اکثریت موت کو گلے لگانے میں ناکام رہتی ہے اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ کتنے لوگ خودکشی کے ذریعے موت کو گلے لگائیں گے۔ بمشکل چند افراد ہی ایسی موت کو گلے لگانے کے لیے تیار ہوں گے اور ان میں سے اکثریت ایسے افراد کی ہوگی جو موت کو گلے لگانے میں ناکام رہیں گے۔ ان کی خودکشی کی کوشش بارآور ثابت نہیں ہو سکے گی۔ جب وہ زہر خورانی کرتے ہیں۔ یہ مکروہ فعل سرانجام دینے کے فوراً بعد وہ کسی نہ کسی فرد کو اپنی اس حرکت کے بارے میں بتا دیتے ہیں اور ان کو فوری طور پر اسپتال پہنچا دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی چھلانگ لگا کر خودکشی کرنا چاہتا ہو تو وہ دیکھے گا کہ

میرے لیے محفوظ مقام کون سا ہوگا اور اگر بالفرض محال آپ دل و جان سے چھلانگ لگا کر خودکشی کے متمنی بھی ہوں تو اگر اللہ تعالیٰ آپ کو بچانا چاہے تو وہ آپ کو بچا سکتا ہے۔ اگر تم مر جاتے ہو تو تمہاری موت اللہ کے حکم سے واقع ہوگی اور اس کے حکم کے بغیر واقع نہیں ہوگی۔

(تالیاں)

آخری بات کہ:

''کوئی نہیں جانتا کہ وہ کتنا کمائے گا؟''

آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ:

''دیکھیں ذاکر بھائی...... میں جانتا ہوں کہ میں دوہزار کماتا ہوں......
میں دوہزار روپیہ ماہوار کماتا ہوں...... دیکھو قرآن پاک درست نہیں
فرمارہا۔''

آپ کی اطلاع کے لیے یہ عرض ہے کہ قرآن پاک یہاں پر اس کمائی کی بات نہیں کر رہا جو روپے پیسے کی شکل میں ہوتی ہے بلکہ قرآن پاک ''تَکْسِبُ'' کی بات کر رہا ہے۔ عربی میں لفظ ''تَکْسِبُ'' کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ نیکیوں اور بدیوں کی کمائی۔ اس کا مطلب محض تنخواہ سے نہیں ہے اور اگر آپ یہ کہیں کہ میں خیرات کر رہا ہوں...... آپ کبھی یہ نہیں جان سکتے کہ آپ اپنے اس عمل کا کیا ''ثواب'' حاصل کر رہے ہیں...... کیا کمائی کر رہے ہیں...... آپ اللہ تعالیٰ کی کتنی رحمتیں سمیٹ رہے ہیں۔ آپ کبھی بھی یہ نہیں جان سکتے کہ آپ اپنے کسی نیک کام کے عوض کتنا ثواب حاصل کر رہے ہیں...... کتنی کمائی سمیٹ رہے ہیں...... اللہ تعالیٰ کی کتنی رحمتوں کو سمیٹ رہے ہیں اور یہ کبھی یہ بھی نہیں جان سکتے کہ کوئی برا کام سرانجام دیتے ہوئے کتنا گناہ اپنے ذمے لے رہے ہیں۔ یہ سب معاملات اللہ تعالیٰ کے ریکارڈ میں محفوظ ہوتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

خواتین کی طرف سے سوال...... شکریہ

(ڈاکٹر محمد)

معذرت چاہتا ہوں۔ انتظامیہ نے ابھی ابھی ہمیں بتایا ہے کہ ہمیں اپنا پروگرام مختصر کرنا ہوگا۔ جن لوگوں نے ہمیں تحریری سوالات پیش کیے ہیں ان کو بھی موقع فراہم

کرنے کی غرض سے میں ایک تحریری سوال جواب کے لیے پیش کروں گا...... اس کے بعد مائک پر کوئی بھائی سوال پوچھے گا...... اس کے بعد پھر تحریری سوال پیش کیا جائے گا...... اس کے بعد پھر مائک کے ذریعے سوال پوچھا جائے گا...... اس کے بعد کسی بہن کو سوال کرنے کی اجازت ہوگی اور اس طرح یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ اب میں تحریری سوال پیش کر رہا ہوں۔ سوال یہ ہے...... آپ جانتے ہیں کہ ارون شوری نے اسلام کے خلاف کئی ایک آرٹیکل اور کتب تحریر کی ہیں۔ آپ اسے عوامی مباحثے کے لیے چیلنج کیوں نہیں کرتے۔

(ڈاکٹر ذاکر)

اس شخص نے یہ سوال کیا ہے کہ:

> ''میں جانتا ہوں کہ ارون شوری نے اسلام کے خلاف کئی ایک آرٹیکل اور کتابیں تحریر کی ہیں۔ لہٰذا میں کیوں اسے مباحثے کے لیے چیلنج نہیں کرتا۔''

میں نے ان مقالات کو پڑھا ہے۔ ان میں سے زیادہ آرٹیکل دو نکات کے گرد گھومتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ خواتین کے بارے میں بات کرتا ہے...... کہ خواتین مساوی حقوق کی حامل نہیں ہیں۔

دوسری بات وہ یہ کرتا ہے کہ اسلام ایک پر تشدد مذہب ہے...... یہ بے رحم مذہب ہے...... اور کچھ نکات ادھر ادھر سے پکڑتا ہے جیسے ابھی یہاں ایک بھائی نے سوال پوچھا تھا کہ:

> ''خدا حساب نہیں جانتا۔''

وغیرہ۔ وغیرہ

آیئے اس کا تجزیہ سرانجام دیں۔

یقین جانیے اس کے تمام تر اعتراضات جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ غلط ترجے...... سیاق و سباق کے حوالے سے ہٹنے کی وجہ اور غلط حوالہ جات کی بدولت ہیں۔

اس بھائی نے درست فرمایا ہے کہ:

> ''مجھے اس کی وضاحت کرنی چاہیے اور یہ وہی وضاحت ہے جو میں

اس قسم کی تقریبات میں کر رہا ہوں۔"

(ڈاکٹر محمد)

سامعین نے تقریب کے وقار کو بحال رکھا ہے...... ہمیں خوشی ہوگی اگر آپ اپنی اپنی نشستوں پر براجمان ہو جائیں۔

(ڈاکٹر محمد)

براہ مہربانی اونچی آواز میں بات کریں۔

(ڈاکٹر ذاکر)

اگر آپ فتاویٰ کے بارے میں تازہ ترین کتاب کا مطالعہ سرانجام دیں جس کا عنوان ہے:

"Shariah in Action"

یعنی "شریعت روبہ عمل" ...... یہ کتاب بمبئی میں منظر عام پر آئی تھی...... محض ایک ہفتہ پہلے بلکہ میرا خیال ہے کہ چند دن بیشتر ہی منظر عام پر آئی تھی اور مجھے بھی اس کتاب کے پڑھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اگر آپ اس کتاب کا سرورق پڑھیں تو اس پر قرآن پاک کی سورۃ فتح...... سورۃ نمبر 48 آیت نمبر 29 کا حوالہ پیش کیا گیا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

"محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم۔"

اس کے بعد اس نے فل سٹاپ لگایا ہے حالانکہ کوئی فل اسٹاپ نہیں ہے۔ دوبارہ سیاق وسباق سے ہٹ کر حوالہ دیتے ہوئے یہ تاثر دیا گیا ہے کہ:

"مسلمان کافروں پر بے رحم ہیں۔"

وہ سیاق وسباق سے ہٹ کر حوالہ دے رہا ہے۔ اگر آپ وہ عبارت پڑھیں جو سورۃ فتح...... سورۃ نمبر 48...... آیت نمبر 25 میں فرمائی گئی وہ یہ ہے کہ:

"وہ ہیں جنھوں نے کفر کیا اور تمھیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانور رکے پڑے اپنی جگہ پہنچنے سے۔"

کافروں نے مسلمانوں کو حج سے روکا۔ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ فرض کریں کسی بھی عیسائی کو ویٹے کن سٹی میں داخل ہونے سے روکا جائے تو کیا وہ روکنے والے شخص سے

محبت کرے گا...... کیا وہ اس سے بغل گیر ہوگا...... یہ ایک فطری بات ہے کہ وہ اس شخص کو ناپسند کرے گا۔ فرض کریں اگر ایک ہندو کو بنارس جانے سے روکا جائے تو کیا وہ اسے پسند کرے گا؟...... نہیں!

اسی طرح اگر آپ متعلقہ سورۃ کی عبارت پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ:

> "وہ لوگ جنھوں نے آپ کو مکہ شریف میں داخل ہونے سے روکا...... مسجد حرام میں داخل ہونے سے روکا اور آپ کو جانور قربان کرنے سے روکا تو صاف ظاہر کہ آپ ان پر سخت ہوں گے اور آپس میں نرم ہوں گے۔"

اصل عبارت سے ہٹ کر حوالہ دیتے ہوئے اور اس کتاب میں جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا ہے اگر آپ اس کا صفحہ نمبر 571 اور 572 پڑھیں وہ اپنی پسندیدہ...... انتہائی پسندیدہ آیت مبارکہ کا حوالہ پیش کرتا ہے...... یہ آیت مبارکہ سورۃ توبہ...... سورۃ نمبر 9 کی آیت نمبر 5 ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ:

> "پھر جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو مارو جہاں پاؤ اور انھیں پکڑو اور انھیں قید کرو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔"

اس نے اس عبارت کو اس طرح بیان کیا ہے کہ:

> "پھر جب حرمت والے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں (ہندوؤں) کو مارو جہاں پاؤ اور انھیں پکڑو اور انھیں قید کرو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو۔ پھر اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ان کی راہ چھوڑ دو۔"

آپ نے دیکھا کہ اس نے کس طرح توڑ موڑ کر عبارت پیش کی ہے۔

یہ عبارت سورۃ توبہ...... سورۃ نمبر 9...... آیت نمبر 1 سے ہے کہ:

> "مشرکین عرب اور مسلمانوں کے درمیان عہد تھا...... معاہدہ تھا) ان میں سے چند ایک کے سوا سب نے عہد شکنی کی تو ان عہد شکنوں کا عہد ساقط کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ چار مہینے وہ اس کے ساتھ جہاں چاہیں گزاریں اور ان سے کوئی پوچھ گچھ نہ کی جائے۔ اس عرصے میں

انھیں موقعہ ہے کہ خوب سوچ سمجھ لیں کہ ان کے لیے کیا بہتر ہے اور اپنی احتیاطیں کر لیں اور جان لیں کہ اس مدت کے بعد اسلام منظور کرنا ہوگا یا قتل ہونا پڑے گا۔''

فرض کریں کہ امریکی صدر امریکہ اور ویت نام کی جنگ کے دوران امریکی سپاہ کو یہ حکم دیتا ہے کہ تمھیں جہاں بھی کوئی ویت نامی نظر آئے اسے ہلاک کر دو اور اگر میں اس کے حکم کا آج حوالہ یہ کہوں کہ امریکی صدر کہتا ہے کہ:

''تمھیں جہاں کہیں بھی کوئی ویت نامی نظر آئے تو اسے ہلاک کر دو۔''

تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ امریکی صدر ایک بوچڑ ہے..... ایک قصائی ہے۔ میں سیاق و سباق کے حوالے سے ہٹ کر بات کر رہا ہوں گا۔ لہٰذا اس میں کیا غلط ہے جب قرآن پاک نے وہ سب کچھ فرمایا تھا جو اس وقت زیر بحث لایا جا رہا ہے اور اس کے بعد صفحہ 572 پر آیت نمبر 5 سے ایک دم چھلانگ لگا کر آیت نمبر 7-8 اور 9 کا تذکرہ شروع کر دیا گیا جبکہ آیت نمبر 6 گول کر دی گئی ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے؟ آیت نمبر 6 میں اس کا جواب دیا گیا ہے۔ اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ:

''اور اے محبوب اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر اسے اس کی امن کی جگہ پہنچا دو یہ اس لیے کہ وہ نادان لوگ ہیں۔''

(تالیاں)

قرآن پاک یہ نہیں فرماتا کہ:

''انھیں پناہ دو اور انھیں جانے نہ دو۔''

بلکہ قرآن یہ فرماتا ہے کہ:

''انھیں پناہ دو اور انھیں امن کی جگہ پہنچا دو۔''

یہ مشرک اگرچہ وہ اسلام قبول نہیں کرتے اور اس کے باوجود بھی پناہ چاہتے ہیں تو نہ صرف انھیں پناہ دو بلکہ انھیں امن کی جگہ پہنچا دو۔

کون سا فوجی جرنیل ایسا ہے جو یہ کہتا ہے کہ دشمن اگر پناہ مانگے تو اسے نہ صرف پناہ دو بلکہ امن کی جگہ پہنچا دو..... کون سی فوج کا جرنیل یہ کہتا ہے؟

میں یہ جاننا چاہوں گا کہ آج کون سی فوج کا جرنیل یہ کہے گا کہ:

''اگر دشمن پناہ چاہتا ہے تو اس کی خواہش رد نہ کرو اور اسے امن کی جگہ پہنچا دو۔''

یہ وہ سب کچھ ہے جو قرآن پاک فرماتا ہے۔ اس کا دلچسپ موضوع کہ:

''مسلمان بے رحم ہیں۔''

سیاق وسباق کے حوالے سے ہٹ کر ہے۔ تمام آیات سیاق وسباق کے حوالے ہٹ کر زیر بحث لائی گئی ہیں۔ اس کا دوسرا دل پسند موضوع اور اس کے بارے میں آیات کے ساتھ بھی اسی قسم کی کاروائی عمل میں لائی گئی ہے۔ ان آیات کا حوالہ بھی تسلیمہ نسرین جیسے لوگوں نے پیش کیا ہے۔ آپ نے مجھ سے پوچھا ہے کہ:

''میں کیوں ارون شوری کے ساتھ مباحثہ نہیں کرتا۔''

میں نے تسلیمہ نسرین کے موضوع پر مباحثہ کیا تھا۔ اس مباحثے کا بندوبست بمبئی یونین آف جرنلسٹ نے کیا تھا۔ پریس مباحثہ انھوں نے ترتیب دیا تھا...... اس کا بندوبست انھوں نے کیا تھا۔ جب میں نے انھیں بتایا کہ میں اس مباحثے کا ویڈیو ریکارڈ تیار کرنا چاہتا ہوں تو بمبئی یونین آف جرنلسٹ نے مجھے اس امر کی اجازت فراہم نہ کی اور آپ جانتے ہیں کہ اس مباحثے کا موضوع کیا تھا!

اس کا موضوع تھا کہ:

''کیا مذہبی بنیاد پرستی اظہار رائے کی آزادی کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔''

ذرا غور فرمائیں..... بات ہونی تھی اظہار رائے کی آزادی کے بارے میں...... لیکن ذرا ان کی منافقت ملاحظہ فرمائیں کہ انھوں نے مجھے اس بات چیت کو ٹیپ کرنے کی اجازت نہ دی...... کیوں؟

(تالیاں)

حالانکہ میں نے ان سے وعدہ بھی کیا تھا کہ میں آپ کو اس کیسٹ کی ایک کاپی بھی جائزے کے لیے پیش کر دوں گا۔ لیکن اس کے باوجود بھی انھوں نے مجھے مطلوبہ اجازت فراہم نہ کی۔ کافی دباؤ ڈالنے کے بعد بالآخر انھوں نے مطلوبہ اجازت فراہم کر دی

اور آپ جانتے ہیں کہ کیا وقوع پذیر ہوا؟ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے تمام تر لوگ اسلام کو قربانی کا بکرا نہیں بنانا چاہتے تھے...... وہ ذاکر کو قربانی کا بکرا نہیں بنانا چاہتے تھے...... اللہ تعالیٰ کی مدد سے...... الحمدللہ...... اس میں میری قابلیت کا کوئی دخل نہ تھا...... یہ اللہ تعالیٰ کا کرم تھا کہ مباحثہ انتہائی کامیاب رہا...... اتنا کامیاب......

(تالیاں)

اتنا کامیاب رہا کہ کسی ایک اخبار نے بھی اس کی رپورٹنگ نہ کی...... ایک اخبار نے بھی اس کی رپورٹنگ نہ کی......

(تالیاں)

کسی اخبار کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ اس کی کاروائی چھاپے......

(تالیاں)

اس مباحثے میں عیسائیوں کی نمائندگی پر یرا کر رہا تھا۔ جبکہ ہندوؤں کی نمائندگی ڈاکٹر ویدویاس کر رہا تھا...... اسلام کی نمائندگی کے لیے میں موجود تھا اور اس کے علاوہ مسٹر اشوک شاہین موجود تھا جس نے کتاب ''لجا'' کا ترجمہ میرٹھی زبان میں پیش کیا تھا۔

موضوع ''تسلیمہ نسرین'' تھا۔ اگر اس کی کیسٹ تیار نہ کی جاتی تو کون اس مباحثے سے آشنائی حاصل کرسکتا تھا؟ آج لاکھوں لوگ اس مباحثے کو اس کیسٹ کی بدولت نہ صرف بمبئی بلکہ تمام تر دنیا میں دیکھ چکے ہیں۔ اگر ایسی کارروائیاں ریکارڈ نہ کی جائیں تو کون ان سے باخبر ہوگا؟

اور ارون شوری کے دوسرے موضوع ''خواتین کے حقوق'' کے بارے میں تمام جوابات اس کیسٹ میں دیے گئے ہیں۔

اس کیسٹ کے دو حصّے ہیں۔

حصّہ اوّل: لیکچر پر مشتمل ہے۔

حصّہ دوم: اسلام میں ''خواتین کے حقوق...... جدیدیت کے معیار کے حامل یا فرسودہ؟''......

حصّہ دوم میں ان غلط فہمیوں کا بھی ازالہ کیا گیا ہے جو لوگوں بشمول ارون شوری اس موضوع کے بارے میں لوگوں کے ذہنوں میں موجود ہیں۔

(تالیاں)

جہاں تک ارون شوری کے ساتھ مباحثہ کرنے کا تعلّق ہے کہ:

''کیا میں اس کے ساتھ مباحثہ سرانجام دینا پسند کروں گا؟''

میں آپ سے پوچھنا چاہوں گا کہ:

''کیا وہ اس قابل ہے کہ اس کے ساتھ مباحثہ سرانجام دیا جائے؟''

میرا اپنا خیال یہ ہے کہ:

''وہ اس قابل نہیں ہے کہ اس کے ساتھ مباحثہ سرانجام دیا جائے۔''

لیکن اس کے باوجود بھی:

''اگر وہ مباحثہ کرنا چاہے تو وہ میدان میں آ سکتا ہے۔''

میں اسے خوش آمدید کہوں گا۔ لیکن یہ مباحثہ پبلک میں ہوگا...... عوام میں ہوگا۔

(تالیاں)

میں بند کمرے میں مباحثہ نہیں کروں گا بلکہ پبلک میں کروں گا اور اس کی لائیو ویڈیو ریکارڈنگ ہوگی اور وہ بھی پبلک میں...... کسی بند کمرے میں نہیں......

(تالیاں)

میرا خیال ہے اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

(تالیاں)

(ڈاکٹر محمد)

شکریہ...... بہت بہت شکریہ...... ہمیں افسوس ہے کہ انتظامیہ نے یہ باور کروایا ہے کہ آج کا پروگرام مزید جاری نہیں رہ سکتا لہٰذا ہمیں اب اس پروگرام کو بند کرنا ہے...... میں تمام حاضرین کا شکریہ ادا کرتا ہوں...... آپ تمام حضرات نے اس پروگرام کو دلچسپ بنانے میں کمال تعاون سرانجام دیا اور یہ پروگرام یہاں موجود ہر ایک فرد خواہ وہ مرد ہو یا عورت، سب کے لیے انتہائی دلچسپی کا باعث بنا رہا۔ وہ حضرات جو مزید سوالات پوچھنے کی تمنا رکھتے ہوں ان سے گزارش ہے کہ وہ اس سلسلے میں اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کے دفتر تشریف لائیں۔ ہر اتوار کو ہم وہاں پر ایک پروگرام ترتیب دیتے ہیں اور ہمارا یہ پروگرام باقاعدگی کے ساتھ جاری رہتا ہے۔ آپ اس پروگرام کی وساطت سے سوالات پوچھ سکتے ہیں...... آپ کو خوش آمدید کہا جائے گا۔

شکریہ...... السلام علیکم...... جزاک اللہ خیر...... مہربانی...... شکراً

اسلام..... ایک تعارف

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

ہم جناب صدر مسٹر جسٹس لکشمن جو میرے بائیں جانب تشریف فرما ہیں کی اجازت سے اپنے پروگرام کا آغاز کرتے ہیں۔

مسٹر جسٹس لکشمن...... خواتین و حضرات ہمارے اس اجلاس کا مقصد یہ ہے کہ اپنے ان غیر مسلم احباب کو جو یہاں پر موجود ہیں ایک موقع فراہم کریں کہ وہ اسلام کے بارے کچھ جان سکیں...... کچھ سمجھ سکیں...... اسلام سے متعارف ہو سکیں...... وہ اس شخص کی وساطت سے اسلام سے تعارف حاصل کریں گے جو اس موضوع پر مکمل دسترس رکھتا ہے تاکہ اسلام کے بارے میں غلط نظریات اور پھیلائے جانے والے تعصب کو زائل کرنا ممکن ہو۔ اس شام ہمارے مایہ ناز مقرر ڈاکٹر ذاکر نائک ہیں جو میرے دائیں جانب تشریف فرما ہیں۔ ڈاکٹر ذاکر نائک کا تعلق بمبئی سے ہے...... پیشے کے لحاظ سے وہ ایک ڈاکٹر ہیں۔ انھوں نے طب کے میدان میں تعلیم و تربیت حاصل کر رکھی ہے۔ لیکن گذشتہ کئی برسوں سے ڈاکٹر ذاکر نائک فن خطابت میں گراں قدر مہارت حاصل کر چکے ہیں۔ ان کے خطبات اسلام کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ انھوں نے اپنے آپ کو اس مقصد کے لیے انتہائی اہل ثابت کیا ہے اور ایک نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ انھوں نے دنیا بھر میں مختلف مقامات پر اپنے سامعین کو اپنے خطبات سے نوازا ہے اور ان کی ٹیپیں...... گفتگو...... لیکچر کی کیسٹوں کو ازحد سراہا اور پسند کیا جاتا ہے اور ان کی طلب میں روز بہ روز گراں قدر اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ان میں سے کچھ یہاں بھی دستیاب ہیں۔ آپ ان کو حاصل کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر ذاکر نائک اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن بمبئی کے بانی ہیں...... ایک ایسا ادارہ جو اسلام کے نور کی روشنی...... اسلام کے علم کی روشنی پھیلانے میں روبہ عمل ہے۔ اس روشنی سے نہ صرف غیر مسلموں کو منور کیا جا رہا ہے بلکہ مسلمانوں کے ایمان کو بھی مزید تقویت پہنچائی جا رہی ہے۔ اس عمل درآمد کی بدولت اسلام کے خلاف پھیلائے گئے ناجائز تعصب کے خاتمے کے علاوہ غلط نظریات اور ناجائز پراپیگنڈے کو بھی زائل کرنے میں معاونت حاصل ہوتی ہے اور مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان استوار ہم آہنگی بھی کسی نقصان

سے دوچار نہیں ہوتی۔ آج شام کا پروگرام درج ذیل امور پر مبنی ہوگا۔

- پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوگا۔ یہ سعادت ماسٹر قابیل عبداللہ حاصل کریں گے۔
- تلاوت قرآن پاک کے بعد ہمارے عزت مآب صدر خطاب فرمائیں گے...... مسٹر جسٹس لکشمن۔
- صدر کے خطاب کے بعد ہمارے بھائی محمد عبدل علی اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔
- اس کے بعد ہمارے آج کے مقرر ڈاکٹر ذاکر نائک اپنا خطاب پیش کریں گے۔ اس اجلاس کے منتظمین کی خواہش کے مطابق میں اس اجلاس کے قوانین آپ کے گوش گزار کروں گا۔
- اب جناب صدر کی اجازت کے تحت میں ماسٹر قابیل عبداللہ سے درخواست کروں گا کہ وہ تلاوت قرآن پاک سے ہمارے دلوں کو گرمائیں۔
- اب میں عزت مآب مسٹر جسٹس لکشمن...... مدراس ہائی کورٹ سے درخواست کروں گا کہ وہ ہمیں اپنے خطاب سے نوازیں۔
- جناب عزت مآب نواب محمد عبدل علی، ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائک...... صدر اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن بمبئی مسٹر محمد عبداللہ بادشاہ، مسٹر نظام۔ اے۔ ایس...... میرے عزیز دوست۔ مسٹر فیض الرحمان اور دیگر معززین...... خواتین و حضرات......
- سب سے پہلے میں اس فاؤنڈیشن کے منتظمین کا شکریہ ادا کروں گا جن کی مہربانی اور نوازش کے طفیل اس وقت آپ حضرات کے درمیان موجود ہوں اور اس شام کی تقریب کی صدارت کے فرائض سرانجام دے رہا ہوں۔ ہمارا ہندوستانی آئین ہمیں یہ باور کرواتا ہے کہ نوعیت کے اعتبار سے ہم ایک سیکولر (لادینی) ریاست ہیں...... لفظ ''سیکولر'' 42 ویں ترمیم کے ذریعے ہمارے آئین میں متعارف کروایا گیا تھا جو 3 جنوری 1997ء سے لاگو ہوئی تھی۔ ہمارے سیکولرازم سے ہمیشہ یہی مراد لی جاتی رہی ہے کہ ہم تمام مذاہب کی مساوی تعظیم کرتے

ہیں۔ ہندوستانی آئین اس امر کی بھی ضمانت مہیا کرتا ہے کہ مذہب کے نام پر کسی بھی شہری کو نشانہ نہ بنایا جائے گا۔ آئین کی دفعہ 30 کے تحت اقلیتوں کے مذہبی حقوق بھی تسلیم کیے گئے ہیں۔ شہری کو اپنے مذہب کے پراپیگنڈے کے حقوق بھی دیے گئے ہیں ...... وہ اپنے مذہب کی تشہیر سرانجام دے سکتے ہیں...... یہ حقوق آئین کی دفعہ 25 کے تحت عطا کیے گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا آئین مذہبی مساوات ...... استحکام اور اتحاد پر یقین رکھتا ہے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ اس قسم کے اجلاس جو ہم آج منعقد کر رہے ہیں۔ مختلف مذاہب کے حامل افراد کے درمیان ہم آہنگی ...... تعظیم باہمی اور اتفاق و اتحاد بڑھانے میں انتہائی معاون ثابت ہوں گے اور یہ امر اس عظیم قوم کے عظیم مفاد کے عین مطابق ہوگا۔ بیشتر اس کے کہ میں اپنے خطاب کی جانب بڑھوں میں ایک مرتبہ پھر اس فاؤنڈیشن کے منتظمین کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جن کی نظر کرم کی بدولت میں اس وقت آپ کے درمیان میں موجود ہوں۔ جب میں میسور میں تھا...... مجھے عزت مآب نواب محمد عبدل علی نے اس تقریب کا مہمان خصوصی بننے کی پیشکش کی۔ وہ میرے بہترین دوست ہیں۔ انھوں نے مجھے بتایا کہ:

"ہمارے ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائک "اسلام...... ایک تعارف اور عالمی بھائی چارہ" کے موضوع پر خطاب فرمائیں گے۔"

میں نے انھیں بتایا کہ اس صبح 8 بجے میں کسی اور تقریب میں مدعو ہوں۔ لہٰذا میں "اسلام...... ایک تعارف اور عالمی بھائی چارہ" کے موضوع پر خطاب سننے کے اعزاز سے محروم رہوں گا...... براہ مہربانی میری جانب سے ڈاکٹر ذاکر نائک اور میرے دوست فیض الرحمٰن اور محمد عبدل علی سے معذرت کر دیجئے کہ میں اس تقریب کے خاتمے تک تقریب میں نہ ٹھہر پاؤں گا۔ بہرکیف میں نے ڈاکٹر ذاکر نائک سے درخواست کی اور مجھے بتایا گیا کہ وہ بہترین اور عمدہ ترین مقررین میں سے ایک مقرر ہیں...... وہ اسلام کے بارے میں اپنے خطبات پیش کرتے ہیں اور وہ "اسلام...... ایک تعارف اور عالمی بھائی چارہ" کے موضوع پر اپنا خطاب پیش کریں گے۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ مجھے اس

خطاب کی ایک آڈیو کیسٹ فراہم کر دیں تا کہ میں ان کا خطاب سن سکوں اور اس پر اپنی رائے کا اظہار کر سکوں...... ان چند الفاظ کے ساتھ میں منتظمین کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے مجھے یہ سعادت بخشی اور ان حضرات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو یہاں اس تقریب اس شام میں موجود ہیں اور اس شام کی تقریب سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ آپ تمام حضرات کا شکریہ۔

- ہم عزت مآب جسٹس لکشمنن کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انھوں نے ہمیں اپنے خیالات سے نوازا۔
- انتظامیہ کی جانب سے میں اپنے مسلمان دوستوں اور احباب سے یہ درخواست کروں گا کہ براہ مہربانی وہ تعاون کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمارے غیر مسلم دوستوں اور مہمانوں کے لیے جگہ فراہم کریں تا کہ وہ اطمینان سے اپنی اپنی نشست سنبھال سکیں۔ یہ سیمینار بالخصوص انھی احباب کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔ لہٰذا ان احباب کو نشستیں فراہم کیجیے تا کہ وہ اطمینان اور سکون کے ساتھ بیٹھ سکیں...... بہت بہت شکریہ۔
- آج کے شام کے اجلاس کا مقصد مذہبی باہمی سوجھ بوجھ کو فروغ دینا ہے۔ ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں پر مختلف اقسام اور مختلف مذاہب کے حامل لوگ آباد ہیں اور ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم نہ صرف ایک دوسرے کو سمجھیں بلکہ ایک دوسرے کے مذہب سے بھی تعارف حاصل کریں۔ آج شام کے اجلاس کو منعقد کرنے کا بھی یہی مقصد ہے کہ ہمارے غیر مسلم احباب...... یا ان میں سے کچھ احباب یہ جان سکیں...... یہ سمجھ سکیں کہ مسلمانوں کا صحیح عقیدہ کیا ہے اور وہ کن عقائد پر یقین رکھتے ہیں۔ ہمارے معزز مقرر ڈاکٹر ذاکر نائیک کچھ ہی دیر بعد آپ سے مخاطب ہوں گے۔ وہ ''اسلام...... ایک تعارف اور عالمی بھائی چارہ'' کے موضوع پر اظہار خیال فرمائیں گے۔ ان کے خطاب کے بعد سوال جواب کا اجلاس شروع ہو گا۔ سوال جواب کے اس اجلاس کو بالخصوص غیر مسلم احباب کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔ اپنے مسلمان احباب سے میں اس سلسلے میں معذرت خواہ ہوں...... یہ محض وقت کی قلت کے باعث ہے...... میرے مسلمان

احباب کو ماضی میں اس قسم کے مواقع میسر آ چکے ہیں..... اس وقت جبکہ ماضی میں ڈاکٹر ذاکر نائک یہاں تشریف لائے تھے اور اگر خدا کو منظور ہوا تو آپ کو دوبارہ بھی اس قسم کے مواقع میسر آتے رہیں گے جبکہ ڈاکٹر ذاکر نائک دوبارہ یہاں تشریف لائیں گے۔ لیکن اس شام کی تقریب میں سوال جواب کا سلسلہ غیر مسلم احباب کے لیے مخصوص ہوگا تاکہ وہ بھی اسلام کے بارے کچھ نہ کچھ جان سکیں اور اپنے ذہنوں میں ابھرنے والے سوالات کے معقول جوابات پا سکیں..... ان کو آزادی حاصل ہوگی کہ وہ اپنے ذہن میں گردش کرنے والے سوالات آزادانہ طور پر پوچھ سکیں گے۔

✿ ان الفاظ کے ساتھ ہی میں اب ڈاکٹر ذاکر نائک ۔سے درخواست کروں گا کہ وہ ہمیں اپنے خطاب سے نوازیں جس کا عنوان ہے:

''اسلام..... ایک تعارف اور عالمی بھائی چارہ۔''

(ڈاکٹر ذاکر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزت مآب مسٹر جسٹس لکشمنن ..... نواب محمد علی..... بھائی فیاض..... میرے عزیز بزرگو..... اور میرے پیارے بھائیو اور بہنو..... میں آپ کی سلامتی کی دعا کے ساتھ آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں..... اسلامی دعا..... السلام علیکم..... آپ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی..... رحمت اور مہربانی ہو۔

✿ آج شام کی اس تقریب کے خطاب کا عنوان ہے:

''اسلام..... ایک تعارف اور عالمی بھائی چارہ۔''

لفظ اسلام..... لفظ سلام سے نکلا ہے جس کا مطلب ہے..... سلامتی..... اسلام کا یہ مطلب بھی ہے کہ اپنی خواہش کو اللہ تعالیٰ کی خواہش کے تابع کرنا..... اور جو کوئی بھی اپنی خواہش کو اللہ تعالیٰ کی خواہش کے تابع کرتا ہے/کرتی ہے..... وہ مسلمان کہلاتا ہے۔ بہت سے احباب اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اسلام ایک نیا دین ہے جس کے بانی پیغمبر اسلام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ درحقیقت اسلام ایک قدیم مذہب ہے..... مذہب اس وقت سے رائج ہے جبکہ پہلے انسان نے زمین پر قدم رکھا تھا۔ پیغمبر اسل

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مذہب ''اسلام'' کے بانی نہیں ہیں۔

درحقیقت قرآن سورۃ فاطر...... سورۃ نمبر 35...... آیت نمبر 24 میں فرماتا ہے کہ:

''اے محبوب بے شک ہم نے تمھیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا
اور ڈر سناتا اور جو کوئی گروہ تھا سب میں ایک ڈر سنانے والا گزر چکا اور
اگر یہ تمھیں جھٹلائیں تو ان سے اگلے بھی جھٹلا چکے ہیں۔ ان کے پاس
ان کے رسول آئے روشن دلیلیں اور صحیفے اور چمکتی کتاب لے کر۔''

اس سورۃ میں قرآن یہ فرماتا ہے کہ کوئی ایسی قوم یا قبیلہ نہیں ہے..... کوئی ایسی قوم یا لوگ نہیں ہیں جن کی طرف کوئی پیغمبر یا رسول نہ بھیجا گیا ہو۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

''ہر ایک قوم اور ہر ایک لوگوں کے پاس کیا ہم نے پیغمبر یا رسول
نہیں بھیجے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی تمام اقوام کی طرف اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اور رسول بھیجے لیکن اللہ تعالیٰ نے محض 25 پیغمبروں کا ذکر پاک قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام...... حضرت نوح علیہ السلام...... حضرت موسیٰ علیہ السلام...... حضرت ابراہیم علیہ السلام...... حضرت اسحٰق علیہ السلام...... حضرت اسماعیل علیہ السلام...... حضرت داؤد علیہ السلام...... حضرت سلیمان علیہ السلام...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام...... حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم...... محض 25 پیغمبروں کا ذکر ان کے ناموں کے تحت قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔ لیکن ہمارے پیارے آقا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ کے مطابق ...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''کم وبیش 1,24,000 پیغمبر زمین پر بھیجے گئے تھے۔''

ان میں سے محض 25 پیغمبروں کا ذکر ان کے ناموں کے تحت قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔ لیکن وہ تمام تر پیغمبر جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھیجے گئے تھے...... وہ محض اپنی اپنی امتوں کی جانب بھیجے گئے تھے اور ان کی تعلیمات مخصوص مدت کے دورانیے پر محیط ہوتی تھیں...... ان کی تعلیمات ایک خاص مدت تک کے لیے ہوتی تھیں...... وہ اپنی امت اور اپنے دور کے پیغمبر ہوتے تھے۔ لیکن سورۃ احزاب...... سورۃ نمبر 33 آیت

نمبر 40 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔''

قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی آخرالزماں ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محض مسلمانوں یا عربوں کے لیے نہیں بھیجا گیا تھا۔''

لیکن سورۃ انبیاء...... سورۃ نمبر 21...... آیت نمبر 107 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

''اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لیے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا۔ تمام انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا۔ سورۃ سبا...... سورۃ نمبر 34...... آیت نمبر 28 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

''اور اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے۔ خوش خبری دیتا اور ڈر سناتا۔ لیکن بہت لوگ نہیں جانتے اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جتنے بھی پیغمبر تشریف لائے۔ وہ اپنی اپنی امت کے لیے تھے...... ان کا پیغام ایک خاص مدت تک کے لیے تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام جہانوں اور تمام انسانیت کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا۔

بہت سے غیر مسلم اسلام کو ایک اور نام سے یاد کرتے ہیں...... اور وہ لفظ محمڈن ازم استعمال کرتے ہیں...... وہ یہ لفظ اسلام کے لیے استعمال کرتے ہیں اور وہ مسلمانوں کو محمڈن کہہ کر مخاطب کرتے ہیں...... اسلام اور محمڈن ایک ہی چیز کے دو نام نہیں ہیں...... مذہب اسلام محمڈن ازم نہیں ہے کیونکہ یہ وہ مذہب نہیں تھا جس کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے تھے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ زمانہ قدیم سے موجود تھا۔ پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے پیغمبر نہ تھے بلکہ آخری

پیغمبر تھے...... نبی آخرالزماں تھے اور لفظ محمڈن کا مطلب ہے ایک ایسا شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوجتا ہے...... ہم مسلمان...... ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہائی عزت و احترام کرتے ہیں لیکن اس روئے زمین پر ایک بھی مسلمان ایسا نہیں ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوجا کرتا ہو۔ اسلام میں اس امر کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ لہٰذا لفظ محمڈن ایک غلط اصطلاح ہے۔ اس مذہب کے لیے صحیح اور درست لفظ ''اسلام'' ہے اور وہ لوگ جو مذہب اسلام کے پیروکار ہیں وہ مسلمان کہلاتے ہیں۔ مسلمان کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص/ فرد جو اپنے آپ کو خدا کے تابع کر دیتا ہے...... ہم اپنے اللہ کی عبادت کرتے ہیں...... اپنے اللہ کو پوجتے ہیں اور اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کرتے...... کسی کو نہیں پوجتے۔ اس روئے زمین پر کئی ایک صحیفے اور الہامی کتب نازل فرمائی گئیں...... ان میں سے چار کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے:

1- تورات

2- زبور

3- انجیل

4- فرقان

فرقان کا مطلب ہے قرآن پاک۔

- تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی گئی۔
- زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل فرمائی گئی۔
- انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمائی گئی۔
- فرقان (قرآن پاک) آخری کتاب ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی گئی جو کہ نبی آخرالزماں ہیں۔ وہ تمام جہانوں اور تمام انسانیت کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

قرآن یہ بھی فرماتا ہے کہ کئی ایک صحیفے بھی نازل کیے گئے تھے۔ تمام تر الہامی کتب اور صحیفے جو قرآن پاک سے قبل نازل فرمائے گئے تھے وہ خاص خاص امتوں کے لیے مخصوص تھے اور ایک خاص وقت تک کے لیے کارآمد تھے۔ لیکن قرآن پاک...... اس کی سورۃ ابراہیم...... سورۃ نمبر 14...... آیت نمبر 52 میں ارشاد مبارک ہے کہ:

”یہ لوگوں کو حکم پہنچانا ہے اور اس لیے کہ وہ اس سے ڈرائے جائیں
اور اس لیے کہ وہ جان لیں کہ وہ ایک ہی معبود ہے اور اس لیے کہ
عقل والے نصیحت مانیں۔“

یہ پیغام تمام تر انسانیت کے لیے پیغام ہے۔

سورۃ البقرہ...... سورۃ نمبر 2 آیت نمبر 185 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

”رمضان کا مہینہ جس میں قرآن پاک اترا۔ لوگوں کے لیے ہدایت
اور رہنمائی اور فیصلہ کی روشن باتیں۔“

سورۃ زمر...... سورۃ نمبر 39...... آیت نمبر 41 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

”بے شک ہم نے تم پر (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) یہ کتاب
لوگوں کی ہدایت کو حق کے ساتھ اتاری تو جس نے راہ پائی اپنے بھلے
کو اور جو بہکا اپنے ہی برے کو بہکا۔“

قرآن پاک یہ نہیں کہتا کہ محض مسلمانوں کی ہدایت کے لیے یا عربوں کی ہدایت کے لیے بلکہ قرآن یہ کہتا ہے کہ...... یہ ہدایت تمام انسانیت کے لیے ہے...... قرآن پاک تمام انسانیت کے لیے ہدایت لے کر نازل ہوا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ لیکن بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ تسلیم نہیں کرتے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔

سورۃ النساء...... سورۃ نمبر 4 آیت نمبر 82 میں قرآن فرماتا ہے:

”تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں اور اگر وہ غیر خدا کے پاس سے
ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے۔“

اور میں نے بمبئی میں اس موضوع پر بھی خطاب کیا تھا کہ:

”کیا قرآن پاک کلام الٰہی ہے۔“

اور یہ خطاب اس ہال کے باہر سیل سنٹر پر قیمتاً دستیاب ہے۔ اس خطاب میں میں نے مسلمانوں اور غیر مسلموں پر یہ ثابت کیا تھا کہ قرآن پاک کلام الٰہی ہے حتیٰ کہ ایک ملحد پر بھی میں نے سائینٹیفک انداز میں یہ ثابت کیا تھا کہ قرآن پاک کلام الٰہی ہے۔ لیکن چونکہ ملحد اللہ تعالیٰ پر یقین نہیں رکھتے تو وہ کس طرح یہ تسلیم کریں گے کہ قرآن پاک کلام الٰہی ہے...... کیونکہ وہ اس کتاب کو نازل کرنے والی ذات پر ہی یقین نہیں رکھتے تو اس کی کتاب

پر کیسے یقین رکھیں گے۔ عام حالات میں جب کبھی بھی کوئی ملحد میرے پاس آتا ہے اور مجھے بتاتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ پر یقین نہیں رکھتا تو پہلا کام جو میں کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں اسے مبارکباد دیتا ہوں ..... میں ایک ملحد کو مبارکباد دیتا ہوں..... آپ جانتے ہیں کہ کیوں؟..... کیونکہ وہ دیگر لوگوں کی طرح نہیں سوچ رہا ہوتا۔ عیسائی..... بہت سے عیسائی..... اس لیے عیسائی ہیں کہ ان کے والدین عیسائی تھے..... وہ ایک مسلمان ہے..... کیونکہ اس کا باپ ایک مسلمان تھا..... وہ ایک ہندو ہے..... کیونکہ اس کا باپ ایک ہندو تھا..... وہ اندھا دھند اپنے باپ کے مذہب سے چمٹے ہوئے ہیں..... یہ ملحد سوچ رہا ہے..... وہ کیا سوچتا ہے..... وہ سوچتا ہے..... کہ اس کے باپ نے اسے جس تصور خدا سے نوازا تھا وہ درست نہیں ہے۔ لہٰذا وہ خدا پر یقین نہیں رکھتا..... میں اسے مبارکباد دیتا ہوں کہ اس نے اسلامی عقیدے کا پہلا حصّہ کہا ہے..... اسلامی شہادت کا پہلا حصّہ ہے:

''لا الٰہ''

یعنی کوئی اللہ نہیں ہے۔ وہ اسلامی شہادت کے پہلے حصّے سے متفق ہوا ہے جو کہتا ہے کہ:

''لا الٰہ''

کہ کوئی اللہ نہیں ہے۔ اب میرا کام یہ ہے کہ اس کو دوسرے حصّے کی جانب بھی مائل کروں کہ:

''الا اللہ''

لیکن اللہ

اسلامی کلمہ یہ ہے کہ:

لا الٰہ الا اللہ..... محمد الرسول اللہ

کہ:

''کوئی خدا نہیں ماسوائے اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں۔''

چونکہ ملحد اس کلمے کا پہلا حصّہ کہہ چکا ہوتا ہے لہٰذا میں اسے مبارکباد دیتا ہوں اب یہ میرا کام ہے کہ اسے دوسرے حصّے کو کہنے پر بھی آمادہ کروں..... جو کہ اللہ تعالیٰ کے بارے

میں ہے جو کہ انشاء اللہ میں سرانجام دوں گا۔ جب آپ کسی ایسے شخص سے یہ پوچھتے ہیں جو کہ خدا پر یقین نہ رکھتا ہو کہ اگر کوئی چیز..... ایک مشین اس کے سامنے لائی جاتی ہے جسے اس روئے زمین پر بسنے والے کسی شخص نے اس سے پہلے نہ دیکھا ہو...... یہ ایسی مشین جس کو لوگ اس سے پیشتر شناخت نہ کرتے ہوں...... جسے دنیا کے کسی باسی نے اس سے پہلے نہ دیکھا ہو وہ اس کے سامنے لائی جائے اور اگر وہ یہ پوچھے کہ:

''وہ کون سا پہلا شخص ہوگا جو اس مشین کی کارکردگی کے بارے میں بتا سکے گا؟''

تو اس کے جواب میں ایک ملحد کیا کہے گا۔ کچھ ملحد کہیں گے کہ:

''اس کے تیار کنندگان آپ کو بتا سکیں گے۔''

کچھ ملحد یہ کہیں گے کہ:

''اس مشین کو مہیا کرنے والے آپ کو بتا سکیں گے۔''

کچھ ملحد یہ کہیں گے کہ:

''اس کو بنانے والے آپ کو بتا سکیں گے۔''

وہ جو کچھ بھی کہیں آپ اسے اپنے ذہن میں رکھیں...... یہ تقریباً ملتا جلتا ہی ہوگا۔ وہ پہلا شخص جو آپ کو اس مشین کی کارکردگی کے بارے میں بتا سکے گا جس کو آپ نے اس سے پیشتر کبھی نہیں دیکھا...... وہ اس مشین کو تخلیق کرنے والا...... یا اس کو بنانے والا...... اس کو تیار کرنے والا ہوگا۔ یہ سب کچھ بھی ملتا جلتا ہوگا۔ اگر آپ ایک ملحد سے یہ سوال کریں کہ کون یقین رکھتا ہے کہ سائنس اساسی ہے کہ...... ہماری دنیا کیسے وجود میں آئی۔ وہ آپ کو بتائے گا کہ:

''بگ بینگ تھیوری کے تحت...... پہلے تمام کائنات بنیادی طور پر ستاروں کا جھرمٹ تھی...... مابعد ثانوی علیحدگی عمل میں آئی جس کے تحت کہکشاں، سیارے...... سورج...... چاند اور زمین جس پر ہم رہتے ہیں وجود میں آئی۔ قصہ مختصر یہ کہ یہ تھیوری بگ بینگ تھیوری کہلاتی ہے۔''

یہی پیغام قرآن پاک میں سورۃ الانبیاء میں دیا گیا ہے۔ ارشاد مبارک ہے کہ:

(سورۃ نمبر 21...... آیت نمبر 30)

''کیا کافروں نے یہ خیال نہ کیا کہ آسمان اور زمین بند تھے تو ہم نے انھیں کھولا اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی۔''

لہٰذا آپ جب کسی ملحد سے پوچھیں کہ:

''یہ بگ بینگ تھیوری کس نے رقم کی جو کل کی پیداوار ہے...... قرآن نے 1400 برس قبل فرما دیا تھا۔''

وہ کہہ سکتا ہے کہ:

''یہ ایک اندازہ ہے۔''

ممکن ہے کسی نے اندازہ لگایا ہو اور یا کسی دانشور شخص نے تحریر کیا ہو...... کوئی مسئلہ نہیں...... آج کل سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ:

''یہ کائنات ابتداء میں گیس کی صورت میں تھی۔''

سورۃ حٰم السجدہ...... سورۃ نمبر 41...... آیت نمبر 11 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

''پھر آسمان کی طرف قصد فرمایا اور وہ دھواں تھا تو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں حاضر ہوں خوشی سے چاہے ناخوشی سے۔ دونوں نے عرض کی کہ ہم رغبت کے ساتھ حاضر ہوئے تو انھیں پورے سات آسمان کر دیا دو دن میں......''

ملحد کہے گا کہ:

''ٹھیک ہے...... کسی نے اندازہ لگایا ہوگا۔''

کوئی مسئلہ نہیں۔

آپ ملحد سے پوچھ سکتے ہیں کہ:

''ہماری زمین کی شکل کیسی ہے؟''

وہ آپ کو بتائے گا کہ:

''ہماری زمین گول ہے۔''

اگر آپ اس سے پوچھیں کہ تمھیں کب معلوم ہوا کہ زمین کی شکل گول ہے! وہ آپ کو بتائے گا کہ 50 برس قبل...... یا 100 برس قبل وغیرہ۔ وغیرہ...... مطلب ہے کہ کل

کی سائنس کے ذریعے...... 50 برس کا مطلب ہے کہ کل کی سائنس...... اس سے دریافت کریں کہ اس بارے میں انکشاف کرنے والا پہلا شخص کون تھا؟ اگر سائنس کے بارے میں اس کی معلومات بہتر ہوئیں تو وہ آپ کو بتا دے گا کہ:

"پہلا شخص جس نے یہ انکشاف کیا تھا کہ زمین گول ہے...... اس کا نام سرفرانسس ڈریک تھا...... اس نے 1597ء میں یہ انکشاف کیا تھا جبکہ اس نے زمین کے اردگرد بحری سفر سرانجام دیتے ہوئے یہ ثابت کیا تھا کہ یہ گول شکل کی حامل ہے۔"

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

"اللہ نے آسمان اور زمین حق بنائے۔ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے۔"

رات کو دن پر لپیٹنا اور دن کو رات پر لپیٹنا یہ عمل اسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے جبکہ زمین کی شکل گول ہو...... اگر زمین کی شکل ہموار ہوتب یہ عمل ممکن نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا قرآن پاک نے 1400 برس قبل انکشاف فرما دیا تھا کہ زمین کی شکل گول ہے۔ سورۃ نازعات...... سورۃ نمبر 79...... آیت نمبر 30 میں قرآن پاک مزید ارشاد فرماتا ہے کہ: جس کا مطلب ہے انڈا۔ لہٰذا اگر آپ ایک ملحد سے پوچھیں کہ:

"1400 برس بیشتر جو فرمایا گیا ہے کہ زمین گول ہے یہ کس نے فرمایا...... جس کا انکشاف ہم نے محض تین چار سو برس قبل کیا۔"

وہ ملحد آپ کو یہ جواب دے گا کہ:

"ہوسکتا ہے آپ کے پیغمبر نے فرمایا ہو...... وہ ایک دانش ور ہستی تھی...... انھوں نے یہ تحریر کر دیا ہو۔"

آپ اس سے بحث مت کریں بلکہ اپنا کام جاری رکھیں۔ پہلے ہم یہ خیال کرتے تھے کہ چاند کی روشنی اس کی اپنی روشنی ہے...... حال ہی میں یہ انکشاف ہوا ہے کہ چاند کی روشنی سورج سے مستعار لی گئی ہے۔

سورۃ فرقان...... سورۃ نمبر 25...... آیت نمبر 61 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

"بڑی برکت والا ہے وہ جس نے آسمان میں برج بنائے اور ان

میں چراغ رکھا اور چمکتا چاند......"

لٰہذا قرآن یہ فرماتا ہے کہ:

"سورج کی روشنی اس کی اپنی روشنی ہے لیکن چاند کی روشنی اس کی اپنی روشنی نہیں ہے۔"

چاند کی روشنی کو "منیر" یا "نور" فرمایا گیا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ مستعار لی گئی روشنی... یا روشنی کا عکس...... سورج کی روشنی کو "سراج" یا "وہاج" فرمایا گیا ہے...... جس کا مطلب ہے کہ اس کی اپنی روشنی یا جلتا ہوا چراغ...... چاند کی روشنی کو ہمیشہ "منیر" یا "نور" سے تعبیر کیا جاتا ہے...... اندازہ کریں سائنس نے ابھی کل انکشاف کیا ہے...... محض 50 برس پہلے...... 100 برس پہلے...... اور قرآن پاک نے اس کے بارے میں 1400 برس قبل فرما دیا تھا۔ جب میں اسکول کا طالب علم تھا تب میں یہ پڑھا کرتا تھا کہ:

"سورج ساکت ہے...... یہ اپنے محور کے گرد نہیں گھومتا...... جبکہ چاند اور زمین یہ اپنے محور کے گرد گھومتے ہیں۔"

لیکن قرآن پاک میں ایک آیت مبارک موجود ہے...... سورۃ الانبیاء...... سورۃ نمبر 21...... آیت نمبر 33 میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ:

"اور وہی ہے جس نے بنائے رات اور دن اور سورج اور چاند ہر ایک ایک گھیرے میں پیر رہا ہے۔"

لٰہذا قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

"سورج اور چاند گھومنے کے علاوہ اپنے محور کے گرد بھی چکر لگاتے ہیں۔"

بعد میں جب میں نے اپنے اسکول کی تعلیم ختم کر لی تو ہم پر یہ انکشاف ہوا کہ سائنس نے یہ دریافت کیا ہے کہ:

"سورج اپنے محور کے گرد گھومتا ہے۔"

اور یہی قرآن پاک میں 1400 برس قبل فرما دیا گیا تھا...... یہ فرمان مبارک کس کا تھا؟ اب ملحد یہ کہتے ہوئے ہچکچائے گا کہ:

"یہ ایک قیاس آرائی ہے...... یا یہ محض اتفاق ہے۔"

قرآن ''واٹر سائیکل'' کے بارے میں بھی ارشاد فرماتا ہے۔ یہ فرمان مبارک

سورۃ زمر......سورۃ نمبر39......آیت نمبر 21

سورۃ روم......سورۃ نمبر30......آیت نمبر24

سورۃ مومنون......سورۃ نمبر23......آیت نمبر18

سورۃ حجر......سورۃ نمبر15......آیت نمبر22

میں موجود ہے۔

- ''کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس سے زمین میں چشمے بنائے۔'' (سورۃ زمر......آیت نمبر21)
- ''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمھیں بجلی دکھاتا ہے ڈراتی اور امید دلاتی اور آسمان سے پانی اتارتا ہے تو اس سے زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے......'' (سورۃ روم......آیت نمبر24)
- ''اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا ایک اندازہ پر اور پھر اسے زمین میں ٹھہرایا اور بے شک ہم اس کے لے جانے پر قادر ہیں......'' (سورۃ مومنون......آیت نمبر18)
- ''اور ہم نے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر وہ تمھیں پینے کو دیا اور تم کچھ اس کے خزانچی نہیں......'' (سورۃ حجر......آیت نمبر22)

قرآن پاک میں کئی ایک مقامات پر اللہ تعالیٰ پانی کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے اور تفصیل کے ساتھ ارشاد فرماتا ہے کہ پانی کس طرح بخارات میں تبدیل ہوتا ہے؟ یہ کس طرح بادلوں کی شکل اختیار کرتا ہے؟ بادل کس طرح سفر طے کرتے ہیں اور کس طرح یہ بارش بن کر نیچے گرتے ہیں؟ اور واپس سمندروں میں چلے جاتے ہیں؟ قرآن پاک میں پانی کے بارے میں تفصیل کے ساتھ ارشاد فرمایا گیا ہے جس کی دریافت ہماری دنیا میں ابھی کل کی بات ہے۔ پہلے ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ پانی کی دو اقسام ہوتی ہیں...... نمکین پانی (کھارا پانی)...... اور میٹھا پانی...... قرآن پاک نے ہمیں سورۃ فرقان......سورۃ نمبر25...... آیت نمبر53 میں بتایا کہ:

''اور وہی ہے جس نے ملے ہوئے رواں کیے دو سمندر یہ میٹھا ہے نہایت شیریں اور یہ کھاری ہے نہایت تلخ اور ان کے بیچ پردہ رکھا اور

روکی ہوئی آڑ۔"

یہی پیغام مبارک سورۃ رحمٰن میں بھی دہرایا گیا...... سورۃ نمبر 55...... آیت نمبر 19 اور 20 کہ:

"اس نے دو سمندر بہائے کہ دیکھنے میں معلوم ہوں ملے ہوئے اور ہے ان میں روک کہ ایک دوسرے پر بڑھ نہیں سکتا۔"

آج سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ کھارا پانی اور میٹھا پانی...... اگرچہ ان دونوں کو ملا دیا جائے لیکن یہ آپس میں نہیں ملتے اور قرآن پاک نے یہی چیز 1400 برس قبل بیان فرما دی تھی۔ تب آپ ملحد سے پوچھیں گے کہ:

"یہ کس نے تحریر کیا؟"

وہ یہ کہتے ہوئے ہچکچائے گا کہ:

"یہ محض اندازہ ہے۔"

قرآن علم حیات کے بارے میں بھی ارشاد فرماتا ہے۔

سورۃ الانبیاء...... سورۃ نمبر 21...... آیت نمبر 30 میں ارشاد مبارک ہے کہ:

"......اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی تو کیا وہ ایمان لائیں گے۔"

کیا آپ یہ سوچ سکتے ہیں کہ عرب کے ریگستانوں میں جہاں پر پانی کی شدید قلت ہے اور قرآن فرماتا ہے کہ:

"...... اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی تو کیا وہ ایمان لائیں گے۔"

کون اس کہانی پر یقین کرے گا۔ جہاں پر پانی کی ازحد قلت تھی۔ قرآن فرماتا ہے کہ:

"......اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی......"

آج ہم پر یہ انکشاف ہوا ہے کہ سیل کی بنیادی اکائی...... 80 فیصد پانی پر مشتمل ہے۔ ہر ایک جاندار چیز 50 فیصد سے 90 فیصد پانی کی حامل ہوتی ہے۔ قرآن فرماتا ہے کہ:

"جنس کے اعتبار سے نر اور مادہ تخلیق کیے گئے۔"

اور ہم پر یہ انکشاف آج ہوا ہے۔
قرآن پاک علم حیوانیات کے بارے میں فرماتا ہے...... پرندوں کے طرز زندگی کے بارے میں فرماتا ہے...... حشرات الارض کے طرز زندگی کے بارے میں فرماتا ہے...... اور ہم پر یہ انکشافات آج ہو رہے ہیں۔ قرآن پاک شہد کی افادیت کے بارے میں فرماتا ہے...... کہ اس میں شفا ہے اور ہم پر آج انکشاف ہو رہا ہے کہ شہد میں شفا ہے۔ قرآن ہمیں جنین کے بارے میں بتاتا ہے...... رحم مادر میں انسان کی تکمیل کے مختلف مراحل کے بارے میں فرماتا ہے...... جن کا انکشاف آج ہو رہا ہے۔ قرآن پاک ہمیں علم توالد و تناسل کے بارے میں بتاتا ہے...... اگر آپ ملحد سے دریافت کریں کہ:

''یہ سب کچھ کس نے تحریر کیا ہے؟''

تب وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ:

''...... یہ محض اتفاقیہ ہے۔''

لہٰذا یقیناً محض ایک ہی جواب باقی رہ جاتا ہے...... پہلا جواب...... جو اس نے مشین کے بارے میں دیا تھا۔

''کائنات کی کارکردگی کے بارے میں کون بتا سکتا ہے؟''

''اس کا خالق...... اس کو بنانے والا...... اس کو مہیا کرنے والا......؟''

آپ اسے کسی بھی نام سے پکار سکتے ہیں لیکن ایک ''خالق'' موجود ہے جس کو اللہ کے نام سے پکارا جاتا ہے...... اللہ تعالیٰ۔

آپ کیسے ثابت کر سکتے ہیں کہ قرآن پاک کلام الٰہی ہے؟

آپ سائنسی بنیادوں پر کس طرح اللہ کے وجود کو ثابت کر سکتے ہیں؟

اس سلسلے میں آپ میری درج ذیل ویڈیو کیسٹوں سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں:

''قرآن اور جدید سائنس...... تصادم یا مصالحت؟''

جس میں میں نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ہمارے پیارے آقا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا...... یہ فرمان مبارک صحیح بخاری شریف...... جلد اوّل...... حدیث نمبر 2 میں درج ہے کہ:

''اسلام کے پانچ بنیادی ارکان ہیں۔''

اسلام کا پہلا رکن (ستون) ''توحید'' ہے...... کلمہ طیبہ...... کہ:

''اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔''

سورۃ بقرہ سورۃ نمبر 2...... آیت نمبر 177 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

''اصل نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو۔ ہاں اصل نیکی یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ پر اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر......''

اللہ تعالیٰ کی ایک بہترین تعریف جو ایک مسلمان آپ کو دے سکتا ہے...... قرآن پاک کی سورۃ اخلاص...... سورۃ نمبر 112...... آیات نمبر 1 تا 4 میں ہے۔ اس سورۃ میں ارشاد مبارک ہے کہ:

''تم فرماؤ وہ اللہ ہے۔ وہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور وہ نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔''

یہی اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے جو چند سطروں میں بیان کی جا سکتی ہے۔ ہم مسلمان کیا کہتے ہیں...... کہ:

''اگر کوئی شخص...... کوئی بھی فرد اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے...... اگر وہ خدا کی اس تعریف پر پورا اترتا ہے...... تب ہم مسلمانوں کو اس کے امیدوار بننے پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔''

لیکن قرآن پاک سورۃ بنی اسرائیل...... سورۃ نمبر 17...... آیت نمبر 110 میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

''تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر۔ جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں......''

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کو کسی بھی نام سے پکار سکتے ہیں لیکن یہ ایک اچھا نام ہونا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے 99 صفاتی نام ہیں جو قرآن پاک میں موجود ہیں...... الرحمٰن...... القہار...... القدوس...... وہ مہربان ہے۔ رحیم ہے...... رحم کرنے والا ہے...... لیکن ان تمام ناموں سے زیادہ شان والا نام ''اللہ'' ہے...... مسلمان کیوں اللہ تعالیٰ

کو اس کے عربی نام ''اللہ'' سے پکارتے ہیں بجائے اس کے کہ اس کو اس کے انگریزی نام ''گاڈ'' سے پکاریں؟ مسلمان اللہ تعالیٰ کو عربی نام ''اللہ'' سے پکارنے کو اس لیے ترجیح دیتے ہیں کیونکہ انگریزی ''گاڈ''...... آپ اس لفظ کا غلط استعمال بھی کر سکتے ہیں...... مثال کے طور پر آپ اگر اس کے ساتھ لفظ ''ایس'' لگا دیں تو یہ ''گاڈز'' بن جاتا ہے یعنی جمع کا صیغہ بن جاتا ہے۔ اسلام میں ''اللہ'' کے لیے جمع کا صیغہ استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ قرآن پاک کی سورۃ نمبر 112...... آیت نمبر 1 میں ارشاد پاک ہے کہ:

''کہہ دو کہ اللہ ایک ہے...... ایک اور صرف ایک۔''

اگر آپ لفظ ''گاڈ'' کے ساتھ لفظ ''ڈس'' (Dess) لگا دیں تو یہ گاڈس (Goddess) بن جائے گا...... جس کا مطلب ہے ''مونث خدا''...... اسلام میں ''مذکر اللہ'' اور ''مونث اللہ'' کا کوئی تصور نہیں ہے...... اللہ تعالیٰ کی کوئی جنس نہیں ہے...... نہ ہی مردانہ اور نہ ہی زنانہ...... وہ بے مثل ہے۔ اگر آپ لفظ ''گاڈ'' کے ساتھ لفظ ''فادر'' لگا دیں...... یہ گاڈ فادر بن جائے گا...... کہ وہ میرا گارڈ فادر ہے...... وہ میرا سرپرست ہے...... اللہ تعالیٰ کے ساتھ ''اللہ فادر'' یا ''اللہ ابا'' جیسی کوئی چیز نہیں ہے...... اسلام میں ''اللہ'' ایک بے مثل لفظ ہے...... اگر آپ لفظ ''گاڈ'' کے ساتھ لفظ ''مدر'' لگا دیں تو یہ ''گاڈ مدر'' بن جائے گا...... اسلام میں ''اللہ امی'' یا ''اللہ مدر'' وغیرہ کچھ نہیں ہے۔ اگر آپ ''گاڈ'' سے پہلے لفظ ''ٹن'' (Tin) لگا دیں...... تو یہ ''ٹن گاڈ'' بن جائے گا...... اسلام میں ''ٹن اللہ'' کا کوئی تصور نہیں ہے...... ہم مسلمان عربی لفظ ''اللہ'' کہنے کو ترجیح دیتے ہیں اور انگریزی لفظ ''گاڈ'' کا سہارا نہیں لیتے وگرنہ قرآن تو یہ فرماتا ہے کہ:

''اسے کسی بھی نام سے پکار سکتے ہو۔''

سورۃ بنی اسرائیل...... سورۃ نمبر 17...... آیت نمبر 110 کے علاوہ سورۃ اعراف...... سورۃ نمبر 7...... آیت نمبر 180...... سورۃ طٰہٰ...... سورۃ نمبر 20...... آیت نمبر 20 اور سورۃ حشر...... سورۃ نمبر 59...... آیت نمبر 24 میں ارشاد پاک ہے کہ:

- ''تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں......''
- ''اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اسے ان سے پکارو......''

✿ "...... اسی کے ہیں سب اچھے نام۔ اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے......"

آپ اللہ تعالیٰ کو کسی بھی نام سے پکار سکتے ہیں بشرطیکہ وہ اچھا نام ہو۔

سورۃ انعام......سورۃ نمبر 6......آیت نمبر 108 میں قرآن پاک مزید ارشاد فرماتا ہے کہ:

"اور انھیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے زیادتی اور جہالت سے......"

اس کا مطلب یہ ہے کہ انھیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کیونکہ وہ جواب میں اپنی جہالت کی بنا پر اللہ کی شان میں بھی گستاخی کریں گے۔ لہٰذا مسلمانوں کو منع فرمایا گیا ہے کہ وہ ان لوگوں کو گالی نہ دیں جو اللہ کے سوا کسی اور کو پوجتے ہیں...... بتوں کو پوجتے ہیں تاکہ وہ جہالت کی بنا پر اللہ کی شان میں بے ادبی نہ کریں۔

اسلام کا دوسرا رکن (ستون) صلوٰۃ ہے۔ بہت سے لوگ لفظ صلوٰۃ کا ترجمہ "نماز" کرتے ہیں...... "پرے" (Pray) کا مطلب ہے...... مدد کے لیے پکارنا...... درخواست کرنا...... التماس کرنا...... ایک شخص قانونی عدالت سے کس طرح درخواست کرتا ہے...... التماس کرتا ہے...... مدد کا طلب گار ہوتا ہے۔ لفظ "نماز" عربی لفظ صلوٰۃ کے صحیح معانی ظاہر نہیں کرتا کیونکہ صلوٰۃ میں...... ہم اللہ کی مدد کے طلب گار ہونے کے علاوہ...... ہم اللہ کی تعریف بھی کرتے ہیں...... ہم صلوٰۃ میں رہنمائی بھی حاصل کرتے ہیں...... لہٰذا انگریزی لفظ پرئیر (Prayer) عربی لفظ صلوٰۃ کے صحیح معانی ظاہر نہیں کرتا...... لفظ صلوٰۃ کا زیادہ موزوں نعم البدل میرے خیال میں پروگرامنگ ہوسکتا ہے کیونکہ ہم مسلمان...... ہم اپنی صلوٰۃ میں پروگرام میں ہوتے ہیں...... ہم یہ پروگرام کرتے ہیں کہ کیا غلط ہے اور کیا درست ہے...... اچھے کام کرو...... برے کام مت کرو...... ڈاکہ نہ ڈالو...... دھوکا نہ دو...... اچھے کام کرو...... اپنے ہمسائے سے مدد کرو وغیرہ۔ وغیرہ۔ ہم پروگرام بنا رہے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی سوال کرتا ہے کہ:

"میں کہاں جا رہا ہوں۔"

اور اگر میں یہ کہوں کہ:

''میں پروگرامنگ کے لیے جا رہا ہوں...... میں برین واشنگ کے لیے جا رہا ہوں۔''

تب یہ سب کچھ مناسب نہیں لگے گا۔ لہٰذا اگر کوئی صلوٰۃ کے نعم البدل کے طور پر لفظ ''نماز'' استعمال کرتا ہے تو میں اس پر اعتراض نہیں کرتا اگرچہ یہ عربی لفظ صلوٰۃ کو ظاہر نہیں کرتا۔ لیکن اگر کوئی یہ پوچھے کہ:

''آپ کہاں جا رہے ہیں؟''

اور بجائے اس کے کہ میں کہوں کہ:

''میں نماز کے لیے جا رہا ہوں۔''

میں کہوں کہ:

''میں پروگرامنگ کے لیے جا رہا ہوں...... میں برین واشنگ کے لیے جا رہا ہوں۔''

تو یہ کہنا کچھ مناسب نہ لگے گا۔ لہٰذا اگر کوئی لفظ صلوٰۃ کی جگہ لفظ نماز استعمال کرتا ہے...... مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ ہم مسلمانوں پر ایک دن میں پانچ نمازیں فرض ہیں:

- نماز فجر
- نماز ظہر
- نماز عصر
- نماز مغرب
- نماز عشاء

ہمیں ایک دن میں کم از کم پانچ نمازیں ادا کرنی ہوتی ہیں...... صحت مند جسم کے لیے ایک ڈاکٹر آپ کو بتائے گا...... آپ کو دن میں تین مرتبہ کھانا کھانا چاہیے...... بالکل اسی طرح روحانی صحت کے لیے...... روح کی بالیدگی کے لیے آپ کو دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرنی چاہیے اور ہم جب صلوٰۃ ادا کرنے کے لیے مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو سب سے پہلے ہم اپنے جوتے اتارتے ہیں...... یہ حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا تھا۔ یہ حکم قرآن پاک کی سورۃ طٰہٰ...... سورۃ نمبر 20...... آیت نمبر 12 میں بیان فرمایا گیا ہے کہ:

''...... اے موسیٰ بے شک میں تیرا رب ہوں تو اپنے جوتے اتار ڈال

بیشک تو پاک جنگل طویٰ میں ہے۔"

یہ حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا تھا جس پر ہم مسلمان عمل کرتے ہیں......
جب ہم صلوٰۃ کے لیے جاتے ہیں تو ہم اپنے جوتے اتار دیتے ہیں...... اس کے علاوہ ہم پاک صاف لوگ ہیں...... ہم اپنی عبادت گاہ کو صاف ستھرا دیکھنا چاہتے ہیں...... پاک صاف دیکھنا چاہتے ہیں...... اور چونکہ ہم نے سجدہ بھی کرنا ہوتا ہے تو ہم اس مٹی پر...... گندگی پر اور ناپاکی پر سجدہ نہیں کر سکتے جو جوتے کے ساتھ عبادت گاہ میں چلی آتی ہے...... ہم چونکہ پاک صاف لوگ ہیں لہٰذا صلوٰۃ ادا کرنے سے پہلے...... قرآن پاک فرماتا ہے......
سورۃ مائدہ......سورۃ نمبر 5...... آیت نمبر 6 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

"اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤ دھوؤ......"

اس عمل کو عربی میں "وضو" کہتے ہیں...... صلوٰۃ ادا کرنے سے بیشتر یہ ایک ضروری عمل ہے...... ہمیں وضو کرنا چاہیے...... ہمیں اپنے آپ کو صاف کرنا چاہیے کیونکہ ہم پاک صاف لوگ ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم خدا کے حضور پیش ہونے سے قبل صاف ستھرے اور پاک ہوں...... اس کے علاوہ یہ ایک طرح کی ذہنی تیاری بھی ہے...... کہ ہم ذہنی طور پر تیار ہو رہے ہیں کہ اب ہم اللہ کے سامنے پیش ہونے...... اللہ کے حضور پیش ہونے جا رہے ہیں۔ ہمارے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے کہ:

"جب تم صلوٰۃ کے لیے کھڑے ہو تو کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو۔"

ایک اور حدیث مبارک میں ارشاد ہے کہ:

"جب تم صلوٰۃ کے لیے کھڑے ہو تو کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہو تاکہ تمھارے درمیان شیطان نہ آئے۔"

یہاں پر شیطان سے ہمارے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد ذات کا شیطان...... رنگ و نسل کا شیطان...... دولت کا شیطان سے تھی...... خواہ آپ غریب ہیں یا امیر...... چاہے آپ کالے ہیں یا گورے...... خواہ آپ کا تعلق امریکہ سے ہے...... چین سے ہے...... ہندوستان سے ہے یا پاکستان سے ہے...... خواہ آپ امیر خاندان سے ہوں یا

غریب خاندان سے ہوں...... جب آپ صلوٰۃ ادا کرتے ہیں تو کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں تا کہ یہ عالمی بھائی چارے کا مظاہرہ ہو...... اور یہ مظاہرہ دن میں پانچ مرتبہ ہو۔ دن میں پانچ مرتبہ جب ہم صلوٰۃ ادا کرتے ہیں...... ہمارا تعلق خواہ امارت سے ہو یا غربت سے...... ہمارے رنگ کالے ہوں یا گورے...... جب ہم صلوٰۃ کے لیے کھڑے ہوتے ہیں...... ہم مسلمان...... ہم کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ عالمی بھائی چارے کی یہ ایک بہترین مثال ہے...... بہترین عملی مثال...... لہٰذا امیری غریبی کا شیطان...... رنگ ونسل کا شیطان...... ذات برادری کا شیطان بھائیوں کے درمیان نہیں آتا اور نماز کا بہترین رکن سجدہ ہے...... یعنی سجود ہے...... عربی لفظ سجود کا قرآن میں ذکر ہے...... اور اس کا ذکر مختلف مقامات پر 92 مرتبہ سے کم نہیں آیا اور ماہر نفسیات ہمیں یہ بتاتے ہیں کہ ہمارا دماغ براہ راست ہمارے کنٹرول میں نہیں ہے۔ ہمارا جسم براہ راست ہمارے کنٹرول میں ہے لیکن ہمارا دماغ آوارہ گردی میں مصروف رہتا ہے۔ یہ براہ راست ہمارے کنٹرول میں نہیں ہے...... یہ آوارہ گردی میں مصروف رہتا ہے...... جسم ہمارے کنٹرول میں ہے اور دماغ کو منکسرالمزاج بنانے کے لیے آپ کو اپنے جسم کو منکسرالمزاج بنانا ہوتا ہے...... اور اس سے بہتر طریقہ کیا ہو سکتا ہے جو ہم مسلمان اختیار کرتے ہیں۔ ہم اپنے جسم کا بلند ترین حصہ پیشانی زمین کے نچلے ترین حصے پر رکھ دیتے ہیں اور اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ نماز کے کئی ایک فوائد ہیں۔ جب آپ قیام کرتے ہیں...... رکوع کرتے ہیں...... سجود کرتے ہیں تو آپ کے عضلات اور پٹھوں کی ورزش ہوتی ہے...... صلوٰۃ ادا کرنے کے کئی ایک طبی فوائد بھی ہیں...... آپ ان فوائد پر لمبی چوڑی بحث کر سکتے ہیں لیکن ہم مسلمان ان طبی فوائد کے حصول کی خاطر صلوٰۃ ادا نہیں کرتے...... وہ محض ثانوی چیز ہے...... ہم اللہ تعالیٰ کی تعریف سرانجام دینے کے لیے صلوٰۃ ادا کرتے ہیں...... ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے نماز ادا کرتے ہیں۔ ہم طبی فوائد کے حصول کے لیے نماز ادا نہیں کرتے یہ ثانوی فوائد ہیں۔ طبی فوائد کے حصول کے لیے صلوٰۃ ادا کرنا ان لوگوں کے لیے سود مند ثابت ہوگا جو اسلام پر یقین نہیں رکھتے۔ لیکن ہم مسلمان اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے صلوٰۃ ادا کرتے ہیں...... اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے کے لیے صلوٰۃ ادا کرتے ہیں اور طبی فوائد فاضل فوائد ہیں جو اللہ تعالیٰ ہمیں عطا کرتا ہے۔

اسلام کا تیسرا رکن (ستون) زکوٰۃ ہے...... عربی لفظ زکوٰۃ کا مطلب ہے پاکی...... پاکیزگی...... ایک مطلب ہے افزائش...... بالیدگی...... ترقی...... اسلام میں ہر امیر شخص پر زکوٰۃ فرض ہے...... جس شخص کے پاس نصاب سے زائد بچت ہوگی اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی...... نصاب کیا ہے؟...... نصاب ساڑھے سات تولے سونا یا اس کی قیمت ہے...... ایسا مسلمان سالانہ 2.5 فیصد زکوٰۃ ادا کرے گا جس کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا اس کی قیمت موجود ہے۔ زکوٰۃ لینے کا مستحق کون ہے؟ سورۃ توبہ...... سورۃ نمبر 9 آیت نمبر 60 میں ارشاد مبارک ہے کہ:

> ''زکوٰۃ تو انھیں لوگوں کے لیے ہے محتاج اور نرے نادار اور جو اسے تحصیل کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے اور گردنیں چھڑانے میں اور قرض داروں کو اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں کو یہ ٹھہرایا ہوا ہے اللہ کا اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔''

یہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ لینے کے حق دار ہیں جن کے بارے میں سورۃ توبہ...... سورۃ نمبر 9...... آیت نمبر 60 میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔ ہر ایک امیر مسلمان پر فرض ہے...... ایسا مسلمان جس کے پاس نصاب سے بڑھ کر سرمایہ موجود ہو...... اثاثہ موجود ہو...... اسے اس سرمائے...... اس اثاثے کا 2.5 فیصد اللہ کی راہ میں زکوٰۃ کے طور پر ادا کرنا ہوگا۔ میں آپ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اگر دنیا کا ہر ایک باسی اپنے فاضل سرمائے پر 2.5 فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرے تو دنیا سے غربت کا خاتمہ ممکن ہوسکتا ہے...... دنیا میں ایک بھی انسان بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو کر نہیں مرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

> ''یہ دولت کو امیروں کے ہاتھوں میں مرکوز ہونے سے روکتی ہے تاکہ امیر امیر تر نہ ہوتا چلا جائے۔''

سورۃ توبہ...... سورۃ نمبر 9...... آیت نمبر 34 اور 35 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

> ''اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں خوش خبری سناؤ درد ناک عذاب کی جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی

پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر
رکھا تھا۔ اب چکھو مزہ اس جوڑنے کا۔"

قرآن میں دولت کی ذخیرہ اندوزی سے منع فرمایا گیا ہے...... آپ دولت کی ذخیرہ اندوزی نہیں کر سکتے۔

اسلام کا چوتھا رکن (ستون) حج ہے...... ہر بالغ مسلمان جو حج کرنے کی استطاعت رکھتا ہو اس پر حج فرض ہے...... حج زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ فرض ہے اور میں یہ کہتا ہوں کہ حج دنیا میں عالمی بھائی چارے کی بہترین عملی مثال ہے...... اس سے بہتر مثال اور کوئی نہیں مل سکتی۔ حج کے موقع پر کم و بیش 25 لاکھ مسلمان اکٹھے ہوتے ہیں...... یہ مسلمان مکہ شریف میں اکٹھے ہوتے ہیں۔ منیٰ میں اور عرفات میں اکٹھے ہوتے ہیں...... مقدس سرزمین...... کم و بیش 25 لاکھ مسلمان دنیا کے مختلف حصوں سے...... امریکہ سے...... انگلستان سے...... جاپان سے...... ہندوستان سے...... پاکستان سے...... ملائیشیا سے...... سنگاپور سے اور دنیا کے دیگر حصوں سے...... حج کے دوران مرد اَن سلے کپڑے کے دو ٹکڑوں میں ملبوس ہوتے ہیں۔ لہٰذا آپ کے سامنے جو شخص کھڑا ہے...... جب وہ حج کے مناسک ادا کر رہا ہے...... آپ نہیں پہچان سکتے کہ وہ بادشاہ ہے یا گداگر ہے...... آپ نہیں جان سکتے کہ وہ امیر ہے یا غریب ہے...... دنیا کے تمام تر حصوں سے مسلمان اس اجتماع میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ دنیا کا عظیم ترین سالانہ اجتماع ہے...... 25 لاکھ مسلمان...... وہ اکٹھے ہوتے ہیں اور حج کے مناسک ادا کرتے ہیں اور وہ ایک جیسے سادے اَن سلے کپڑے کے دو ٹکڑوں میں ملبوس ہوتے ہیں...... عالمی بھائی چارے کی ایک بہترین مثال۔ میں نے قرآن پاک کی سورۃ حجرات...... سورۃ نمبر 49...... آیت نمبر 13 کا حوالہ دیتے ہوئے اپنی گفتگو کا آغاز کیا تھا۔ اس میں فرمایا گیا ہے کہ:

"اے لوگو ہم نے تمھیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمھیں
شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو۔ بے شک اللہ کے یہاں
تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔"

اللہ تعالیٰ کی نظر میں سب سے زیادہ معزز...... سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ تقویٰ کا حامل ہے...... جو زیادہ متقی ہے...... جس کے اعمال بہت ہیں...... جو خوف

خدا کا حامل ہے...... جو رحم دل ہے۔ قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

"تمام تر انسانیت کو ایک مرد اور ایک عورت کے جوڑے سے پیدا کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انھیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا ہے تا کہ وہ ایک دوسرے کو پہچان سکیں نہ کہ ایک دوسرے پر برتری جتا سکیں...... کہ میں تم سے بہتر ہوں...... یا تم مجھ سے بہتر ہو۔"

اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

"کسی عربی کو کسی عجمی پر برتری حاصل نہیں ہے اور نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر برتری حاصل ہے۔ نہ ہی گورے کو کالے پر برتری حاصل ہے۔ نہ ہی کالے کو گورے پر برتری حاصل ہے۔"

قرآن سورۃ حجرات...... سورۃ نمبر 49...... آیت نمبر 13 میں فرماتا ہے کہ:

"بے شک اللہ کے ہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیز گار ہوگا۔"

لہٰذا اللہ تعالیٰ کی نظر میں وہ بندہ عزت والا ہوگا جو زیادہ متقی ہوگا...... پرہیز گار ہوگا...... زیادہ تقویٰ کا حامل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں جنس...... ذات...... رنگ...... نسل...... دولت...... یہ سب کچھ اہمیت کا حامل نہیں ہے...... محض تقویٰ اہمیت کا حامل ہے...... بہتر اعمال اہمیت کے حامل ہیں...... خوف خدا اہمیت کا حامل ہے...... رحم دلی اور خدا ترسی اہمیت کی حامل ہے۔ یہ وہ رہنمائی ہے جو قرآن پاک عالمی بھائی چارے کے لیے سرانجام دیتا ہے۔

اسلام کا پانچواں رکن (ستون) رمضان ہے...... صوم ہے۔ ہر ایک بالغ مسلمان پر روزہ فرض ہے...... روزے کے دوران کھانے پینے کی ممانعت ہے...... ایک ماہ کے روزے ہر عاقل اور بالغ مسلمان پر فرض ہیں۔ سورۃ البقرہ...... سورۃ نمبر 2 آیت نمبر 183 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

"اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمھیں پرہیزگاری ملے۔"

قرآن پاک نے روزے فرض کرنے کی وجہ پرہیزگاری بتائی ہے...... تا کہ تم

پرہیزگار بن جاؤ...... آج ماہر نفسیات بتاتے ہیں کہ اگر آپ اپنی بھوک کو کنٹرول کر سکتے ہیں تب آپ تقریباً اپنی تمام تر خواہشات کو کنٹرول کر سکتے ہیں اور یہی کچھ قرآن بھی فرماتا ہے:

"اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ......تم اپنی خواہشات پر قابو پا سکو۔ اگر آپ بھوک کو کنٹرول نہیں کر سکتے...... برداشت نہیں کر سکتے...... تب آپ اپنی خواہشات پر بھی قابو نہیں پا سکتے۔"

روزوں کے بہت سے فوائد ہیں...... اگر ایک شخص روزے کے اوقات کے دوران الکوحل کے استعمال سے محفوظ رہ سکتا ہے تو وہ الکوحل کے استعمال سے بخوبی چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے...... اگر وہ روزے کے اوقات کے دوران سگریٹ نوشی سے پرہیز کر سکتا ہے تو وہ سگریٹ نوشی ترک بھی کر سکتا ہے۔ روزے آپ کو یہ موقع فراہم کرتے ہیں کہ آپ اپنے آپ میں بہتری پیدا کریں۔ میں ماہ رمضان کو اوور ہالنگ کا ماہ کہتا ہوں...... جس طرح آپ کی مشین سروس درکار رکھتی ہے...... آپ کی کار ہر تین ماہ بعد سروس درکار رکھتی ہے...... آپ کی موٹر سائیکل چند ماہ بعد سروس درکار رکھتی ہے وغیرہ وغیرہ...... اگر آپ مجھے یہ اجازت فراہم کریں کہ آپ انسان کو ایک مشین کہہ کر پکار سکوں تب میں یہ کہوں گا:

"یہ روئے زمین پر پیچیدہ ترین مشین ہے۔"

رمضان انسانی جسم کی سروس سرانجام دیتا ہے...... ہر سال ایک ماہ کے روزے...... ہر سال سروس کے لیے ایک ماہ...... روزوں کے بھی کئی ایک طبی فوائد ہیں۔

یہ تھے اسلام کے پانچ ستون جن پر اسلام کی عمارت قائم ہے۔ اگر آپ کو یاد ہو تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ:

"یہ اسلام کے ستون ہیں...... یہ اسلام کے اصول ہیں لیکن تمام تر اسلام محض ان میں ہی نہیں سمایا ہوا۔"

بہت سے لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اگر وہ اسلام کے ان پانچ ستونوں پر اپنے عمل درآمد کو ممکن بنا لیں گے تو وہ بہت اچھے مسلمان بن جائیں گے...... یہ محض پانچ ستون ہیں...... ایک انجینئر آپ کو بتائے گا کہ اگر ستون مضبوط ہوگا تو عمارت کا ڈھانچہ بھی مضبوط ہوگا...... اگر بنیاد مضبوط ہوگی تب ڈھانچہ بھی مضبوط ہوگا...... لہٰذا اگر ہم پانچ ستونوں

پر صحیح طور پر عمل درآمد کریں تب انشاء اللہ ڈھانچہ بھی صحیح ہوگا اور ڈھانچہ قرآن پاک میں بخوبی بیان فرمایا گیا ہے کہ ایک مسلمان کو کیا کچھ کرنا ہے اور کیا کچھ نہیں کرنا ہے...... ایک مسلمان نے کس طرح اپنی زندگی بسر کرنی ہے...... اس کی تفصیل قرآن پاک میں موجود ہے۔

سورۃ ذاریات...... سورۃ نمبر 51...... آیت نمبر 56 میں ارشاد پاک ہے کہ:

''اور میں نے جن اور آدمی اس لیے بنائے کہ میری بندگی کریں۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے بنایا ہے۔ عربی لفظ ''عبادت'' کا کیا مطلب ہے؟ یہ لفظ ''عبد'' سے بنا ہے جس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل کرنے والا۔ بہت سے لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ صلوٰۃ...... نماز ہی عبادت کا ایک ذریعہ ہے...... صلوٰۃ عبادت کی ایک انتہائی اعلیٰ قسم ہے...... لیکن یہ عبادت کا واحد ذریعہ نہیں ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے جن احکامات کی تعمیل کر رہے ہیں وہ عبادت ہے...... اگر آپ ان احکامات کی تعمیل کر رہے ہیں تب آپ عبادت کر رہے ہیں...... اگر آپ حرام اشیاء سے بچتے ہیں...... ممنوعہ اشیاء سے بچتے ہیں مثلاً الکوحل وغیرہ تو آپ عبادت کر رہے ہیں۔ سورۃ المائدہ...... سورۃ نمبر 5...... آیت نمبر 90 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

''شراب (الکوحل) حرام ہے۔''

اگر آپ شراب سے اپنے آپ کو بچا رہے ہیں تو آپ عبادت کر رہے ہیں۔ اگر آپ اپنے کاروبار میں ایمانداری کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں۔ اگر آپ اپنے ہمسائے سے محبت کرتے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں۔ اگر آپ چغلی کھانے سے پرہیز کرتے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں۔ آپ لوگوں کی پیٹھ پیچھے ان کی برائیاں کرنے سے اجتناب کرتے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں۔

سورۃ ہمزۃ...... سورۃ نمبر 104 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

''خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے۔ پیٹھ پیچھے بدی کرے۔''

سورۃ حجرات...... سورۃ نمبر 49...... آیت نمبر 11 اور 12 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

''اے ایمان والو نہ مرد مردوں سے ہنسیں۔ عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے

والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے۔ دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو۔ کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا۔ ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمھیں گوارا نہ ہوگا۔"

اس کا کیا مطلب ہے؟ قرآن پاک میں مردار کا گوشت کھانا حرام ہے...... اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا دہرا جرم ہے...... حتیٰ کہ درندے جو انسان کو چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں وہ اپنے جانور بھائی کا مردہ گوشت نہیں کھاتے۔ لہٰذا قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

"اگر تم ایک دوسرے کی غیبت کرو گے...... اگر تم دوسرے لوگوں کی پیٹھ پیچھے ان کی برائیاں کرو گے...... تو یہ دہرا جرم ہے۔ پہلا جرم بغیر کسی ثبوت کے کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی برائیاں کرنا ہے...... کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی برائیاں کرنا دہرا جرم ہے کیونکہ وہ اپنی صفائی پیش نہیں کر سکتا۔ مردار کا گوشت کھانا جرم ہے اور اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا دہرا جرم ہے۔"

قرآن فرماتا ہے کہ:

"اگر تم غیبت کرتے ہو...... کیا تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے لیے تیار ہو۔"

اور اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ:

"یہ تمھیں گوارا نہ ہوگا؟"

لہٰذا اگر آپ غیبت سے بچ رہے ہیں...... آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں۔ سورۃ بنی اسرائیل...... سورۃ نمبر 17 آیت نمبر 23-24 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

"اور تمھارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔"

اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

"ہمیں اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے اور اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انھیں اُف تک

مت کہو۔ ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کرو اور ان کو عزت و احترام
کے ساتھ پکارو اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کے حال پر
رحم کرے جیسے انھوں نے بچپن میں میرے حال پر رحم کیا تھا۔"

آپ کو اپنے والدین سے محبت کرنی چاہیے اور ان کا احترام کرنا چاہیے...... اگر آپ اپنے والدین سے محبت کر رہے ہیں اور ان کا احترام کر رہے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں۔

اسلام میں رہبانیت کی ممانعت ہے۔ ہمارے پیارے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"وہ نوجوان جو استطاعت رکھتے ہوں ان کو نکاح (شادی) کرنا
چاہیے۔ اس طرح وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھ سکیں گے اور اپنی شرمگاہوں
کی حفاظت کر سکیں گے۔"

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"جو نکاح (شادی) نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔"

اسلام میں یہ لازم ہے کہ نکاح (شادی) کیا جائے۔ اگر آپ نکاح کر رہے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں۔ اگر آپ اپنی بیوی کے ساتھ وظیفہ زوجیت سرانجام دیتے ہیں اور بدکاری سے بچتے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں۔
کیونکہ سورۃ بنی اسرائیل...... سورۃ نمبر 17...... آیت نمبر 32 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

"اور بدکاری کے پاس نہ جاؤ۔ بیشک وہ بے حیائی ہے اور بہت ہی
بری راہ۔"

یہ راہ دیگر برائیوں کی راہ ہموار کرتی ہے...... یہ ایک شرمناک فعل ہے۔ لہٰذا اگر آپ اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستری کرتے ہیں اور بدکاری سے بچتے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں۔

سورۃ النساء...... سورۃ نمبر 4...... آیت نمبر 19 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

"عورتوں سے اچھا برتاؤ کرو اگرچہ وہ تمھیں پسند نہ آئیں۔"

قرآن فرماتا ہے کہ اگر آپ اپنی بیوی کو پسند نہیں کرتے تب بھی تمھیں اس کے ساتھ محبت کرنی چاہیے اور اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیے۔

اگر آپ ایک باحیا لباس زیب تن کرتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شمار ہے۔
مختصر یہ کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کو بجا لاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مترادف ہے۔ اگر آپ ان چیزوں سے بچتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے تب بھی آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے ہیں۔ اسلام دہرا کردار ادا کرتا ہے...... یہ نہ صرف جسم کی غذا فراہم کرتا ہے بلکہ روح کی غذا بھی فراہم کرتا ہے۔ اسلام کی کوئی بھی تعلیم ایسی نہیں ہے جو انسانیت کے خلاف ہو۔ اگر لوگ یہ سوچتے ہوں کہ:

''اسلام کی یہ تعلیم غلط ہے۔''

تو ان کا یہ عمل درآمد ان کے علم کی کمی کی وجہ سے ہوگا...... ان کو اسلام کے بارے میں مکمل معلومات حاصل نہ ہوں گی یا دنیا کے اعداد و شمار کے بارے میں ان کی معلومات مکمل نہ ہوں گی۔ اس لیے وہ یہ سوچ سکتے ہیں کہ اسلام کی یہ تعلیم کہ وہ ایک سے زائد بیویوں سے شادی کرنے کی اجازت فراہم کرتا ہے ایک غلط تعلیم ہے۔ لیکن اگر آپ کے پاس درست معلومات ہوں...... اسلام کا درست علم موجود ہو...... اور دنیا کے صحیح اعداد و شمار موجود ہوں...... اسلام کی کوئی بھی تعلیم آپ کو ایسی دکھائی نہ دے گی جو انسانیت کے خلاف ہو۔ اسلام کی کوئی بھی تعلیم یا تو جسم کے لیے سودمند ہوگی یا روح کے لیے سودمند ہوگی۔

سورۃ ملک...... سورۃ نمبر 67...... آیت نمبر 2 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

''وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو۔ تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔''

یہ جو زندگی آپ گزار رہے ہیں یہ آپ کا امتحان ہے...... آخرت کے لیے امتحان...... یہ امتحان ہے جس سے ہم گزر رہے ہیں...... اگر خدانخواستہ آپ ناکام ہو گئے تو آپ کا ٹھکانہ جہنم...... اور نجات کے بارے میں ہمارے نوجوان قاری بھائی کامل نے گفتگو کے آغاز میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے قرآن پاک کے الفاظ میں ہمارے سامنے پیش کیا تھا۔

انھوں نے قرآن پاک کی سورۃ عصر...... سورۃ نمبر 103...... آیات نمبر 1 تا 3 کی تلاوت کی تھی کہ:

''اس زمانہ کی قسم بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک

دوسرے کو صبر کی وصیت کی۔"

کم از کم چار شرائط ایسی ہیں جو انسان کو جنت کی راہ دکھا سکتی ہیں:

-1 اسے ایمان لانا چاہیے۔

-2 اسے اچھے کام کرنے چاہئیں۔

-3 اسے لوگوں کو حق کی تاکید کرنی چاہیے۔

-4 اسے لوگوں کو صبر کی تلقین کرنی چاہیے۔

اگر آپ ان شرائط میں سے محض دو یا تین شرائط پر پورا اتریں تب آپ اپنے لیے جنت کا سامان حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوں گے۔ آپ کو ان تمام تر شرائط پر پورا اترنا ہوگا اور ان شرائط پر پورا اترتے ہوئے ہی انسان جنت میں داخل ہو سکتا ہے۔

سورۃ البقرہ...... سورۃ نمبر 2...... آیت نمبر 256 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

"دین میں جبر نہیں۔ زبردستی نہیں۔"

لیکن بہت سے لوگ اتنا حوالہ پیش کر کے چپ سادھ لیتے ہیں جبکہ مکمل آیت مبارک یہ فرماتی ہے کہ:

"دین میں جبر نہیں۔ زبردستی نہیں حق کو باطل سے الگ کر دیا گیا ہے۔"

آپ نے حق کو پیش کرنا ہے...... سچ کو پیش کرنا ہے...... آپ کسی کو تلوار کے زور پر مجبور نہیں کر سکتے...... آپ کسی کو پستول کی نوک پر مجبور نہیں کر سکتے کیونکہ اسلام میں اس کی اجازت نہیں ہے...... آپ نے حق پیش کرنا ہے...... اگر وہ مان جاتا ہے تو الحمدللہ...... بہت ہی بہتر اور اگر وہ نہیں مانتا تو تم کسی کو مجبور نہیں کر سکتے۔ حق ہمیشہ باطل سے الگ نظر آتا ہے لیکن ہم نے انھیں دعوت حق دینی ہے۔

مجھے انتظامیہ نے یہ ہدایت کی تھی کہ میں اپنی بات چیت پر قدرے کم وقت صرف کروں جبکہ زیادہ وقت سوال و جواب کے اجلاس کے لیے مختص کروں کیونکہ غیر مسلم اسلام کے بارے میں بہت زیادہ غلط فہمیوں کا شکار ہیں...... حتیٰ کہ ہمارے کئی مسلمان بھائی بھی اپنے مذہب کے بارے میں کچھ غلط فہمیوں کا شکار ہیں...... آج کا اجتماع بالخصوص غیر مسلموں کے لیے ہے۔ لہٰذا ان کے دل میں اسلام کے بارے میں جو بھی غلط فہمی پائی جاتی ہے...... یہ غلط فہمی بظاہر کتنی ہی نامعقول کیوں نہ دکھائی دے رہی ہو...... کتنی ہی غیر منطقی نوعیت کی حامل کیوں نہ ہو...... یہ کتنی ہی جارحانہ کیوں نہ دکھائی دے رہی ہو...... کوئی مسئلہ

نہیں۔ میں اس کو رفع کرنے کی ضرور کوشش کروں گا۔ آپ کو مذہب اسلام کے بارے میں سوال کرنے کی عام اجازت ہے۔ آپ کے سوالات کو خوش آمدید کہا جائے گا...... آپ اسلام کو نشانہ تنقید بنانے کے لیے بھی آزاد ہیں...... کوئی مسئلہ نہیں...... میں محض آپ سے اتنا پوچھوں گا کہ آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں...... آپ کیوں یہ کہتے ہیں کہ قرآن پاک خدانخواستہ غلط ہے؟ اگر آپ قرآن پاک کے بارے میں کچھ جانتے ہیں تو آپ اپنے شکوک رفع کرنے میں آزاد ہیں۔ آپ کو خوش آمدید کہا جائے گا...... یہ موقع آپ کے لیے ایک سنہری موقعہ ہے۔ عام طور پر ہمارے مذہبی اجتماع اس نوعیت کے حامل نہیں ہوتے کہ ان میں آزادانہ سوال و جواب کا اجلاس ہو لیکن میں عام طور پر سوال و جواب کے اجلاس کو ترجیح دیتا ہوں...... تاکہ آپ کے ذہن میں جو بھی شکوک ہوں وہ رفع کیے جا سکیں۔ کچھ لوگ یہ سوچ سکتے ہیں کہ:

- ”مسلمان ایک سے زائد بیویاں کیوں رکھتے ہیں؟“
- ”مسلمان سور کا گوشت کیوں نہیں کھاتے؟“
- ”مسلمان ختنے کیوں کرواتے ہیں؟“

آپ جس قسم کے بھی شکوک رکھتے ہوں...... آپ کے پاس یہ موقع ہے کہ آپ اپنے ان شکوک کو رفع کر سکتے ہیں۔ یقین کریں کہ میں آپ کے شکوک سن کر سیخ پا نہیں ہوں گا...... آپ کے سوالات کو خوش آمدید کہا جائے گا...... اگر آپ اسلام کی کسی تعلیم کو درست نہیں سمجھتے...... اسلام کے کسی درس کو درست نہیں سمجھتے تو اس کی نشاندہی کریں...... آپ کوئی بھی سوال پوچھنے کے لیے آزاد ہیں...... آپ اپنے کسی بھی شک و شبہے کو رفع کر سکتے ہیں۔ یہ آپ کے لیے ایک بہترین موقع ہے...... اگر آپ اسلام پر تنقید بھی کرنا چاہتے ہیں تو میں حاضر ہوں...... میں اس تنقید کا بھی بخوبی جواب پیش کروں گا...... اگرچہ میں نوجوان ہوں لیکن میں تنقید کو بھی خندہ پیشانی سے برداشت کر سکتا ہوں...... کیونکہ یہ میرا فرض ہے...... یہ میرا میدان ہے...... مجھے اس میدان میں ثابت قدم رہنا ہے۔ میں قرآن پاک کی سورۃ نحل...... سورۃ نمبر 16 کی آیت نمبر 125 کی تلاوت کرتے ہوئے اپنا خطاب اختتام کو پہنچانا چاہوں گا:

”اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے اور
ان سے اس طریقے پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو......“

سوال جواب

سوال: میرا نام ویاس ہے۔ میں ریٹائرڈ سرکاری ملازم ہوں۔ مجھے آپ سے ایک سوال پوچھنا ہے۔ میں اس بہترین اجلاس کے انعقاد کے ضمن میں انتظامیہ کا شکر گزار ہوں اور اگر اس طرح کی مزید تقریبات منعقد ہوتی رہیں تو ہم اسلام کے بارے میں بہت کچھ جان سکتے ہیں...... وہ سب کچھ جان سکتے ہیں جو اس سے پہلے ہم نہیں جانتے۔ میں ایک مرتبہ پھر عرض کروں گا کہ یہ تقریب ایک انتہائی بہترین تقریب ہے اور میں اس تقریب کی انتظامیہ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنھوں نے اس شاندار تقریب کا اہتمام کیا۔

میرا سوال یہ ہے کہ اظہار خیال کی آزادی کو عالمگیر پذیرائی حاصل ہے...... اس کے باوجود بھی سلمان رشدی کے لیے سزائے موت کیوں تجویز کی گئی؟ نیز شیعوں اور سنیوں کے درمیان بنیادی اور نظریاتی فرق کیا ہے۔ وہ کیا وجوہات ہیں جو ان دونوں فرقوں کے درمیان جھگڑے اور فساد کی بنیاد ثابت ہوتی ہے...... اس کا حل کیا ہے؟ مہربانی

جواب: اس بھائی نے ایک بہت اچھا سوال پوچھا ہے...... کہ کیا اسلام اظہار خیال کی آزادی فراہم کرتا ہے؟ اگر کرتا ہے تب سلمان رشدی کے لیے کیوں سزائے موت تجویز کی گئی ہے؟

میرے بھائی آپ کے اس سوال کا مکمل جواب اس کیسٹ میں موجود ہے جو اس مباحثے میں پیش کیا گیا جو یونین آف جرنلسٹ کے زیر اہتمام بمبئی میں منعقد ہوا تھا۔

اس مباحثے میں دی ٹائمز آف انڈیا...... انڈین ایکسپریس جرنلسٹ، بمبئے یونٹ اور جرنلسٹ کے نمائندے موجود تھے اور اس مباحثے کا موضوع تھا کہ:

"کیا مذہب ایک بنیاد پرستی ہے اور کیا یہ اظہار رائے کی آزادی کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے؟"

یہ مباحثہ تسلیمہ نسرین کے لیے سزائے موت تجویز ہونے کے بعد منعقد ہوا تھا جس نے کتاب "لجا" (Lajja) تحریر کی تھی۔ اس مباحثے میں پوری تفصیل موجود ہے اور اس مباحثے میں ایک ہندو پنڈت...... ایک عیسائی پادری اور "لجا" کا مراٹھی میں ترجمہ کرنے والا مترجم اشوک بھی موجود تھا اور اسلام کی نمائندگی سرانجام دینے کے لیے میں بذات خود بھی موجود تھا۔ یہ ایک بہت اچھا مباحثہ ہے...... یہ آپ کو مذہبی آزادی سے روشناس

کروائے گا۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ:

''دیگر مذاہب میں تمام تر مذہبی آزادی میسر ہے...... آپ کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔''

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ:

''مذہبی آزادی اظہار رائے کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے۔''

جبکہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ:

''اسلام میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔''

یہ حالات پر منحصر ہے...... میں یہ عرض کرنا چاہوں گا...... اگر اظہار رائے کی آزادی ہو...... مثال کے طور پر...... یہ آزادی ہو کہ کوئی بھی کسی کی بھی تعریف کر سکتا ہے...... اگر وہ کسی کی تعریف کرنا چاہے...... اسلام اس امر کی بخوشی اجازت دیتا ہے...... جب تک وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا تاوقتیکہ اس کے پاس ثبوت موجود ہو۔

نکتہ نمبر 1...... وہ کچھ بھی کہہ سکتا ہے اور اس صورت میں کہہ سکتا ہے جبکہ اس کے کہنے سے کسی کو نقصان نہ پہنچے...... اگر یہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا تب یہ درست ہے۔

نکتہ نمبر 2...... اگر یہ کسی کو نقصان پہنچاتا ہے...... تب دو چیزیں میں...... بمع ثبوت اور عدم ثبوت...... اگر یہ کسی کو نقصان پہنچاتا ہے...... مثال کے طور پر کسی کو گالی دینا۔

جیسا کہ قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

''ایک دوسرے کو برے ناموں سے مت پکارو۔''

کسی کو گالی دینا بمع ثبوت یا عدم ثبوت...... محض تہمت لگانے کی خاطر...... محض بہتان باندھنے کی خاطر...... اس کی اجازت نہیں ہے۔ اگر آپ کسی کے خلاف بمع ثبوت بولتے ہیں...... مثال کے طور پر میں کسی کمپنی میں کام کر رہا ہوں...... اگر کمپنی بدعنوان ہے...... میں کمپنی کی بدعنوانی کے خلاف بات کر رہا ہوں...... اسلام ایسے اظہار کی مکمل آزادی فراہم کرتا ہے۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں...... ''یہ کمپنی بدعنوان ہے...... یہ لوگوں کو دھوکہ دے رہی ہے''...... بمع ثبوت...... مجھے ثبوت کے ساتھ بات کرنا ہوگی...... بدعنوانی کے ثبوت پیش کرنا ہوں گے لیکن میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ ''میرا افسر دھوکہ دے رہا ہے''...... جب تک میرے پاس اس کی دھوکہ دہی کے ثبوت موجود نہ ہوں۔ مجھے یہ حق حاصل نہیں

کہ میں کسی بھی شخص کے خلاف کوئی بھی الزام عائد کرتا پھروں...... میرے پاس ثبوت ہونے چاہئیں۔

اسلام کہتا ہے...... اگر میں کسی عورت کے بارے میں کچھ کہوں...... اگرچہ میں اس کی پاکدامنی پر معمولی سا الزام بھی لگاؤں...... قرآن فرماتا ہے کہ "چار گواہ پیش کرو"...... اگر میں چار گواہ پیش نہیں کر سکتا تو مجھے 80 کوڑوں کی سزا کے لیے تیار رہنا ہوگا...... اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بغیر ثبوت بات نہیں کر سکتے۔

امریکہ اور انگلستان جیسے ممالک میں...... آپ کسی لڑکی پر الزام تراشی بھی کر سکتے ہیں اور اس کے ساتھ دادعیش بھی دے سکتے ہیں...... لیکن اسلام میں اگر آپ کسی لڑکی پر الزام تراشی کریں...... اور اگر آپ چار گواہ پیش نہ کر سکیں...... تب آپ کو اسی کوڑے کھانے ہوں گے...... کیونکہ ہمیں الزام ثابت کرنا ہوتا ہے...... اگر آپ کے پاس ثبوت ہے تب آپ کو اجازت ہے...... اگر آپ کسی کمپنی میں کام کر رہے ہیں اور آپ ثبوت حاصل کر لیتے ہیں کہ ایک مخصوص افسر بدعنوانی میں ملوث ہے یا وہ لوگوں کو دھوکا دے رہا ہے...... وہ بدعنوان ہے اور میں ثبوت کے ساتھ ثابت کر سکتا ہوں...... تب اسلام آپ کو اجازت دیتا ہے...... آپ کو اظہار رائے کی مکمل آزادی فراہم کرتا ہے۔ کچھ ایسی باتیں بھی ہیں جن کا ثبوت موجود ہونے کے باوجود بھی آپ نہیں کہہ سکتے...... مثال کے طور پر میں ہندوستانی فوج میں خدمات سرانجام دے رہا ہوں...... مجھے اس کے خفیہ کارناموں کے بارے میں ثبوت بھی دستیاب ہے...... میں یہ نہیں کر سکتا کہ اس کے دشمن کے پاس چلا جاؤں اور ان خفیہ رازوں کو اس کے ہاتھ بیچ ڈالوں...... لہٰذا یہاں پر اظہار خیال کی آزادی نہیں ہے...... اگر یہ ان لوگوں کو نقصان پہنچائے جو خدمات سرانجام دے رہے ہیں...... اگر یہ ملکی مفاد کے خلاف ہو...... میں حکومت کے راز حاصل کرتا ہوں اور اس کے دشمنوں کے ہاتھ فروخت کرتا ہوں...... کیوں؟ میں مالی منافع کے حصول کے لیے ایسا کرتا ہوں...... محض لاکھوں روپے حاصل کرنے کی خاطر ایسا کرتا ہوں...... اسلام اس امر کی اجازت مہیا نہیں کرتا...... لہٰذا اظہار خیال...... اظہار رائے کی آزادی...... آزادی کی اس طرز پر منحصر ہے جس پر آپ یقین رکھتے ہوں۔ اگر آپ یہ یقین رکھتے ہوں کہ میں کسی پر بھی الزام تراشی کر سکتا ہوں...... کسی پر بھی بہتان باندھ سکتا ہوں اور تب میں اس کو اظہار رائے کی آزادی کا

عنوان دے دوں...... اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا وہی چیز اگر آپ تجزیہ کریں...... یہ کتاب برطانیہ میں منظرعام پر آئی تھی...... سلمان رشدی کی کتاب...... یہ برطانیہ میں منظرعام پر آئی تھی...... میں نے اس پر اپنا نکتہ نظر بیان کیا ہے...... آپ اس کی ویڈیو کیسٹ سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

''کہ وہ شخص جو امریکہ سے آیا اور اس نے مارگریٹ تھیچر کے لیے چار حروف پر مشتمل ایک لفظ استعمال کیا۔ مارگریٹ تھیچر کی پالیسی کے لیے استعمال کیا...... اس پر پابندی لگا دی گئی۔''

انگلستان ''اظہار رائے کی آزادی'' پر یقین رکھتا ہے لیکن جب اس نے مارگریٹ تھیچر کے خلاف بولا...... اس پر پابندی عائد کر دی گئی۔ لہٰذا وہی سلمان رشدی...... میں جانتا ہوں کہ اس نے غلط حرکتیں کی ہیں...... اس نے ہمارے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی ہے...... اس نے ہماری ماں کی شان میں گستاخی کی ہے...... اس نے غلط حرکت کی ہے۔ اس کے علاوہ اس نے تمام تر انسانیت کی شان میں گستاخی کی ہے...... لوگ اس کی کتاب مناسب طور پر نہیں پڑھ رہے...... میں اس کی حرکتوں کو دہرانا نہیں چاہتا۔ اس نے کہا ہے...... پہلے صفحہ پر...... اس نے معجزات کی شان میں گستاخی کی ہے...... میں وہ الفاظ دہرا نہیں سکتا...... یہ الفاظ دہرانا مجھے زیب نہیں دیتا۔ وہ کہتا ہے...... ''میگی'' (Magi)...... وہ اسے کہتا ہے ''مؤنث کتا'' (یعنی کتیا)...... اسلام آپ کو یہ اجازت نہیں دیتا...... کیا آپ کے پاس ثبوت موجود ہے کہ آپ اس کو مؤنث کتا (کتیا) کہہ سکتے ہیں اور وہ میگی (Magi) کو برے الفاظ سے یاد کرتا ہے...... ''میگی'' مارگریٹ تھیچر کے نام کو بگاڑ کر میگی بنایا گیا ہے...... اسلام کسی کے نام کو بگاڑنے کی اجازت نہیں دیتا...... اس نے اس کتاب میں رام اور سیتا کو بھی گالیاں دی ہیں...... لوگ اس کی اس حرکت کے بارے میں نہیں جانتے...... اس نے رام اور سیتا کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے میں اسے دہرانا نہیں چاہتا۔ سب سے بہتر کام جو میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ میں راجیو گاندھی کو مبارکباد پیش کرنا چاہتا ہوں کیونکہ وہ پہلا فرد ہے...... دنیا کے کسی بھی ملک کا پہلا وزیراعظم ہے...... جس نے اس کتاب پر پابندی عائد کی ہے...... میں اسے مبارکباد پیش کرتا ہوں...... وہ اس امر سے واقف نہیں ہوگا کہ اس کتاب میں رام اور سیتا کو بھی گالیاں دی گئی ہیں...... سلمان رشدی

نے رام اور سیتا کو بھی گالیاں دی ہیں...... راجیو گاندھی اس امر سے واقف نہیں ہوگا...... میں نے یہ کتاب پڑھی اور اس نتیجے پر پہنچا کہ ہندوستان میں اس کتاب پر پابندی لگنی چاہیے...... لہٰذا اگر کوئی کسی کو گالی دے...... حتیٰ کہ اگر کوئی آپ کی بہن یا ماں کو گالی...... بغیر ثبوت کے ان کی شان میں گستاخی کرے...... تو اس کی قطعاً اجازت نہیں ہے۔ لہٰذا مجرم کو جرم کی نوعیت کے اعتبار سے سزا ملنی چاہیے۔ لہٰذا اگر کوئی بغیر ثبوت کے کسی کی شان میں گستاخی کرے...... بغیر کسی وجہ کے کسی کی شان میں گستاخی کرے تو اسلام اسے اس امر کی اجازت نہیں دیتا۔ قرآن پاک چار متبادل سزائیں تجویز کرتا ہے۔ سورۃ مائدہ...... سورۃ نمبر 5...... آیات نمبر 33 تا 35 میں ارشاد پاک ہے کہ:

> ''وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں، ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کر دیے جائیں یا سولی دے دیے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور کر دیے جائیں۔''

چار سزائیں

- قتل کر دیے جائیں۔
- سولی چڑھا دیے جائیں۔
- ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دیے جائیں۔
- جلا وطن کر دیے جائیں۔

سوچیں اور غور کریں کہ یہ کتنی سخت سزائیں ہیں...... ایسا کیوں ہے؟...... ایسا اس لیے ہے کہ اسلام میں کوئی شخص ناجائز فائدہ نہ اٹھائے...... اگر کوئی عورت کی بے حرمتی کرتا ہے...... سزا کا حق دار ٹھہرتا ہے...... لوگ یہ خیال کر سکتے ہیں کہ یہ وحشیانہ قانون ہے...... تمام تر مذاہب نے اچھی باتوں کی نصیحت کی ہے...... ہندوازم کہتا ہے کہ:

> ''تمھیں کسی لڑکی کو چھیڑنا نہیں چاہیے...... کسی لڑکی کی بے حرمتی نہیں کرنی چاہیے۔''

عیسائیت بھی اس بارے میں وہی کچھ کہتی ہے جو کچھ اسلام کہتا ہے...... اسلام

میں فرق محض اتنا ہے...... اسلام آپ کو وہ راستہ بتاتا ہے کہ آپ نے کس طرح اس صورت حال کو حاصل کرنا ہے جس صورت حال کے تحت کوئی بھی کسی بھی لڑکی کی بے حرمتی نہیں کر پائے گا۔ ہر ایک شخص...... جب اس کی نظر کسی عورت پر پڑتی ہے...... اور کوئی بھی شیطانی سوچ اس کے ذہن میں ابھرتی ہے...... اس کو اپنی نگاہیں نیچی کر لینی چاہئیں۔ جب کسی عورت پر اس کی نظر پڑتی ہے...... قرآن فرماتا ہے کہ:

"اس کو اپنی نگاہیں نیچی کر لینی چاہئیں۔"

یہ عورت کے لیے مرد کا "حجاب" ہے اور عورت کو بھی مکمل پردے میں ہونا چاہیے اور اس کے جسم کے وہی حصے ظاہر ہونے چاہئیں جن کو ظاہر کرنے کی اجازت ہے...... چہرہ اور ہاتھ کلائی تک...... اگر دو جڑواں بہنیں ایک گلی سے گزر رہی ہوں...... ایک اسلامی "حجاب" کے اندر ہو...... یعنی اس کا تمام جسم پردے میں ہو...... محض جسم کے وہی حصے ظاہر ہو رہے ہوں جن کو ظاہر کرنے کی اجازت ہے...... چہرہ اور کلائی تک ہاتھ...... اور دوسری بہن...... اس نے منی اسکرٹ پہن رکھا ہو...... اگر گلی کی نکڑ پر آوارہ لڑکے لڑکیوں کو چھیڑنے کے انتظار میں کھڑے ہوں تو وہ کس لڑکی کو چھیڑیں گے؟...... دو جڑواں بہنیں...... یکساں خوبصورتی کی حامل...... گلی میں چلی جا رہی ہیں...... ایک نے منی اسکرٹ پہن رکھا ہے...... دوسری مکمل پردے میں ہے...... لڑکے کس کو چھیڑیں گے؟...... صاف ظاہر لڑکے بے پردہ لڑکی کو چھیڑیں گے...... اس کو چھیڑیں گے جس نے منی اسکرٹ زیب تن کر رکھا ہے۔

سورۃ احزاب...... سورۃ نمبر 33...... آیت نمبر 59 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

"تمھارے لیے "حجاب" کا حکم دیا گیا ہے تاکہ آپ کو کوئی ستا نہ سکے۔"

امریکہ میں...... روزانہ 1900 وارداتیں ہوتی ہیں...... عورتوں کی بے حرمتی کی روزانہ 1900 وارداتیں...... اور اگر اسلام میں کوئی عورت کی بے حرمتی کا مرتکب ہو تو اس کے لیے بھاری سزا...... لوگ کہتے ہیں کہ یہ ایک وحشیانہ قانون ہے...... میں اکثر غیر مسلموں سے پوچھتا ہوں کہ:

"اگر کوئی شخص تمھاری بیوی یا بہن کی بے حرمتی کرے اور اگر تمھیں منصف (جج) بنا دیا جائے تب تم اسے کیا سزا دو گے؟"

وہ تمام کے تمام جواب دیتے ہیں کہ:

''میں بے حرمتی کرنے والے کے لیے سزائے موت تجویز کروں گا۔''

کچھ لوگ زیادہ انتہا پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''میں اسے اذیت دے کر ماروں گا۔''

میں آپ سے یہ سوال پوچھتا ہوں کہ:

''اگر آپ امریکہ میں شرع پر عمل کریں جہاں پر عورتوں کی بے حرمتی کی روزانہ 1900 وارداتیں ہوتی ہیں کہ ہر شخص جس کی کسی عورت پر نگاہ پڑے وہ اپنی نگاہیں نیچی کرے...... عورتیں بھی مناسب لباس میں ملبوس ہوں اور اس کے باوجود بھی کوئی کسی عورت کی بے حرمتی کرے...... اس کو بھاری سزا سے نوازا جائے...... تو کیا بے حرمتی کی وارداتوں میں کمی آئے گی...... یا ان میں زیادتی آئے...... یا ان کی شرح وہی رہے گی؟''

صاف ظاہر ہے کہ بے حرمتی کی شرح میں قابل غور حد تک کمی آئے گی اور یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب دنیا میں واحد ملک ہے جہاں پر عورتوں کی بے حرمتی کی وارداتیں دنیا میں سب سے کم ہوتی ہیں...... ہر ایک مذہب اچھائی کی تلقین کرتا ہے لیکن اسلام آپ کو ایک راستہ بھی بتاتا ہے...... ایک راہ سے روشناس بھی کرواتا ہے...... کہ آپ نے ایک بہتر صورت حال کس طرح حاصل کرنی ہے۔ اس لیے اسلام کسی پر تہمت لگانے کی اجازت نہیں دیتا...... کوئی میری ماں کو برا بھلا نہیں کہہ سکتا...... دیگر ممالک میں...... جی ہاں...... اظہار رائے کی آزادی...... اسلام اظہار رائے کی ایسی آزادی پر یقین رکھتا ہے جو کہ انسانیت کے لیے سودمند ہو۔

سورۃ بنی اسرائیل...... سورۃ نمبر 17...... آیت نمبر 81 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

''اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔''

اگر یہ انسانیت کے لیے سودمند ہو تب اسلام اظہار رائے کی مکمل آزادی دیتا ہے...... اور اگر یہ انسانیت کے لیے سودمند نہ ہو تب اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔

اب آپ کے سوال کے دوسرے حصے کی جانب آتے ہیں کہ:

''شیعہ اور سنی میں کیا فرق ہے؟''

میرے بھائی یہ فرق...... یہ فرق ایک سیاسی فرق ہے...... درحقیقت اسلام میں شیعہ اور سنی کا کوئی نظریہ موجود نہیں ہے۔

سورۃ آل عمران...... سورۃ نمبر 3...... آیت نمبر 103 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

"اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔"

اسلام میں شیعہ اور سنی کا کوئی تصور نہیں ہے...... یہ تصور مابعد آنے والی صدیوں میں ابھرا...... اور یہ اسلام میں سیاسی اختلافات کی وجہ سے منظر عام پر آیا...... مسلمان محض ایک ہی درجے میں درجہ بند ہیں اور مسلمانوں میں درجہ بندی نہیں ہے...... شیعہ، سنی یا کوئی دیگر فرقہ بندی کیونکہ قرآن پاک سورۃ انعام...... سورۃ نمبر 6...... آیت نمبر 159 میں واضح طور پر فرماتا ہے کہ:

"وہ جنھوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہو گئے۔ اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمھیں ان سے کوئی علاقہ نہیں۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ گروہ بندی کی اسلام میں ممانعت ہے۔ شیعہ اور سنی کے درمیان فرق ایک سیاسی فرق ہے اور ایک مذہبی فرق نہیں ہے۔

میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: خواتین و حضرات شام کا سلام...... میرا نام بالا چندراں ہے...... میں ایک اشتہاری ایجنسی میں کام کرتا ہوں۔ میرا سوال ہندوستانی مسلمانوں سے متعلق ہے۔ آج کل کی دنیا میں جیسا سوچا جاتا ہے...... ہندوستانی مسلمانوں کی دو شناختیں ہیں...... ایک ان کی مذہبی شناخت ہے...... اور دوسری شناخت ان کے ہندوستانی ہونے کے حوالے سے ہے اور مسلمانوں کے ذہن انتشار کا شکار رہتے ہیں...... یا کم از کم کچھ مسلمانوں کے ذہن انتشار کا شکار رہتے ہیں...... میں اپنی داستان کو مختصر کرنے کی خاطر اسے کچھ یوں بیان کرتا ہوں کہ میرے کچھ دوست ہیں انھوں نے کچھ ایسی چیزوں کا مشاہدہ کیا ہے جو نوعیت کے اعتبار سے خالص ہندوانہ ہیں...... کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نجومیوں پر یقین رکھتے ہیں...... زائچہ اور جنم پتری پر یقین رکھتے ہیں...... مسلمان دوست۔ اگر یہ ذہنی انتشار ہے...... کیا یہ ذہنی انتشار موجود رہنا چاہیے؟ قرآن پاک اس بارے میں کیا فرماتا ہے...... کیا آپ ایسے لوگوں کو

نظرانداز کر دیں گے یہ کہتے ہوئے کہ وہ آپ سے کم تر درجے کے مسلمان ہیں...... مجھے یقین ہے کہ ڈاکٹر ذاکر اس مسئلے پر روشنی ڈالیں گے۔

(ڈاکٹر ذاکر)

اس بھائی نے بہت اچھا سوال پوچھا ہے...... یہ سوال ہندوستانی مسلمانوں کے بارے میں ہے...... درحقیقت یہ سوال ہر اس مسلمان کے ضمن میں کیا جا سکتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصے میں مقیم ہو...... اگر آپ ایک مسلمان ہیں تو کیا آپ دیگر مذاہب کے حامل لوگوں کے طور طریقے اپنا سکتے ہیں خواہ یہ ہندوستان ہو...... امریکہ ہو...... یا یورپ کا کوئی دیگر ملک ہو۔ جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ بنیادی طور پر ایک مسلمان کی تعریف یہ ہو سکتی ہے کہ:

> ''ایک ایسا شخص جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی تابعداری کے لیے وقف کر دیتا ہے...... جو اپنی خواہش کو اللہ تعالیٰ کی خواہش کے تابع کر دیتا ہے۔''

ہم ہندوستانی ثقافت کو اپنا سکتے ہیں...... امریکی ثقافت کو اپنا سکتے ہیں...... مغربی ثقافت کو اپنا سکتے ہیں...... لیکن میرے بھائی اس حد تک اپنا سکتے ہیں جس حد تک یہ اسلام کے سنہری اصولوں کے خلاف نہ ہو...... مثال کے طور پر لوگ اکثر مجھ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ:

> ''کیا ایک مسلم خاتون ساڑھی پہن سکتی ہے؟''

یہ ایک ہندوستانی ثقافت ہے۔

میرا جواب یہ ہے کہ:

> ''ہاں وہ پہن سکتی ہے بشرطیکہ وہ چھ شرائط مدنظر رکھے...... اسلام نے ''حجاب'' کی جو چھ شرائط مقرر کر رکھی ہیں وہ انھیں مدنظر رکھے۔''

اسلام نے ایک مسلمان عورت کے لیے ''حجاب'' کی جو چھ شرائط مقرر کر رکھی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

✿ اس کا مکمل جسم پردے کے اندر ہونا چاہیے محض جسم کے ان حصوں کے جن کو ظاہر کرنے کی اجازت ہے اور وہ حصے چہرہ اور کلائی تک ہاتھ ہیں۔

- جو لباس وہ زیب تن کرتی ہے وہ ڈھیلا ڈھالا ہونا چاہیے...... اس کو چست نہیں ہونا چاہیے تاکہ اس کی جسمانی ساخت ظاہر نہ ہو سکے۔
- لباس باریک نہیں ہونا چاہیے کہ اس سے عورت کا جسم نظر آئے۔
- لباس ایسا زرق برق نہیں ہونا چاہیے جو کہ جنس مخالف کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا باعث ثابت ہو۔
- لباس جنس مخالف کے لباس سے مشابہت رکھنے والا نہیں ہونا چاہیے اور اگر آپ ساڑھی زیب تن کرنا چاہتی ہیں تو اس کا اسلامی طریقہ کار یہ ہے کہ اس کے پلو نے آپ کا سر ڈھانپا ہو...... آپ کے سر کا ایک بال بھی نظر نہیں آنا چاہیے۔ آپ کا پیٹ بھی نظر نہیں آنا چاہیے اور نہ ہی جسم کا کوئی دوسرا حصہ نظر آنا چاہیے...... اگر آپ ان ہدایات پر عمل کریں تب آپ ہندوستانی ثقافت کو اپنا سکتی ہیں اور اسلامی قوانین کو توڑنے کی بھی موجب نہیں بن سکتی ہیں۔ لیکن اگر آپ کہیں کہ:

  ''میں ساڑھی باندھنا چاہتی ہوں جو کہ بلاؤز کے بغیر ہو...... اور جس میں سے پیٹ بھی باہر جھلک رہا ہو۔ لہٰذا اسلام ایسی ساڑھی پہننے کی اجازت نہیں دیتا۔''

اس طرح اگر آپ امریکہ میں مقیم ہے اور آپ چاہتی ہیں کہ آپ منی اسکرٹ پہنیں تو اسلام آپ کو ایسا لباس زیب تن کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ لہٰذا آپ محض اس صورت میں کسی دوسری تہذیب کو اپنا سکتے ہیں جبکہ وہ اسلامی تعلیمات اور اسلامی اصولوں کے منافی نہ ہو...... اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو ہدایات دی ہیں ان کے منافی نہ ہو۔ ہمارے خالق کی ہدایات ہمارے لیے زیادہ اہم ہیں کیونکہ اس نے ہمیں تخلیق فرمایا ہے۔

اگرچہ ہم نے اپنے ملک وقوم کے ساتھ بھی تعاون کرنا ہے...... لیکن جس نے ہمیں زندگی سے نوازا وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ لہٰذا ہمیں اس ذات کو زیادہ عزت دینی ہے...... زیادہ تکریم دینی ہے...... اور دنیا کی کسی بھی چیز سے بڑھ کر ہمیں اپنے خالق کی عزت و تعظیم سرانجام دینی ہے...... اس دنیا کی کسی بھی حکومت سے بڑھ کر ہمیں اپنے حاکم اعلیٰ کی تعظیم سرانجام دینی ہے۔

جہاں تک علم نجوم کا تعلق ہے۔ آپ نے دریافت کیا کہ:

''کیا ہم قسمت کا حال بتانے کے بارے میں بات کر سکتے ہیں؟''

قرآن پاک کی ایک آیت میں قرآن پاک فرماتا ہے...... یہ آیت سورۃ مائدہ......سورۃ نمبر 5 کی آیت نمبر 90 ہے کہ:

''اے ایمان والو شراب اور جوا اور بت اور پانسے ناپاک ہیں۔
شیطانی کام تو ان سے بچتے رہنا تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

میں یہ نہیں کہہ رہا کہ کوئی مستقبل کے بارے میں پیشین گوئی کر سکتا ہے یا نہیں...... بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کہ مستقبل کے بارے میں پیشین گوئی کر سکتے ہیں۔ قرآن پاک یہ نہیں کہتا کہ کوئی پیشین گوئی کر سکتا ہے یا لوگ پیشین گوئی کر سکتے ہیں۔ چند لوگ ایسے ہوں گے جو اس خصوصیات کے حامل ہو سکتے ہیں...... انھوں نے اس سائنس پر عبور حاصل کر رکھا ہو۔ لیکن ہر وہ شخص جس کے پاس آپ جاتے ہیں اس میدان میں ماہر نہیں ہو سکتا۔ کچھ کمپیوٹر ایسے بھی ہیں جن میں آپ اپنی عمر فیڈ کریں اور آپ کو جواب موصول ہو جائے گا۔ امریکہ میں ایک سروے کیا گیا تھا کہ نفسیات کے ایک پروفیسر نے اپنی کلاس کے 100 طلباء سے کہا کہ:

''میں تم میں سے ہر ایک کی قسمت کا حال ایک چٹ پر لکھوں گا اور
جب میں آپ سے کہوں گا اس وقت آپ بیک وقت اس چٹ کو
کھول کر پڑھیں اور مجھے اپنی رائے سے نوازیں کہ میں نے درست
کہا ہے یا غلط کہا ہے۔''

لہٰذا پروفیسر نے لکھا کہ طالب علم ''اے'' اور اس کی قسمت کا حال چٹ پر لکھا...... اسی طرح اس نے ہر ایک طالب علم کو چٹ فراہم کر دی۔ جب تمام طلباء اپنی اپنی چٹ وصول کر چکے تو پروفیسر نے کہا کہ:

''چٹ کو کھولیں اور اس کو پڑھیں۔''

لہٰذا تمام طلباء نے چٹ کھولی اور پڑھی۔

اور انھوں نے اس رائے کا اظہار کیا کہ...... 90 فیصد سے زائد طلباء نے کہا کہ:

''پروفیسر سو فیصد درست تھا۔''

8 سے 9 فیصد طلباء نے کہا کہ:

"پروفیسر 95 فیصد درست تھا۔"

اس کے بعد پروفیسر نے کہا کہ:

"میں نے تمام تر 100 طلباء کے بارے میں ایک ہی قسم کی چیز لکھی تھی۔"

لہٰذا اگر میں یہ کہوں کہ:

"ایک ماہ کے اندر اندر آپ کے ساتھ کوئی سانحہ پیش آنے والا ہے۔"

اگرچہ ایک ماہ کے دوران آپ کے ساتھ کئی ایک خوشگوار واقعات پیش آئیں لیکن ایک آدھ ناخوشگوار واقعہ یا حادثہ یا سانحہ بھی پیش آ سکتا ہے۔

اگر میں یہ کہوں کہ:

"گذشتہ برس آپ کے ساتھ کوئی خوشگوار واقعہ پیش آیا تھا۔"

اگر گذشتہ برس آپ کے ساتھ ہزار ہا برے واقعے ہی کیوں نہ پیش آئے ہوں لیکن ایک آدھ خوشگوار واقعہ بھی ضرور پیش آیا ہوگا۔

لہٰذا یہ گول مول بیان ہیں جو کہ اکثر درست ثابت ہوتے ہیں۔ لہٰذا قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

"ان بکھیڑوں میں نہ پڑو۔"

یہ بھی عین ممکن ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں جو اس میدان میں مہارت رکھتے ہوں...... میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ایسا کوئی فرد موجود نہ ہوگا جو اس میدان میں ماہر نہ ہو لیکن قرآن فرماتا ہے کہ:

"اگر تم وہ چیزیں جان جاؤ جو تم نہیں جانتے...... تو یہ امر تمھارے لیے زیادہ نقصان کا باعث ثابت ہوگا۔"

قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ:

"قسمت کا حال بتانے سے اجتناب کرو۔"

ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ جن چیزوں کے بارے میں آپ نہیں جانتے وہ آپ کو زیادہ نقصان پہنچائیں گی...... اگر آپ ان کو جان گئے۔ مثال کے طور پر اگر آپ ایک نجومی

کے پاس جاتے ہیں۔ وہ آپ کو بتاتے ہیں کہ:

"اس مرتبہ آپ امتحان میں فیل ہو جائیں گے۔"

وہ طالب علم ہمیشہ کلاس میں فرسٹ آتا ہے...... نجومی کہہ رہا ہے کہ:

"وہ اس مرتبہ امتحان میں فیل ہو جائے گا۔"

اور وہ طالب علم دل ہار بیٹھتا ہے اور پڑھائی ترک کر دیتا ہے بلکہ پڑھائی میں اس کا دل ہی نہیں لگتا...... اور وہ واقعی فیل ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ کسے مورد الزام ٹھہرائے گا...... ایسی صورت میں وہ خدا سے شکوہ کرے گا...... دیکھا ایک شخص نے (نجومی) آپ کو کس مقام پر لا کھڑا کیا...... نجومی کا کہا درست نکلا...... کیوں؟ کیونکہ اس طالب علم نے اس پر اندھا اعتقاد کیا...... اندھا یقین کیا۔ اگر وہ طالب علم محنت کرتا...... مطالعہ سرانجام دیتا تو وہ ضرور پاس ہو جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام فرماتا ہے...... قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

"قسمت کا حال بتانے والوں سے اجتناب کرو۔"

اگر کوئی مسلمان قسمت کا حال بتانے والوں سے اجتناب نہیں کرتا...... بلکہ اس کی تعلیمات کے خلاف چلتا ہے...... قرآن پاک کے احکامات کی خلاف ورزی کرتا ہے...... یقیناً وہ ایک اچھا مسلمان نہیں ہے...... وہ اسلامی قوانین پر...... اسلامی اصولوں پر اپنے عمل درآمد کو ممکن نہیں بناتا...... اگرچہ وہ اسلام کے دیگر اصولوں پر عمل کر رہا ہو۔

میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: اسلام کے نظریے اور ہندوازم کے نظریے میں کیا فرق ہے؟

قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

"اللہ ہی اوّل ہے اور اللہ ہی آخر ہے۔"

"ولاول والآخر" ...... ہندو برہمن بھی کہتے ہیں کہ:

"خدا ایک ہے...... وہ ہر جگہ موجود ہے۔"

مطلب ہے کہ آپ کا کیا خیال ہے؟ اس بھائی کے سوال اچھے ہیں کہ:

"ہندوازم اور اسلام میں کون سی قدریں مشترک ہیں؟"

- "ہندوازم اور اسلام میں کون سی قدریں مشترک ہیں؟"
- "نظریات میں کیا فرق ہے؟"

اور ہندو برہمن جن کو پڑھنے کا کم از کم مجھے اتفاق ہوا ہے کہتے ہیں کہ:

''خدا ایک ہے...... خدا ہر جگہ موجود ہے۔''

اور قرآن پاک بھی فرماتا ہے کہ:

''اللہ ہی اوّل و آخر ہے۔''

اگر آپ تجزیہ کریں تو بڑا فرق...... اسلام اور ہندوازم میں یہ ہے کہ اگر آپ ایک عام ہندو سے سوال کریں کہ:

''وہ کتنے خداؤں کی پوجا کرتے ہیں؟''

کچھ ہندو جواب دے سکتے ہیں کہ:

''تین کی کچھ کہہ سکتے ہیں کہ دس کیکچھ کہہ سکتے ہیں کہ ایک سو جبکہ دیگر کہہ سکتے ہیں کہ 33 کروڑ یعنی 330 ملین۔''

لیکن اگر آپ ایک پڑھے لکھے ہندو سے سوال کریں مثلاً کسی ایڈووکیٹ سے سوال کریں کہ:

''ہندو کتنے خداؤں کو پوجتے ہیں۔''

وہ آپ کو بتائے گا کہ:

''ہندو ایک خدا کو پوجتے ہیں۔''

لیکن وہ اس فلسفے پر یقین رکھتے ہیں جو اینتھر وپورمورفزم (Anthrophormorphism) کہلاتا ہے...... بہت سے لوگ اس فلسفے پر یقین رکھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مختلف شکلوں میں جلوہ گر ہوتا ہے...... اور محض ہندو ہی نہیں بلکہ کئی ایک دیگر مذاہب مثلاً عیسائی...... کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ...... وہ اتنا پاک ہے اور اتنا مقدس ہے کہ وہ نہیں جانتا کہ انسان اس وقت کیسا محسوس کرتا ہے جب اس کا دل دکھتا ہے...... انسان اس وقت کیسا محسوس کرتا ہے جبکہ کوئی اسے تکلیف پہنچاتا ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نیچے آتا ہے...... انسانی شکل میں...... تاکہ انسانیت کے لیے قوانین مرتب کر سکے کہ ''انسانیت کے لیے کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے۔'' اس لحاظ سے یہ ایک اچھی منطق ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ اتنا پاک ہے اور اتنا مقدس ہے...... وہ انسانیت کے لیے قوانین مرتب کرتا ہے...... وہ زمین پر اترتا ہے تاکہ انسانیت کے

لیے قوانین مرتب کر سکے...... کیونکہ وہ اتنا پاک ہے...... کیونکہ وہ اتنا مقدس ہے...... کہ وہ نہیں جانتا کہ کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے...... انسانیت کے لیے۔"

اس سلسلے میں میں ایک مثال پیش کرنا چاہوں گا کہ:

"فرض کریں کہ میں ایک وی سی آر بناتا ہوں...... ایک ویڈیو کیسٹ ریکارڈر...... میں ایک انجینئر ہوں اور اگر میں ایک ویڈیو کیسٹ ریکارڈر بناتا ہوں تو میں یہ جانتا ہوں کہ اس ویڈیو کیسٹ ریکارڈر کے لیے کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے۔ نہیں...... میں ہدایات کے کتابچے میں یہ درج کرتا ہوں کہ:

"جب آپ کیسٹ کو چلانا چاہیں...... ویڈیو کیسٹ اس میں ڈالیں...... پلے کا بٹن دبائیں...... یہ کام شروع کر دے گا۔ بند کرنے کا بٹن دبائیں...... آپ کا ویڈیو کیسٹ بند ہو جائے گا...... اس کو بلندی سے نہ گرائیں یہ ٹوٹ جائے گا...... اس کو پانی میں نہ ڈالیں...... یہ خراب ہو جائے گا۔"

میں ہدایات کا ایک کتابچہ تحریر کرتا ہوں۔ اگر آپ سمجھیں تو:

"انسان بھی ایک مشین ہے۔"

میں یہ کہوں گا کہ:

"یہ ایک انتہائی پیچیدہ مشین ہے۔"

کیا اسے ہدایات کے کتابچے کی ضرورت نہیں ہے؟

انسان کے لیے...... ہدایات کا سرچشمہ قرآن پاک ہے۔ یہ قرآن پاک ہے جو اچھے اور برے کی تمیز سکھاتا ہے کہ یہ کچھ کرنا ہے اور وہ کچھ نہیں کرنا ہے...... انسان کے لیے کیا کچھ بہتر ہے اور کیا کچھ بہتر نہیں ہے...... آخری اور حتمی ہدایات قرآن پاک میں موجود ہیں کہ انسانیت کے لیے کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے۔ ایک عام ہندو وہ وحدتِ وجود (Pantheism) کے فلسفے پر یقین رکھتا ہے...... اس فلسفے کا مطلب یہ ہے کہ:

"ہر چیز خدا ہے۔"

جو کچھ ایک عام ہندو کہتا ہے وہ یہ ہے کہ:

''درخت خدا ہے...... سورج خدا ہے...... چاند خدا ہے...... انسانیت خدا ہے...... بندر خدا ہے...... سانپ خدا ہے۔''

ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان بڑا فرق یہ ہے کہ:

''ہم مسلمان کہتے ہیں کہ ہر چیز خدا کی ہے جبکہ ہندو کہتے ہیں کہ ہر چیز خدا ہے۔''

ہم کہتے ہیں کہ:

''(ہر چیز خدا کی ہے) Every Thing is God's''

جبکہ ہندو کہتے ہیں کہ:

''(ہر چیز خدا ہے) Every Thing is God''

ہمارے اور ہندوؤں کے درمیان ''کومے والے ایس'' (Apostrophe "S") کا فرق ہے۔ اگر ''ہم کومے والے اس ایس'' کا فرق حل کر لیں...... ہم مسلمان اور ہندو متحد ہو جائیں گے...... آپ یہ کیسے کریں گے؟

سورۃ آل عمران...... سورۃ نمبر 3...... آیت نمبر 64 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

''یہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا کسی کو شریک نہ کریں اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنائے اللہ کے سوا۔''

مسلمان کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ اللہ کی تابعداری کرتے ہیں۔ ہم ہندوؤں کے ساتھ کیسے اتحاد کر سکتے ہیں...... ہندوؤں اور مسلمانوں کی مقدس کتب کا تجزیہ کرتے ہوئے...... اگر آپ بھگود گیتا کا مطالعہ کریں...... بھگود گیتا (Bhagvad Geeta) میں درج ہے کہ:

''وہ لوگ جو دیوتاؤں کو پوجتے ہیں...... وہ لوگ جو بتوں کو پوجتے ہیں...... وہ مادہ پرست لوگ ہیں۔''

یہ سب کچھ کون کہہ رہا ہے؟

یہ سب بھگود گیتا کہہ رہی ہے۔

ہندوؤں کی مقدس کتب...... ویدا (Vedas) ہیں...... رِگ ویدا...... یجر ویدا......

سیم ویدا اور آتھروا ویدا۔

اگر آپ یجر ویدا کا مطالعہ کریں تو یجر ویدا کہتی ہے کہ:

''خدا کی کوئی شکل نہیں بنائی جا سکتی۔''

یہی یجر ویدا مزید کہتی ہے کہ:

''خدا شکل سے پاک ہے اور جسم سے بھی پاک ہے۔ اس کی کوئی شکل نہیں ہے...... اس کا کوئی جسم نہیں ہے۔''

یہی یجر ویدا مزید کہتی ہے کہ:

''وہ تمام لوگ جو اشیائے فطرت مثلاً ہوا، پانی، آگ کی پوجا کرتے ہیں...... وہ لوگ اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں۔''

یہی یجر ویدا مزید کہتی ہے کہ:

''وہ لوگ زیادہ اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں جو تخلیق کردہ چیزوں کی پوجا کرتے ہیں۔''

میں یجر ویدا کا حوالہ دے رہا ہوں:

''اگر آپ تخلیق کردہ چیزوں کی پوجا کرتے ہیں...... مثلاً میز...... کرسی...... وغیرہ تو آپ زیادہ اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں۔''

رگ ویدا جو ہندوؤں کی سب سے مقدس ویدا تصور کی جاتی ہے کہتی ہے کہ:

''خدا محض ایک ہی...... کوئی دوسرا خدا نہیں ہے...... کوئی دوسرا خدا نہیں ہے۔''

یہی رگ ویدا کہتی ہے کہ:

''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں۔''

جیسا کہ قرآن فرماتا ہے کہ:

''الحمدللہ۔''

وہی رگ ویدا کہتی ہے کہ:

''خدا ایک ہے...... اس واحد خدا کی پوجا کرو۔''

مسلمانوں کا قرآن فرماتا ہے کہ:

"قل ھو اللہ احد"

کہہ دو کہ اللہ ایک ہے۔

لہٰذا اگر ہم ہندوؤں اور مسلمانوں کی مقدس کتب کا مطالعہ کریں اور اگر ہم ان کا تجزیہ کریں...... ہم یہ دیکھیں گے کہ تمام مذہبی کتب...... تمام تر مذاہب کی مذہبی کتب "توحید" کی بات کرتی ہیں...... ایک خدا کے نظریے کی بات کرتی ہیں...... لہٰذا اگر آپ مقدس کتب کا مطالعہ کریں اور اگر ہم "کومے والے ایس" کا فرق جان جائیں...... ہندو اور مسلمان متحد ہو سکتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: اگر اللہ ایک ہے...... اس نے اس دنیا میں بے شمار پیغمبر بھیجے...... اگر مسلمان حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تسلیم کرتے ہیں تو عیسائی بھی انھیں تسلیم کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر تھے۔ اسلام اور عیسائیت دونوں اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ان کی تعلیمات بھی یہی کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک خالق ہے۔ ان کی تعلیمات میں ذکر ہے کہ یوم السبت کو یاد رکھو...... اس کو مقدس جانو خالق نے چھ دنوں میں دنیا کی تخلیق فرمائی ہے اور ساتویں دن اس نے آرام کیا۔ اگر اسلام موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر تسلیم کرتا ہے اور عیسائی بھی انھیں پیغمبر تسلیم کرتے ہیں تو ان میں یوم السبت کا فرق کیوں ہے؟

جواب: اس بھائی نے پوچھا ہے...... پاسچر نے بہت اچھا سوال پوچھا ہے۔ میں ان کے سوال کے ایک ایک نکتہ کا جواب دینا پسند کروں گا۔ اگرچہ انھوں نے چند جملے بولے ہیں لیکن ان میں میرے لیے کم از کم دس سوالات پنہاں ہیں۔ لیکن نواب صاحب فرما رہے کہ کام کو مختصر کریں...... کوآرڈی نیٹر کہہ رہے کہ بات کو مختصر کریں...... یہ ایک مشکل امر ہے۔ میں تقابلی مذاہب کا طالب علم ہوں۔ میں نے بائیبل کا بھی مطالعہ کیا ہے...... میں نے ویدا کا بھی مطالعہ کیا ہے اور بھگود گیتا کا بھی مطالعہ کیا ہے اور قرآن کے ساتھ تو میں ازحد محبت کرتا ہوں۔ میں ایسی گفتگو پسند کرتا ہوں جس کے توسط سے سچائی کا بول بالا ہو۔ اس بھائی نے دس احکامات کا ذکر کیا ہے جن میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک خالق ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی وہی کچھ فرمایا...... وہی تعلیمات دیں جو تعلیمات

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دی تھیں اور جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا۔

آیئے اب اصل کی طرف آتے ہیں۔ اس سوال میں کئی سوالات پنہاں ہیں۔ وقت مجھے اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ میں تمام سوالات کے جواب دوں۔ ان کا اصل سوال یہ ہے کہ یوم السبت کا فرق کیوں ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

''اگر ایک عیسائی نے اچھا عیسائی بننا ہے تو اسے تورات کی تمام تر تعلیمات پر اپنے عمل درآمد کو ممکن بنانا ہوگا۔''

لہٰذا عیسائیوں کے لیے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ ہفتے کے روز کو کیوں مقدس دن تصور نہیں کرتے۔ آپ کو یہ سوال عیسائیوں سے کرنا ہوگا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

''میں اپنے پیشرو پیغمبر کی تعلیمات کو ختم کرنے کے لیے نہیں آیا بلکہ ان کی تکمیل کے لیے آیا ہوں۔''

لیکن جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو انھوں نے یہ سب کچھ نہیں فرمایا تھا۔ سورۃ البقرہ...... سورۃ نمبر 2...... آیت نمبر 106 میں قرآن پاک ارشاد فرماتا ہے کہ:

''جب کوئی آیت ہم منسوخ فرما دیں یا بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آئیں گے۔''

قرآن فرماتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔ اسلام واحد غیر عیسائی مذہب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان لانے کی تلقین کرتا ہے۔ ہم مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان لاتے ہیں اور دیگر پیغمبروں پر بھی ایمان لاتے ہیں جو تعداد میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے۔ ہم جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش معجزانہ طور پر عمل میں آئی تھی۔ ان کا کوئی باپ نہ تھا۔ وہ بن باپ کے پیدا کیے گئے تھے اور اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ بن باپ کے بھی پیدا کر سکتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا نہ باپ تھا نہ ماں تھی۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر بھی قادر ہے کہ وہ بن ماں باپ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام بن باپ کے پیدا ہوئے تھے حالانکہ آج کل کے جدید دور کے عیسائی اس امر پر یقین نہیں رکھتے۔ ہم اس امر پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ معجزات بھی عطا فرمائے تھے کہ وہ پیدائشی اندھوں اور کوڑھیوں کو ٹھیک فرما دیتے تھے اور وہ یہ سب کچھ خدا کی اجازت کے ساتھ کرتے تھے۔ لیکن ہم جس امر پر ایمان رکھتے ہیں جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ:

> ''تمام تر سابقہ پیغمبر...... وہ محض اپنی اپنی امتوں کے لیے بھیجے گئے تھے۔''

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ:

> ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا...... بنی اسرائیل کے بچوں کی جانب۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ پوری انسانیت کے لیے تشریف نہیں لائے تھے۔ لیکن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد مبارک ہے کہ:

> ''ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انسانیت کی فلاح کے لیے تشریف لائے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا جو کلام نازل ہوا اس کے لیے وہی کلام ہونا ضروری نہ تھا جو اللہ تعالیٰ کے سابقہ کلام تھے...... بنیادی پیغام وہی ہے...... میرے بھائی بنیادی پیغام وہی ہے کہ:

- ''ایک خدا پر ایمان لاؤ۔''
- ''بتوں کی پوجا مت کرو۔''

بنیادی بات وہی ہے البتہ قوانین میں تبدیلی ہو سکتی ہے...... قوانین...... معمولی قوانین تبدیل ہو سکتے ہیں...... یہودی ہفتے کو چھٹی کرتے تھے...... عیسائی اتوار کو چھٹی کرتے ہیں...... میں نہیں جانتا کہ ایسا کیوں ہے؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ:

> ''تم ایک قانون بھی نہیں توڑ سکتے۔''

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مختلف ہیں...... ہم ایک لحاظ سے آج

کل کے یہودیوں اور عیسائیوں سے مختلف ہیں کیونکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عیسائیت نہیں سکھائی...... انھوں نے اسلام کے سوا کچھ نہیں سکھایا۔ انھوں نے عیسائیت کی تعلیم نہیں دی بلکہ اسلام کی تعلیم دی۔"

لفظ "عیسائی" ایک عرفی نام ہے...... یہ نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمنوں نے دیا ہے۔ یہ بات بائیبل میں بھی درج ہے۔ پاسچر اس امر کو بخوبی جانتا ہوگا۔ عیسائیوں کے دشمنوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کو عرفی نام عیسائی دیا تھا...... یہ ایک طرح ان کو دی جانے والی ایک گالی ہے لیکن عیسائی آج کل اپنے آپ کو بڑے فخر کے ساتھ عیسائی کہتے ہیں۔ لیکن سورۃ آل عمران...... سورۃ نمبر 3...... آیت نمبر 52 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمان تھے:

"پھر جب عیسیٰ نے ان سے کفر پایا بولا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف۔ حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔ ہم اللہ پر ایمان لائے اور آپ گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں۔"

سورۃ آل عمران...... سورۃ نمبر 3...... آیت نمبر 67 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

"وہ نہ ہی یہودی تھے۔ نہ ہی عیسائی تھے بلکہ وہ مسلمان تھے۔"

لہٰذا جو قانون پیغمبر اسلام لائے...... جو دین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے...... اس کا بنیادی پیغام وہی ہے...... ایک خدا پر ایمان لانا...... بتوں کو نہ پوجنا...... لہٰذا جب انسانیت ایک خاص سطح تک پہنچ گئی...... اللہ تعالیٰ نے مناسب سمجھا کہ اب اس کو حتمی پیغام سے نوازا جائے...... اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا...... کوئی دوسرا دین...... کوئی دوسرا قانون نہیں آئے گا اور آج کے قانون انتہائی عملی قانون ہیں۔ مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

"آنکھ کے بدلے آنکھ...... دانت کے بدلے دانت۔"

اس وقت یہ بڑا اچھا قانون تھا...... ان دنوں ایسی عدالتیں قائم نہ تھیں کسی کی آنکھ پھوڑ دیتا...... آپ اس کی آنکھ پھوڑ سکتے تھے۔ اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت...... یہ قانون تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام...... اللہ کے ایک اور پیغمبر نے فرمایا کہ:

''پہلے یہ قانون رائج تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اگر کوئی آپ کے ایک رخسار پر طمانچہ مارے تو آپ اپنا دوسرا رخسار بھی اس کے سامنے پیش کر دیں۔ اگر کوئی آپ سے قمیض مانگے تو آپ اس کو اپنا کوٹ بھی دے دیں...... اگر وہ آپ کو ایک میل چلنے کو کہے تو آپ دو میل چلیں۔''

یہ ایک تلافی ہے...... یہ ایک تلافی ہے...... کہ لوگوں نے اس کے لغوی معانی لے لیے...... اگر ایک فرد کاٹی کھیل رہا ہے...... وہ کسی کی آنکھ کو جا لگتی ہے...... فطری طور پر یہ سب کچھ غلطی کے سبب ہوا۔ آپ کاٹی مارنے والے فرد کی آنکھ نہیں پھوڑ سکتے جس نے غلطی کے ساتھ آپ کی آنکھ زخمی کر دی تھی۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی تلافی لے کر آئے۔ آج کل یہ سب کچھ حالات پر منحصر ہے...... اگر کوئی جان بوجھ کر بغیر کسی وجہ کے کسی کو نقصان پہنچاتا ہے تو آپ بھی اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کر سکتے ہیں...... آپ اسے سبق سکھا سکتے ہیں تاکہ آئندہ کے لیے اسے نصیحت حاصل ہو...... لیکن اگر غلطی سے کسی سے کوئی نقصان سرزد ہو جائے تو آپ کے لیے قانونی عدالت موجود ہے...... عدالت فیصلہ کرے گی کہ کیا غلط ہے اور کیا درست ہے۔ لہٰذا قوانین بدلتے رہے۔ حالات کے مطابق ان میں تبدیلی آتی رہی...... قرآن پاک آخری اور حتمی کتاب الٰہی ہے جو کہ قیامت تک کے لیے ہے اور آپ اسے عملی طور پر ثابت کر سکتے ہیں۔

مجھے امید ہے کہ آپ کے سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: ایک طبی ڈاکٹر ہونے کی بنا پر کیا آپ اسے ایک درست اقدام تصور کریں گے کہ ہندوؤں کے ساتھ مذہب کی بنیاد پر امتیازی سلوک کیا جائے۔ سعودی عربیہ کی مقدس سرزمین پر ملازمت کے اشتہارات کے ضمن میں...... اشتہار یہ کہتے ہیں...... محض مسلمان یا عیسائی نوکری کے لیے درخواست دے سکتے ہیں۔

جواب: ڈاکٹر صاحب نے بہت اچھا سوال پوچھا ہے کہ کیا آپ بسلسلہ ملازمت مذہب، کی بنیاد پر انسانیت سے امتیازی سلوک کر سکتے ہیں...... جیسے کہ اخبارات کے اشتہارات سے ظاہر ہوتا ہے...... کہ محض مسلمان یا عیسائی سعودیہ عربیہ میں ملازمت کے لیے درخواست دے سکتے ہیں...... میں بذات خود بھی سعودیہ رہا ہوں...... بھن یہ محض زبانی کلامی ہے جبکہ

حالات اس کے برعکس ہوتے ہیں۔ سعودیہ میں کئی ایک اہم عہدوں پر غیر مسلم افراد فائز ہیں...... ہندو اور عیسائی وغیرہ...... بلکہ میں نے سعودی حکام سے شکایت بھی کی تھی کہ آپ کو انصاف کرنا چاہیے اور ہمیں بھی مواقع فراہم کرنے چاہئیں...... مسلمان وہاں پر جھاڑو وغیرہ دیتے ہیں۔ لیکن اگر آپ تجزیہ سرانجام دیں تو اعلیٰ عہدے...... میں سعودیہ میں رہا ہوں...... وہاں پر اعلیٰ ترین عہدے...... اور ہم نے وہاں پر اسی طرح کا ایک اجتماع بھی کیا تھا...... یہ اجتماع جدہ میں ٹرائیڈنٹ ہوٹل میں ہوا تھا۔ یہ ایک فائیو اسٹار ہوٹل ہے...... اس ہوٹل کے تمام اعلیٰ عہدوں پر پڑھے لکھے غیر مسلم افراد فائز تھے...... اور اس وقت مہمان خصوصی ایئر انڈیا کا جنرل مینیجر تھا۔ وہاں پر چند مسلمان ہی اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں...... زیادہ تر تعداد غیر مسلموں کی ہے جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں...... میں نہیں جانتا کہ ایسا کیوں ہے؟ یہ مجھے ان سے دریافت کرنا پڑے گا۔ لہٰذا یہ ایک غلط فہمی ہے۔ لیکن مخصوص خدمات کے لیے...... مخصوص ملازمت کے لیے...... فرض کریں کہ اگر آپ نے مسجد میں صلوٰۃ ادا کرنی ہے تو آپ کے لیے مسلمان ہونا ضروری ہے...... غیر مسلم نماز نہیں پڑھ سکتے۔ لہٰذا یہ ملازمت کی نوعیت پر منحصر ہے۔ لیکن کسی بھی شخص کو بھرتی کرنے کے لیے ملازمت کی نوعیت کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ اگر آپ کو ایک اکاؤنٹنٹ درکار ہے تو فطری بات کہ اکاؤنٹنٹ اچھا ہونا چاہیے...... اپنے میدان میں ماہر ہونا چاہیے۔ سعودیہ میں کسی کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں روا رکھا جاتا...... یہ ایک غلط فہمی ہے۔ حتیٰ کہ نامور ایجنٹ جو لوگوں کو سعودیہ بھجواتے ہیں...... وہ ہندو ہیں۔ بمبئی میں چوٹی کے ٹریول ایجنٹ...... غیر مسلم ہیں۔ لہٰذا بہن یہ غلط فہمی ہے...... یہ غلط فہمی ہے...... اگر آپ اپنے میدان میں ماہر ہیں...... آپ ایک اچھی ڈاکٹر ہیں...... خواہ آپ مسلمان ہوں یا غیر مسلم ہوں...... فرض کریں میری والدہ بیمار ہے اور اگر میں جانتا ہوں کہ ایک ہندو ڈاکٹر موجود ہے جو ماہر امراض قلب ہے...... تو کیا میں اپنی والدہ اس کے پاس نہیں لے جاؤں گا؟ میں اس غیر مسلم ڈاکٹر کے پاس اپنی والدہ کو علاج کی غرض سے لے کر جاؤں گا کیونکہ قرآن فرماتا ہے کہ:

"اگر تم نہیں جانتے...... اس شخص سے پوچھو جو جانتا ہے۔"

سورۃ نحل...... سورۃ نمبر 16...... آیت نمبر 43 اور سورۃ فرقان...... سورۃ نمبر 25...... آیت نمبر 59 میں قرآن پاک فرماتا ہے کہ:

''اگر تم شک شبہے میں ہو۔ اس شخص سے دریافت کرو جو جانتا ہے...... ایک ماہر کے پاس جاؤ۔''

قرآن یہ نہیں فرماتا کہ:

''کسی مسلمان کے پاس جاؤ۔''

قرآن فرماتا ہے کہ:

''کسی ماہر کے پاس جاؤ...... اگر وہ غیر مسلم ہے تو مجھے غیر مسلم کے پاس جانا ہوگا۔ شرط یہ ہے کہ اسے اپنے اس میدان میں ماہر ہونا چاہیے جس میدان میں مجھے اس کی مدد درکار ہے۔''

میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: کیا اسلام میں درویشی ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کا ادراک کیا جا سکتا ہے۔ کیا بذریعہ مراقبہ...... عبادات...... توبہ...... اللہ تعالیٰ کا ادراک کیا جا سکتا ہے؟ آزاد اکنامک مارکیٹ کے بارے میں اسلام کیا فرماتا ہے؟

اس بھائی نے یہ سوال پوچھا ہے کہ:

''آزاد مارکیٹ اکنامی کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

میرے بھائی اس موضوع پر میں گفتگو کر چکا ہوں۔ قرآن پاک سود سے آزاد اکنامی پر زور دیتا ہے۔ اس گفتگو کی کیسٹ دستیاب ہے...... آپ وہ کیسٹ حاصل کر سکتے ہیں...... یہ کیسٹ آپ کو بتائے گی کہ اسلامی نظریے کے تحت آپ نے کس طرح معیشت سے نپٹنا ہے...... یہ آپ کو اسلامی معیشت کے بارے میں بتائے گی...... ملائیشیا اس پر عمل درآمد کر رہا ہے...... ان کی معیشت میں بہتری آ رہی ہے۔

آپ کے سوال کا دوسرا حصہ...... مراقبہ وغیرہ۔

ہماری عبادت کا بہترین طریقہ...... آپ اسے مراقبہ کہہ سکتے ہیں...... آپ اسے کئی نام دے سکتے ہیں جو مختلف معانی رکھتے ہوں...... ہم جو کچھ کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ...... ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا ایک طریقہ...... جس کو میں نے اپنے خطاب کے دوران بیان بھی کیا تھا...... صلوٰۃ ہے...... اس کے ذریعہ ہم اپنے اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاتے ہیں...... اگر آپ نے میرا خطاب سنا ہو تو میں نے آپ کو صلوٰۃ کے طبی

فوائد بھی بتائے تھے...... لیکن ہم مسلمان...... اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانے کے لیے نماز ادا کرتے ہیں...... اللہ تعالیٰ کی رہنمائی حاصل کرنے کے لیے نماز ادا کرتے ہیں...... طبی فوائد کے حصول کے علاوہ ہم صلوٰۃ سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں...... انسانیت کے لیے کیا درست ہے اور کیا غلط ہے۔

آپ کے پہلے سوال کے بارے میں کیا اسلام میں درویشی ہے؟ اس قسم کی کچھ چیز اسلام میں موجود ہے۔ لیکن درویشی سے اگر آپ کا مطلب یہ ہے کہ پیدائشی...... تب اس قسم کی کوئی چیز اسلام میں موجود نہیں ہے۔ ہمارے پیارے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک بچہ ''دین فطرت'' پر پیدا ہوتا ہے۔ دین فطرت کا مطلب ہے...... کہ مسلمان پیدا ہوتا ہے۔ اس امر سے قطع نظر کہ وہ ایک ہندو خاندان میں پیدا ہوا ہے...... عیسائی خاندان میں پیدا ہوا ہے...... وہ گناہوں سے پاک پیدا ہوتا ہے۔ ہر پیدا ہونے والا بچہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ایک ہندو خاندان کا بچہ بھی گناہوں سے پاک پیدا ہوتا ہے...... اگر وہ پانچ برس کی عمر تک موت سے ہمکنار ہو جاتا ہے تو وہ براہ راست جنت میں داخل ہوگا۔ مابعد وہ غلط نظریات پر قائل ہو سکتا ہے وغیرہ وغیرہ...... لیکن جنم لینے والا ہر بچہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔ جہاں تک پادری پن یا پروہت پن کا تعلق ہے...... اس قسم کا کوئی تصور اسلام میں موجود نہیں ہے کہ کوئی پیدائشی پادری، پروہت ہو یا خاندانی پادری اور پروہت ہو...... ایک شخص جو دینی معیار حاصل کرتا ہے...... مثال کے طور پر ہماری مساجد میں امام ہوتے ہیں...... ایک شخص جو قرآن پاک کی بہتر تلاوت کر سکتا ہے...... ایک شخص جو کسی مخصوص میدان میں زیادہ علم رکھتا ہے...... وہ امام بن سکتا ہے...... ایک مفکر...... ایک شخص جو کسی مخصوص میدان میں زیادہ علم کا حامل ہو...... اب آپ اس سے مشورہ لے سکتے ہیں...... اس سے نصیحت لے سکتے ہیں۔ قرآن فرماتا ہے کہ:

''ان لوگوں سے پوچھو جو جانتے ہیں۔''

فرض کیا کہ آپ جاننا چاہتے ہیں کہ طب کیا ہے؟...... آپ ڈاکٹر کے پاس جائیں گے...... اگر آپ سائنس کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں...... آپ سائنس دان کے پاس جائیں گے...... اگر آپ قرآن پاک کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں تو آپ مولانا کے پاس جائیں گے جو اس میدان میں قرار واقعی علم رکھتا ہے...... لیکن پیدائشی پادری یا

پروہت قسم کی کوئی چیز نہیں ہے۔ ہمارے مذہب میں امام ہوتے ہیں جو باجماعت نماز پڑھاتے ہیں...... ہمارے رہنما ہوتے ہیں...... لیکن وہ پیدائشی رہنما نہیں ہوتے۔ مجھے امید ہے میرے بھائی کہ آپ کی بخوبی تسلی ہو چکی ہوگی۔ تمام انسان برابر ہیں۔ جو چیز آپ کو دیگر انسانوں سے ممتاز بناتی ہے وہ آپ کے نیک اعمال ہیں۔ اگر آپ نیک اعمال زیادہ کرتے ہیں...... تب آپ ایک برتر انسان ہیں...... تب آپ دیگر انسانوں سے برتر ہیں۔

میرا خیال ہے اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: آپ نے اپنے خطاب میں قرآن پاک کی ایک آیت کا حوالہ پیش کیا تھا کہ درحقیقت محض چاند ہی نہیں جو گھومتا ہے بلکہ سورج بھی گھومتا ہے...... اور سائنس نے بھی یہ ثابت کیا ہے کہ سورج گھومتا ہے...... بالکل درست ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ زمین گول ہے...... لیکن تمام اجسام فلکی زمین کے گرد گھوم رہے ہیں...... بشمول سورج آپ جانتے ہیں کہ تمام تر ستارے، سورج اور چاند زمین کے گرد گھومتے ہیں...... اور زمین ہر ایک چیز کا مرکز ہے...... یہ تھیوری قائل کرنے والی معلوم ہوتی ہے...... آپ اس پر روشنی ڈالیں؟

جواب: اس بھائی نے ایک اچھا سوال کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زیادہ تفصیل جاننے کے لیے میں نے عرض کیا تھا کہ آپ میری ویڈیو کیسٹ سے استفادہ حاصل کریں۔ اس کا عنوان ہے:

"قرآن اور جدید سائنس...... تصادم یا مصالحت۔"

اس کیسٹ کے حصہ اوّل اور دوم سے استفادہ حاصل کریں...... یہ کیسٹ چار گھنٹوں پر مشتمل ہے۔ اس موضوع پر بات چیت بمبئی میں ہوئی تھی۔ اس اجلاس کے چیئرمین فرما رہے ہیں کہ:

"اپنے جوابات مختصر کریں۔"

یہ مشکل ہے کہ مختصر جوابات سے سامعین کو قائل کیا جائے اور اس بھائی نے درست کہا ہے کہ...... یہ تھیوری پیش کی جا چکی ہے...... ہم جیوسنٹرازم تھیوری پر یقین رکھتے تھے۔

جیوسنٹرازم کا مطلب ہے کہ زمین ایک مرکز ہے اور تمام سیارے بشمول سورج زمین کے گرد گھومتے ہیں...... قرآن اس کی مکمل تردید کرتا ہے۔ درحقیقت میں نے قرآن

پاک کی سورۃ انبیاء...... سورۃ نمبر 21 آیت نمبر 33 سے جو حوالہ پیش کیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ:

''اور وہی ہے جس نے بنائے رات اور دن اور سورج اور چاند ہر ایک گھیرے میں پیر رہا ہے۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ سورج اور چاند گھوم رہے ہیں۔ ''یسبحون'' ایک عربی لفظ ہے جو حرکت کرنے والے اجسام کی حرکت بیان کرتا ہے...... یہ گھوم رہا ہے۔ قرآن پاک کہیں بھی نہیں فرماتا کہ:

''سورج اور چاند زمین کے گرد گھوم رہے ہیں۔''

آج کل سائنس مزید ترقی کر چکی ہے...... وہ ایک پرانی تھیوری ہے جو کہ غلط ثابت ہو چکی ہے۔

آج سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ:

''سورج نظام شمسی...... نظام شمسی کا مرکز سورج ہے اور سیارے بشمول زمین تمام گھوم رہے ہیں۔ نظام شمسی بھی کہکشاں میں گھوم رہا ہے۔''

اگر آپ جانتے ہیں میرے بھائی تو یہ تازہ ترین تھیوری ہے کہ:

''حتیٰ کہ نظام شمسی بھی کہکشاں میں ایک نقطے کے گرد گھوم رہا ہے۔''

لٰہذا قرآن پاک یہ کہتا ہے کہ:

''سورج زمین کے گرد گھومتا ہے...... قرآن پاک میں اس قسم کا ایک بھی ارشاد مبارک نہیں ہے۔''

یہ غلط تشریح پیش کی گئی ہے۔ قرآن فرماتا ہے کہ:

''سورج اور چاند گھومتے ہیں۔''

قرآن پاک یہ نہیں فرماتا کہ:

''یہ زمین کے گرد گھومتے ہیں۔''

سائنس نے یہ آج ثابت کیا ہے کہ:

''سورج گھومتا ہے۔''

اور قرآن پاک نے 1400 برس بیشتر یہ سب کچھ فرما دیا تھا۔ قرآن میں کوئی بھی ایسا ارشاد مبارک نہیں ہے جو سائنس کے خلاف جاتا ہو...... ایسے نظریات ہو سکتے ہیں

جوقرآن کے خلاف جاتے ہوں مثلاً ڈارون کی تھیوری جو کہ غلط ثابت ہو چکی ہے۔لیکن کوئی سائنسی حقیقت ایسی نہیں ہے جو کہ قرآن کی ایک بھی آیت کے خلاف جاتا ہو۔

''میرا خیال ہے کہ سوال کرنے والے بھائی مطمئن ہو گئے ہوں گے۔''

سوال: اسلام سبزی خوری کے علاوہ گوشت خوری کی اجازت کیوں فراہم کرتا ہے؟

ایک اور سوال یہ کہ کیا سیاستدان مذہب کے کسی خانے میں فٹ ہو سکتے ہیں......

کیا مذہب سیاستدانوں کے بغیر بھی چل سکتا ہے؟

جواب: اس بھائی نے دوسوال پوچھے ہیں...... دوسرا سوال ہے کہ:

''سیاست اور اسلام۔''

کیا مذہب سیاستدانوں کے بغیر چل سکتا ہے؟

بھائی میرے جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا...... اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے...... اسلام میں سیاست بھی شامل ہے لیکن اس سیاست سے ملتی جلتی نہیں جو آج کل کے جدید دور میں ہمارے شامل حال ہے...... آپ جانتے ہیں کہ آج کل ہر کوئی اپنی جیبیں بھر رہا ہے وغیرہ وغیرہ...... لہٰذا اسلام ایسی سیاست کے خلاف ہے۔لیکن اسلام میں سیاسی نظام موجود ہے۔جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔آپ اس وقت تک ایک اچھے مسلمان نہیں بن سکتے جب تک آپ ایک اچھے انسان نہ بنیں...... اسلام سیاست کی بھی اجازت دیتا ہے لیکن وہ ایک مختلف چیز ہے۔یقیناً آپ جس سیاست کی بات کر رہے ہیں وہ جدید سیاست ہے...... اسلام ایسی سیاست سے کوسوں دور ہے۔اسلام ایسی سیاست کو نہیں مانتا جس میں لوگ اپنی جیبیں بھر رہے ہوں اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہو......لوگوں کی بھتری سے بڑھ کر اپنی جیبیں اہم ہوں...... اسلام ایسی سیاست کے خلاف ہے۔

جہاں تک آپ کے پہلے سوال کا تعلق ہے وہ بہت اہم ہے...... کیونکہ ہم ڈنر کرنے والے ہیں...... آپ جانتے ہیں......سوال جواب کے اجلاس کے بعد ہم ڈنر سے لطف اندوز ہوں گے۔

اس بھائی نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ:

''اسلام کیوں فرماتا ہے کہ آپ گوشت خوری کریں؟''

اسلام گوشت خوری کی اجازت کیوں فراہم کرتا ہے؟ یہ ایک اچھا سوال ہے۔

اگر آپ نباتات پر گزارہ کرنے والے جانوروں کے دانتوں کا تجزیہ کریں مثلاً گائے، بکری، بھیڑ وغیرہ...... ان کے دانت سبزی خوری کے لیے مفید ہیں...... اگر آپ درندوں کے دانتوں کا معائنہ کریں جو کہ محض گوشت پر گزارا کرتے ہیں۔ مثلاً شیر، چیتا اور ببر شیر وغیرہ...... ان کے دانت نوکدار ہیں...... وہ محض گوشت خوری کرتے ہیں۔ ہمارے دانت دونوں اقسام کے حامل ہیں اس لیے ہماری خوراک میں سبزی اور گوشت دونوں شامل ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ...... ہمارا خالق یہ چاہتا کہ ہم محض سبزی خوری ہی کریں تو وہ ہمیں محض ہموار دانتوں سے نوازتا۔ اس نے ہمیں نوکیلے دانت کیوں عطا فرمائے ہیں؟ اس کا ایک مقصد ہے جو جانور گوشت خور نہیں ہیں مثلاً گائے، بکری، بھیڑ اگر آپ ان کو زبردستی گوشت کھلا دیں تو ان کا نظام ہضم اسے ہضم نہیں کر پائے گا۔ دوسری طرف گوشت خور درندوں کا نظام ہضم سبزی اور نباتات وغیرہ ہضم نہیں کر پائے گا۔ انسانی نظام ہضم دونوں کو ہضم کرنے پر قادر ہے...... سبزی کو بھی...... اور گوشت کو بھی...... اگر اللہ تعالیٰ یہ چاہتا کہ ہم محض سبزی خوری ہی کریں تب وہ ہمیں ایسا نظام ہضم کیوں عطا فرماتا جو سبزی کے ساتھ ساتھ گوشت بھی ہضم کرنے پر قادر ہو۔ اگر آپ ہندوؤں کی کتب کا مطالعہ کریں تو ان کے جوگی وغیرہ گوشت خوری کرتے تھے۔ یہ ان میں درج ہے۔ اگر آپ ہندوؤں کی کتاب رامایانہ کا ہی مطالعہ کریں...... دیکھیں میں حوالہ پیش کر رہا ہوں۔ میں ہمیشہ حوالہ پیش کرنا پسند کرتا ہوں تاکہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ میں ان کو اُلّو بنا رہا ہوں۔ جب میں مسلمانوں کو ان کے دین کے بارے میں معلومات بہم پہنچاتا ہوں تو وہ حیران رہ جاتے ہیں۔ میں ان کو بتاتا ہوں یہ قرآن اور حدیث میں درج ہے۔ جب میں غیر مسلموں کو رام اور ویدا کا حوالہ پیش کرتا ہوں تو وہ بھی حیران ہو جاتے ہیں کہ یہ سب کچھ ان کی کتابوں میں درج ہے۔ یہ ایودیا میں درج ہے کہ جب رام کو بن واس کے لیے بھیجا گیا تو اس نے اپنی ماں کو بتایا کہ میں اپنی مزیدار گوشت کے کھانوں کی قربانی دوں گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ راما گوشت خور تھا۔ وہ گوشت کھاتا تھا۔ ہندو فلاسفی مابعد کیوں تبدیل ہو گئی؟ اس کی وجہ یہ ہے کیونکہ لوگ اھنسا متاثر ہو گئے تھے...... زندگی کے دیگر فلسفوں بدھ ازم، جین ازم وغیرہ کی طرح جو اھنسا میں یقین رکھتی ہے۔ لہٰذا لوگوں کو مذہب تبدیل کرنے اور دیگر مذہب اپنانے سے بچانے کی غرض سے ہندوؤں نے سبزی خوری کو تسلیم کر لیا...... سبزی خوری کو اپنا لیا...... وہ آپ کو بتاتے ہیں

کہ...... نباتات زندگی کی رمق سے محروم ہوتے ہیں جبکہ جانور جاندار ہوتے ہیں اور کسی جاندار کو مارنا ایک غلط فعل ہے...... اگر آپ کسی بھی جاندار مخلوق کو خواہ وہ کیڑا مکوڑا ہی کیوں نہ ہو بغیر کسی وجہ کے مار ڈالتے ہیں تو اس کی اجازت نہیں ہے لیکن وہ غلط فہمی کا شکار ہیں...... کہ نباتات میں زندگی نہیں پائی جاتی...... کیونکہ سائنس ترقی کر چکی ہے اور ہم یہ جان چکے ہیں کہ حتیٰ کہ نباتات میں بھی زندگی موجود ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کی یہ دلیل ناکام ہو چکی ہے۔ لہٰذا انھوں نے اب ایک نیا جواب تلاش کر لیا ہے کہ:

"اگرچہ نباتات بھی زندگی کے حامل ہیں لیکن وہ درد اور تکلیف محسوس نہیں کرتے جبکہ حیوان تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ لہٰذا ایک نباتات کو مارنے کی نسبت ایک جانور کو مارنا زیادہ بڑا گناہ ہے۔"

آج کل سائنس ترقی کر چکی ہے اور ہم یہ بھی جان چکے ہیں کہ...... حتیٰ کہ نباتات بھی درد اور تکلیف محسوس کرتے ہیں...... حتیٰ کہ وہ رو بھی سکتے ہیں اور خوش بھی ہو سکتے ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بھی اعصابی نظام کے حامل ہوتے ہیں۔ امریکہ میں تحقیق کی گئی ہے۔ وہاں پر ایک کسان کے پاس ایسا ساز و سامان موجود ہے جس کی وساطت سے وہ پودوں کی آواز سن سکتا ہے...... انسانی کان اس آواز کو سننے سے قاصر ہیں۔ انسانی کان 20 سائیکل یا 20,000 سائیکل فی سیکنڈ سے سن سکتے ہیں اور ممکن ہے پودوں کے رونے کی آواز ان کی رینج سے باہر ہو۔ لہٰذا اس کسان کے پاس ایسا ساز و سامان موجود ہے جس کی وساطت سے پودوں کے رونے کی آواز سنی جا سکتی ہے...... جس لمحے آپ پودوں کو پانی نہیں دیتے اس لمحے وہ روتے ہیں...... وہ روتے ہیں اور اپنے ساز و سامان کی مدد سے وہ کسان ان کے رونے کی آواز بخوبی سن سکتا ہے۔ لہٰذا پودے درد اور تکلیف بھی محسوس کرتے ہیں...... حتیٰ کہ وہ خوشی بھی محسوس کرتے ہیں۔ لہٰذا ایک شخص نے اس مسئلے پر میرے ساتھ بخوبی بحث کی تھی...... دلیل بازی کی تھی۔ اس نے کہا کہ دیکھیں ذاکر بھائی میں آپ کے اس بیان کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں کہ نباتات (پودے) بھی جاندار ہوتے ہیں...... وہ بھی درد محسوس کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ غور کریں اور آپ منطقی تجزیہ سرانجام دیں تو آپ دیکھیں گے کہ جانور حواس خمسہ رکھتے ہیں جبکہ پودے دو یا تین حواس رکھتے ہیں...... یعنی جانوروں کے پانچ حواس ہوتے ہیں جبکہ پودوں کے دو یا تین حواس ہوتے

ہیں۔ لہٰذا ایک ایسی مخلوق کو مارنا جو حواس خمسہ کی حامل ہو اس مخلوق کو مارنے کی نسبت بڑا جرم ہے جو دو یا تین حواس کی حامل ہو۔ میں نے جواب دیا کہ فرض کرو میں تمھارے بیان کے ساتھ متفق ہو جاتا ہوں لیکن یہ بھی فرض کرو کہ تمہارا ایک بھائی ہے جو کہ پیدائشی گونگا اور بہرہ ہے اور جب وہ جوان ہوتا ہے...... ایک مجرم پیشہ شخص آتا ہے اور اسے قتل کر دیتا ہے۔

ایسی صورت میں کیا تم جج کے پاس جاؤ گے اور اسے بتاؤ گے کہ:

''جج صاحب آپ مجرم کو کم یا ہلکی سزا دیں کیونکہ میرے بھائی کے دو حواس کم تھے؟''

کیا تم یہ کہو گے؟ نہیں ہرگز نہیں کہو گے بلکہ تم جج سے یہ کہو گے کہ:

''قاتل کو زیادہ سے زیادہ سزا دیں کیونکہ اس نے ایک معذور نوجوان کا قتل کیا ہے۔''

لہٰذا اسلام میں گوشت خوری جائز ہے۔

سورۃ البقرہ...... سورۃ نمبر 2...... آیت نمبر 168 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

''کھاؤ جو کچھ زمین میں حلال پاکیزہ ہے۔''

لیکن مسلمان اس صورت میں بھی ایک بہت اچھا مسلمان ہے اگر وہ محض سبزی خوری ہی کرے...... وہ سبزی خوری بھی کر سکتا ہے...... کیوں سبزی خور نہیں بن سکتا؟ قرآن پاک یہ نہیں فرماتا کہ آپ لازمی طور پر گوشت خوری کریں...... اگر آپ محض سبزی خور ہی بن جائیں تب بھی آپ ایک اچھے مسلمان ہیں۔ لیکن اگر آپ تجزیہ سرانجام دیں تو آپ دیکھیں گے کہ سبزیوں میں درجہ اوّل پروٹین نہیں ہوتی۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ سبزی کی بہترین پروٹین سویا بین ہے جو کہ دوسرے درجے کی حامل ہے؟ گوشت خور اوّل درجے کی پروٹین حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں جو کہ سبزیوں میں موجود نہیں ہوتی۔ ایسے آرٹیکل بھی منظر عام پر آ رہے ہیں جو کہ سائنس دانوں نے تحریر کیے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ دیکھو کہ سبزی خوری کے یہ فوائد ہیں...... وہ سبزی خوری کو گوشت خوری پر ترجیح دیتے ہیں۔ وہ سبزیوں کو اس لیے ترجیح دے رہے ہیں کیونکہ یہ ان کا طرز زندگی ہے۔ لیکن ایسے آرٹیکل بھی منظر عام پر آ رہے ہیں جو کہ گوشت خور سائنس دانوں نے تحریر کیے ہیں جو کہ سبزی خور سائنس دانوں کے نظریے کو مسترد کرتے ہیں۔ لہٰذا جب آپ کا کسی ایسے شخص سے ملاقات

کرنے کا اتفاق ہو سبزی خوری اور گوشت خوری دونوں موضوعات پر حاوی ہو...... دونوں کے بارے میں علم رکھتا ہو تو آپ کے علم میں یہ بات آئے گی کہ گوشت خوری انسانی جسم کے لیے سودمند ہے۔ لہٰذا جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسی خوراک عطا فرمائی جسے ہم استعمال کر سکتے ہیں تب ہم کیوں اس کو کھانے سے اجتناب کریں؟

میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ مسلمان گوشت خور ہیں اس لیے وہ اپنے جذبات اور احساسات پر کنٹرول نہیں کر سکتے...... کیا یہ درست ہے؟ براہ مہربانی اس پر کچھ روشنی ڈالیں۔

جواب: اس بھائی نے ایک اچھا سوال پوچھا ہے۔ سوال کچھ یوں ہے کہ:

"جو خوراک ہم استعمال کرتے ہیں کیا وہ ہمارے عمل پر اثر انداز ہوتی ہے۔"

اور میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ خوراک جو ہم کھاتے ہیں..... غذا جو ہم استعمال کرتے ہیں وہ ہمارے عمل پر ضرور اثر انداز ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ہمیں سبزی خور جانور مثلاً گائے، بھینس، بھیڑ، بکری وغیرہ کھانے کی اجازت دی اور درندے مثلاً شیر، چیتا وغیرہ کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اگر آپ درندے کھانے لگ جائیں تو آپ بھی درندوں کی موافق بن جائیں۔ آپ جو خوراک استعمال کرتے ہیں وہ آپ کے عمل پر اثر انداز ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں نباتات خور جانور کھانے کی اجازت ہے اور گوشت خور جانور کھانے کی ممانعت ہے۔ سائنس بھی اب اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ خوراک ہمارے عمل پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ہم گائے کھاتے ہیں..... آپ جانتے ہیں کہ گائے ایک شریف جانور ہے۔ ہم بھی شریف انسان بننا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ہم گائے کھاتے ہیں۔ ہمارے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گوشت خور جانوروں کا گوشت تم پر حرام ہے۔

امریکہ میں تحقیق سرانجام دی گئی تھی۔ کچھ لوگوں کو کئی ماہ تک محض سبزیاں ہی کھلائی گئی تھیں اور لوگوں کے ایک دوسرے گروپ کو کئی ماہ تک گوشت خوری کروائی گئی تھی...... جب آپ گوشت خور کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ محض گوشت پر ہی گزارا کرنا بلکہ اس خوراک میں سبزیاں وغیرہ بھی شامل ہوتی ہے۔ لہٰذا جن لوگوں کو گوشت خوری کروائی گئی تھی ان کا سماجی عمل درآمد ان لوگوں کی نسبت بہتر

پایا گیا تھا جن کو سبزی خوری کروائی گئی تھی۔ یہ تحقیق سرانجام دی گئی تھی...... اس تحقیق کی دستاویزات بھی موجود ہیں۔ لوگوں میں غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اگر آپ محض سبزیاں ہی استعمال کریں تو آپ میں اور گوشت خوری کرنے والوں میں محض معمولی سا فرق ہی سامنے آئے گا اور بڑا اور واضح فرق سامنے نہیں آئے گا۔ لیکن تحقیق کہتی ہے کہ سبزی خوروں کا سماجی عمل درآمد گوشت خوروں کے مقابلے میں کم مخلصانہ اور پرتپاک ہوتا ہے۔ لیکن لوگ...... کچھ سبزی خور نرم خو ہوتے ہیں اور کچھ غصیلے ہوتے ہیں۔ دوسری طرف کچھ گوشت خور بھی نرم خو ہوتے ہیں اور کچھ غصیلے ہوتے ہیں...... یہ سب کچھ آب و ہوا کی بدولت ہوتا ہے نہ کہ غذا کی بدولت...... اس ماحول کی وجہ سے ہوتا ہے جس میں وہ پل کر جوان ہوئے ہوں...... عین ممکن ہے کہ انھیں جو استاد میسر آیا ہو وہ غصے کا حامل ہو...... غصیلی طبیعت کا حامل ہو...... اور اس نے انھیں بتایا ہو کہ غصیلے عمل کو اپنانا چاہیے وگرنہ اسلام تو وہ مذہب ہے جس سے امن و سلامتی کے چشمے پھوٹتے ہیں...... ہم مسلمان امن کے علمبردار ہیں اور امن کو فروغ دینے میں مصروف رہتے ہیں...... اسلام امن سے محبت کرنے والا اور مہربان دین ہے۔

میرا خیال ہے اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: مردوں کے لیے ایک سے زائد شادیاں کیوں جائز ہیں اور عورتوں کے لیے کیوں جائز نہیں؟ اسلام میں ضبط تولید کیوں نہیں ہے؟

جواب: اس بھائی کا پہلا سوال یہ ہے کہ:

''اسلام میں مرد کو کیوں ایک سے زائد شادیوں کی اجازت ہے اور عورت کو یہ اجازت کیوں نہیں ہے؟''

درحقیقت اگر آپ قرآن کا مطالعہ کریں۔ قرآن کا تجزیہ سرانجام دیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ قرآن پاک ہی وہ واحد الہامی کتاب ہے...... اس روئے زمین پر قرآن پاک ہی وہ واحد کلام الٰہی ہے جو فرماتا ہے کہ:

''محض ایک ہی شادی کرو۔''

یہ حیران کن بات ہے کہ قرآن پاک ہی اس روئے زمین پر وہ واحد کتاب ہے جو فرماتی ہے کہ:

''محض ایک ہی شادی کرو۔''

دیگر مذاہب کی کتب...... کسی میں بھی یہ درج نہیں کہ ''محض ایک ہی شادی کرو۔'' یہ بات محض قرآن پاک میں ہی درج ہے۔

یہ بات قرآن پاک اپنی سورۃ النساء...... سورۃ نمبر4 کی آیت نمبر3 میں فرماتا ہے کہ:

''نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمھیں خوش آئیں۔ دو دو اور تین تین اور چار چار۔ پھر اگر ڈرو کہ دو بیبیوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو۔''

اسلام نے شادی کی بالائی حد بھی مقرر فرما دی ہے کہ آپ چار سے زائد شادیاں نہیں کر سکتے۔ لیکن ایک سے زائد شادی آپ اس صورت میں کر سکتے ہیں جبکہ آپ اپنی بیویوں کے درمیان انصاف کر سکیں اور اگر آپ اپنی بیویوں کے ساتھ انصاف نہیں کر سکتے تو ایسی صورت میں محض ایک ہی شادی کرو۔

اور سورۃ النساء...... سورۃ نمبر4...... آیت نمبر129 میں قرآن فرماتا ہے کہ:

''تمھارے لیے یہ ممکن نہیں کہ تم اپنی بیویوں کے ساتھ انصاف کر سکو۔''

قرآن پاک میں یہ کہیں بھی نہیں فرمایا گیا کہ اگر آپ ایک سے زائد شادیاں کریں گے تو آپ کو زیادہ نوازا جائے گا...... آپ پر زیادہ مہربانی کی جائے گی...... یہ کہیں بھی نہیں فرمایا گیا۔ لہٰذا یہ آپ کی اپنی صوابدید پر ہے کہ آپ ایک شادی کریں یا ایک سے زائد شادیاں کریں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام نے کیوں ایک سے زائد شادیوں کی اجازت دی؟

اسلام نے یہ اجازت اس لیے دی کیونکہ...... اگر آپ لڑکے اور لڑکیوں کی پیدائش کی شرح پر غور کریں...... وہ تقریباً برابر ہی ہے۔ لیکن اگر آپ بچوں کے امراض کے ماہر کسی ڈاکٹر سے رابطہ کریں تو وہ آپ کو بتائے گا کہ ایک لڑکے کے مقابلے میں ایک لڑکی جراثیموں اور بیماریوں کے ساتھ بخوبی لڑ سکتی ہے...... طبی لحاظ سے لڑکی ایک مضبوط جنس ہوتی ہے۔ لہٰذا لڑکوں کی موت کی شرح بہ نسبت لڑکیوں کے زیادہ ہے۔ جب آپ جوانی کی حدود کو پہنچ جاتے ہیں...... حادثات بھی آپ کے منتظر ہوتے ہیں...... جنگیں بھی آپ کو لڑنی ہوتی ہیں...... اس طرح عورتوں کی نسبت زیادہ مرد ہلاکت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ

دنیا بھر کے اعداد و شمار پر غور کریں...... ہندوستان ان ممالک میں سے ایک ہے جہاں پر عورتوں کی آبادی مردوں سے کم ہے۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے؟ اس کا جواب بی بی سی کے ایک ٹیلی ویژن پروگرام میں دیا گیا ہے:

''اسے مرنے دیں۔''

کے عنوان سے اس پروگرام میں بتایا گیا ہے کہ:

''ایک محتاط انداز کے مطابق کہ روزانہ تین ہزار سے زائد حمل اسقاط حمل کی نذر کیے جاتے ہیں کیونکہ یہ حمل لڑکیوں کے حمل شناخت کر لیے جاتے ہیں اور اس شناخت کے بعد ان کو اسقاط کروا دیا جاتا ہے۔''

تامل ناڈو کے ایک سرکاری اسپتال کی رپورٹ کے مطابق:

''زندہ پیدا ہونے والی دس لڑکیوں میں چار کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔''

اسلام لڑکیوں کو ہلاک کرنے سے منع فرماتا ہے۔

قرآن پاک سورۃ بنی اسرائیل...... سورۃ نمبر 17 آیت نمبر 31 اور سورۃ انعام......سورۃ نمبر 6......آیت نمبر 151 میں فرماتا ہے کہ:

- ''اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے۔ ہم انھیں بھی روزی دیں گے اور تمھیں بھی۔ بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔''
- ''اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث۔ ہم تمھیں اور انھیں سب کو رزق دیں گے۔''

اسلام میں اولاد کو قتل کرنے کی ممانعت ہے خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان میں مردوں کی آبادی عورتوں کی آبادی کی نسبت زیادہ ہے۔ اگر آپ لڑکیوں کی ہلاکتوں کے اس شیطانی فعل پر آج عمل درآمد بند کر دیتے ہیں...... تو پھر ہندوستان میں بھی چند عشروں کے اندر اندر عورتوں کی تعداد مردوں سے بڑھ جائے گی۔

اگر آپ امریکہ کے اعداد و شمار کے بارے میں جانتے ہوں...... محض امریکہ اکیلے میں...... مردوں کے مقابلے میں 7 تا 8 ملین زائد عورتیں موجود ہیں...... محض نیویارک میں ہی مردوں کے مقابلے میں ایک ملین زائد عورتیں موجود ہیں۔ نیویارک کی آبادی میں سے ایک تہائی آبادی قوم لوط سے تعلق رکھنے والوں کی ہے...... یعنی ان کی حرکتیں وہی ہیں

جو حرکتیں قوم لوط کرتی تھی جن کو زنانہ ساتھی کی ضرورت نہیں...... امریکہ بھر میں 25 ملین ایسے لوگ موجود ہیں جو قوم لوط کی حرکتوں میں مصروف ہیں۔ اگر آپ اعداد وشمار کا تجزیہ سرانجام دیں...... امریکہ میں 30 ملین سے زائد عورتیں ایسی ہیں جن کو خاوند میسر نہیں آ سکتے۔ محض برطانیہ میں مردوں کے مقابلے میں 4 ملین سے زائد عورتیں موجود ہیں...... محض جرمنی میں مردوں کی نسبت 5 ملین زائد عورتیں موجود ہیں...... محض روس میں مردوں کی نسبت 7 ملین زائد عورتیں موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ دنیا بھر میں مردوں کی نسبت کتنی زائد عورتیں موجود ہیں۔ اگر آپ دنیا کے رواج پر عمل کرتے ہوئے محض ایک ہی شادی کریں اور اگر میری بہن امریکہ میں مقیم ہو اور فرض کریں...... فرض کریں وہاں پر ہر ایک مرد ایک ایک بیوی حاصل کر چکا ہے...... اس کے باوجود بھی وہاں پر 30 ملین خواتین شوہروں سے محروم رہ جائیں گی...... اگر میری بہن بھی ان امریکہ میں بسنے والی بدقسمت خواتین میں سے ایک ہو جو شوہروں سے محروم رہ چکی ہوں...... تب اس کے لیے ایک ہی راستہ باقی رہ جائے گا...... یا تو وہ اس شخص کے ساتھ شادی کرے جو پہلے ہی شادی شدہ ہو یا پھر پبلک پراپرٹی بن جائے یعنی بدکاری کی راہ پر چل نکلے...... اس کے علاوہ کوئی تیسرا راستہ موجود نہیں ہے...... تمام تر باحیا لوگوں نے کہا کہ ہم پہلا راستہ منتخب کریں گے بشرطیکہ ایسی کوئی صورت حال درپیش ہوئی...... اگر ایک ایسا مرد آپ کی دسترس میں ہے جو پہلے سے شادی شدہ نہیں تو اسے فوراً قابو کر لیں...... کوئی مسئلہ نہیں۔

سوال کا دوسرا حصہ کہ:

> ''ایک مسلم عورت کیوں ایک سے زائد خاوندوں سے شادی نہیں کر سکتی؟''

اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر آپ تجزیہ سرانجام دیں تو آپ دیکھیں گے کہ اگر ایک مرد کی ایک سے زائد بیویاں ہیں...... تب آپ ماں اور باپ دونوں کی شناخت کر سکتے ہیں۔ دوسری طرف ایک عورت کے ایک سے زائد خاوند ہوں...... تب آپ ماں کی شناخت تو کر سکتے ہیں لیکن باپ کی شناخت نہیں کر سکتے...... آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج کل خون کے ٹیسٹ کی بدولت باپ کی شناخت ممکن ہے...... ہوسکتا ہے ایسا ممکن ہو...... یہ شناخت قانونی عدالت تسلیم بھی کرتی ہو...... مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن اس کے علاوہ دیگر

وجوہات بھی موجود ہیں۔ وہ یہ کہ مرد عورت کی نسبت زیادہ جنسی قوت کا حامل ہے...... حیاتیاتی طور پر اور اگر ایک مرد ایک سے زائد بیوی رکھتا ہے تو ایسی صورت میں جنس کے ذریعے بیماریوں کے پھیلنے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے...... لیکن اگر ایک عورت ایک سے زائد مرد رکھتی ہو تو ایسی صورت میں جنس کے ذریعے پھیلنے والی بیماریوں کا خطرہ بہرحال موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام عورت کو ایک سے زائد شادی کی اجازت فراہم نہیں کرتا۔

میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

جہاں تک ضبط تولید کا تعلق ہے...... برتھ کنٹرول...... یہ ایک ایسا لفظ ہے جو آج کل ہر ایک کے منہ پر ہے...... اور امید کی جاتی ہے کہ اس پر عمل درآمد کیا جائے...... ہندوستان میں تو یہ ایک قسم کا قانون بن چکا ہے:

''ہم دو، ہمارے دو...... اک کے بعد ابھی نہیں...... دو کے بعد کبھی نہیں۔''

دیکھیں امیر یا غریب سے قطع نظر...... اگر میرے والدین نے فیملی پلاننگ کی ہوتی تو میں آپ کے سامنے موجود نہ ہوتا۔ میں اپنے والدین کی پانچویں اولاد ہوں...... میں آپ کے سامنے کبھی موجود نہ ہوتا۔ لہٰذا اسلام میں برتھ کنٹرول کی اجازت نہیں ہے۔ جہاں تک فیملی پلاننگ کا تعلق ہے...... اس کے لیے آپ میری ویڈیو کیسٹ بہ عنوان ''قرآن اور ماڈرن سائنس'' سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں...... اس میں فیملی پلاننگ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے...... یہ ایک لمبا جواب ہے۔

میرا خیال ہے کہ آپ کے سوال کے تمام حصوں کے جوابات مکمل ہو چکے ہیں۔

سوال: اگر عالمی بھائی چارے کی بات کرتے ہیں لیکن اگر ایک غیر مسلم لڑکا ایک مسلمان لڑکی سے شادی کر لے...... اس عمل درآمد کو کوئی برداشت نہیں کرے گا...... اس وقت عالمی بھائی چارہ کہاں چلا جاتا ہے؟

جواب: اس بھائی نے ایک اچھا سوال پوچھا ہے کہ کوئی بھی اس امر پر متفق نہیں ہوگا کہ ایک غیر مسلم فرد ایک مسلمان فرد سے شادی کرے...... عالمی بھائی چارہ اس وقت کہاں جاتا ہے؟ آپ کا سوال کچھ اس طرح ہے کہ جیسے آپ مجھ سے یہ پوچھ رہے ہوں کہ ہم ایک گاڑی بنائیں جس میں ایک ٹائر سائیکل کا ٹائر ہے اور دوسرا ٹائر ایک ٹرک کا ٹائر ہے...... یہ

گاڑی کیسے چلے گی؟ دیکھیں کہ زندگی کی طرز ایک جیسی ہونی چاہیے...... بیوی زندگی کی ساتھی ہے۔ اسلام میں قرآن نے فرمایا ہے کہ:

"شادی ایک "میثاق" ہے...... ایک مقدس معاہدہ ہے۔"

شادی ایک مقدس معاہدہ ہے...... یہ اس طرح نہیں ہے کہ بیوی آپ کی غلام بن جائے گی۔ یہ ایک مقدس معاہدہ ہے...... دونوں کے ایک دوسرے پر مساوی حقوق ہیں۔ اگر طرز زندگی مختلف ہو...... ایک فرد کہے کہ:

"میں نے تو چرچ جانا ہے۔"

اور دوسرا فرد کہے کہ:

"میں نے تو مسجد جانا ہے۔"

اور وہ مختلف چیزوں کی پوجا شروع کر دیں۔ تب یہ ایک اچھی گاڑی نہ ہوگی...... یہ گاڑی چل نہیں سکتی۔ لہٰذا خاندان کو بہتر طور پر چلانے کی غرض سے دونوں کو ایک ہی فلسفے کا حامل ہونا چاہیے...... یہ ایک انتہائی ضروری امر ہے۔ اگر دونوں میاں بیوی مختلف فلسفوں کے حامل ہوں گے...... تب یقیناً ان کی زندگی کی گاڑی چل نہیں سکتی۔ اس لیے میں نے کہا تھا کہ:

"اسلام عالمی بھائی چارے پر یقین رکھتا ہے...... تمام انسان آپس میں بھائی ہیں۔ لیکن مسلمان میرے دینی بھائی ہیں۔"

دیکھیں آپ کے عیسائی بھی ایک دوسرے سے مختلف واقع ہوئے ہیں...... اگر ایک عیسائی کے نظریات آپ کے نظریات سے نہیں ملتے تب تم اس عیسائی سے شادی نہیں کرو گے۔ ایک عیسائی اگر عیسائی فلسفے میں آپ سے متفق نہیں ہوتا...... تم اس عیسائی سے بھی شادی نہیں کرو گے۔ کیونکہ دونوں جیون ساتھیوں کا فلسفہ ایک ہونا چاہیے تب زندگی کا سفر انتہائی آرام دہ ہوگا۔ اگر فلسفے جدا جدا ہوں گے تو یہ اس گاڑی کی موافق ہوگا جس کا ایک ٹائر سائیکل کا ہو اور ایک ٹائر ٹرک کا ہو...... ایسی گاڑی چل نہیں سکے گی۔ یہی وجہ ہے کہ والدین دونوں کا فلسفہ اور طرز زندگی ایک ہونا چاہیے۔

سوال: کیا وجہ ہے کہ غیر مسلموں کو "کافر" کہا جاتا ہے اور انھیں حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے...... کیا یہ دوسرے مذہب پر تنقید کے مترادف ہے؟

جواب: سوال یہ کیا گیا ہے کہ:

''آپ غیر مسلموں کو کافر کہہ کر کیوں پکارتے ہیں اور آپ انھیں حقارت کی نظر سے کیوں دیکھتے ہیں؟''

میرے بھائی عربی لفظ ''کفر'' سے نکلا ہے...... جس کا مطلب ہے جھٹلانا، چھپانا، قرآن کے حوالے سے اس کا مطلب یہ ہے کہ:

''جو اسلام کو جھٹلاتا ہے۔''

ایسا کوئی بھی فرد ہو وہ غیر مسلم ہے۔ میں آپ کو غیر مسلم کہہ کر پکاروں گا۔ غیر مسلم کے لیے عربی لفظ ''کافر'' ہے۔ اگر آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ کافر...... کافر کہہ کر پکارنا گالی دینے کے مترادف ہے...... غلط ہے تب آپ کو مسلمان ہو جانا چاہیے۔ دیکھیں اگر کوئی مجھے یہ کہتا ہے کہ:

''میں ہندو نہیں ہوں۔''

تو اس میں میرے لیے برا منانے والی کون سی بات ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ:

''اگر کوئی مجھے یہ کہے کہ میں ہندو نہیں ہوں...... تو یہ میرے لیے گالی کے مترادف نہیں ہے۔''

اور اگر کوئی آپ کو غیر مسلم کہتا ہے...... اور آپ حقیقت میں بھی غیر مسلم ہوں تب وہ شخص درست کہہ رہا ہے۔ آپ اسلام قبول نہیں کرتے...... اس کا مطلب ہے آپ اسلام کو مسترد کر رہے ہیں...... اور یہ لفظ غیر مسلم کے لیے ہے۔ اگر آپ دیکھتے ہیں کہ کوئی شخص ڈاکہ زنی کرتا ہے اور اگر وہ آپ سے یہ شکوہ کرے کہ آپ مجھے ڈاکو کیوں کہتے ہیں تب اس کو ڈاکہ زنی ترک کر دینی چاہیے۔ تب اگر وہ کہتا ہے کہ وہ کافر ہے اور آپ اس کو برا محسوس کرتے ہیں تب آپ اسلام قبول کر لیں...... تب آپ کو کوئی بھی ''کافر'' نہیں کہے گا۔ لہٰذا ''کافر'' ایک عربی لفظ ہے جو ان لوگوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو غیر مسلم ہیں۔

میرا خیال ہے اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: اسلام امن و سلامتی کا درس دیتا ہے...... مسلمانوں کے ساتھ تشدد کے متعدد واقعات کیوں منسلک ہیں...... مثال کے طور پر بنیاد پرستی اور دہشت گردی وغیرہ۔ اسلام عورتوں اور مردوں کو مساوی حقوق دیتا ہے...... افغانستان میں عورتوں کو ملازمتوں کے حقوق کیوں میسر نہیں ہیں؟

جواب: اس بھائی نے سوال کیا ہے کہ:

"اسلام امن اور سلامتی پر یقین رکھتا ہے...... اسلام کے پیروکاروں کو بنیاد پرست اور دہشت گرد کیوں کہا جاتا ہے...... عورتوں کو مساوی حقوق نہیں دیے جاتے وغیرہ وغیرہ۔"

میرے بھائی آپ میری کیسٹ سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ جس کا عنوان ہے۔ اسلام میں خواتین کے حقوق...... "جدیدیت کے معیار کے عین مطابق یا فرسودہ؟" یہ کیسٹ دو گھنٹوں کے خطاب پر مبنی ہے اس میں ہمارا سوال جواب کا اجلاس دو گھنٹوں پر محیط ہے اور میں نے اس میں ثابت کیا ہے...... اسلام میں خواتین اور مرد مساوی حیثیت اور مساوی حقوق کے حامل ہیں۔ اگر لوگوں کا ایک مخصوص گروہ خواتین کو ان کے حقوق نہیں عطا کرتا...... ان کو ان کے حقوق سے محروم رکھتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اسلام خدانخواستہ غلط ہے۔ لہٰذا میں یہ کہتا ہوں کہ خواتین کے حقوق کا اندازہ اس امر سے ہرگز نہ لگائیں کہ ایک انفرادی مسلمان اس ضمن میں کیا کرتا ہے یا مسلمان معاشرہ اس ضمن میں کیا کرتا ہے بلکہ خواتین کے حقوق کا اندازہ معتبر اور مستند ذرائع سے لگانا چاہیے۔ وہ یہ کہ اسلام نے خواتین کو زیادہ سے زیادہ حقوق عطا کیے ہیں...... حتیٰ کہ مغربی دنیا سے بھی بڑھ کر حقوق عطا کیے ہیں...... اسلام نے خواتین کو 1400 برس قبل حقوق عطا کیے تھے...... جائیداد کی ملکیت کے حقوق...... قانونی حقوق...... سماجی حقوق...... روحانی حقوق...... تعلیمی حقوق وغیرہ وغیرہ۔ مکمل تفصیل کے لیے آپ میری متعلقہ کیسٹ سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

ایک مخصوص گروہ کیا کرتا ہے اور کیوں کرتا ہے؟ آپ جائیں اور ان سے دریافت کریں...... اسلام اس قسم کا کوئی درس نہیں دیتا۔ جہاں تک بنیاد پرستی کا تعلق ہے...... مسلمان امن دوست لوگ ہیں۔ وہ کیوں بنیاد پرست واقع ہوئے ہیں...... میں آپ کو بتاتا ہوں...... مجھے ایک بنیاد پرست ہونے پر فخر ہے...... ڈاکٹر ذاکر کو ایک بنیاد پرست ہونے پر فخر ہے۔ ایک شخص بنیادی حقائق کی پیروی کرتا ہے وہ بنیاد پرست کہلاتا ہے۔ لہٰذا اگر آپ ایک اچھے ریاضی دان بننا چاہتے ہیں...... آپ کو جاننا چاہیے...... آپ کو ریاضی کی بنیاد کو جاننا چاہیے...... آپ کو ریاضی کی مشق کو جاننا چاہیے...... جب تک آپ ایک بنیاد پرست ریاضی دان نہ بنیں گے آپ ریاضی کی بنیادیں نہیں جان سکتے...... آپ ایک اچھے ڈاکٹر

نہیں بن سکتے۔ بالکل اس طرح میں ایک بنیاد پرست مسلمان ہونے پر فخر کرتا ہوں۔ میں اسلام کی بنیاد کو جانتا ہوں...... میں اس بنیاد کی پیروی کرتا ہوں...... اس کی مشق کرتا ہوں۔ اس پر عمل درآمد کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی یہ بھی جانتا ہوں کہ آج کل جدیدیت کے پس منظر میں بنیاد پرست کا مطلب ہے دہشت گرد۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں کہ آپ اس کا کیا مطلب لیتے ہیں۔ ایک ہندو کے لیے...... ایک اچھا ہندو بننے کے لیے ضروری ہے کہ اسے ہندوازم کی بنیادوں کو جاننا چاہیے...... ان کی پیروی کرنی چاہیے اور ان پر عمل درآمد کرنا چاہیے۔ ایک عیسائی کے لیے...... ایک اچھا عیسائی بننے کے لیے ضروری ہے کہ وہ عیسائیت کی بنیادوں سے واقف ہو...... ان کی پیروی کرے اور ان پر عمل درآمد کرے۔ جب تک وہ ایک بنیاد پرست عیسائی نہیں بنتا وہ ایک اچھا عیسائی کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ اسلام کی ہر ایک بنیاد...... بہترین ہے...... وہ انسانیت کے خلاف نہیں ہے۔ اگر کسی مخصوص مذہب کی بنیادیں انسانیت کے خلاف ہوں تب آپ کہہ سکتے ہیں...... کہ یہ ایک بنیاد پرست ہے...... لیکن وہ بنیاد پرست ایک برا انسان ہے...... اسلام کی ایک بھی بنیاد ایسی نہیں ہے جو انسانیت کے خلاف ہو۔ آپ اگر اسلام کو انسانیت کے خلاف تصور کرتے ہیں تو اس کی وجہ محض یہ ہے کہ آپ میں علم کی کمی ہے...... اسلام کے بارے میں آپ مکمل طور پر علم نہیں رکھتے۔ ممکن ہے آپ اسلامی قوانین بہتر طور پر نہ جانتے ہوں۔ جہاں تک دہشت گردوں کا تعلق ہے...... ایک فرد...... جس طرح ہندوستان میں آزادی کی جنگ لڑنے والا ایک فرد...... آپ جانتے ہیں کہ ہم انھیں کس نام سے پکارتے ہیں:

"آزادی کی جنگ لڑنے والے (حریت پسند)...... دیش بھگت۔"

برطانوی حکومت انھیں دہشت گرد کہتی تھی...... وہی آدمی...... وہی کام وہ کر رہا ہے۔ ہندوستانی محسوس کرتے ہیں کہ اہل برطانیہ کو ہندوستان پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں تھا...... اس لیے یہ لوگ آزادی کے لیے لڑنے والے کہلاتے ہیں۔ برطانوی حکومت یہ سوچتی ہے کہ وہ ہندوستان پر حکومت کرنے کا حق رکھتی تھی...... وہ سوچتے ہیں کہ وہ دہشت گرد ہیں۔ وہی آدمی...... وہی سرگرمی دو مختلف نام۔ للہٰذا یہ آپ پر منحصر ہے کہ آپ کس نقطۂ نظر کے ساتھ متفق ہیں۔ اگر آپ برطانیہ کے نقطۂ نظر کے ساتھ متفق ہیں...... آپ انھیں

دہشت گرد کہیں گے...... اگر آپ ہندوستان کے نقطۂ نظر کے ساتھ متفق ہیں...... آپ انھیں ''دیش بھگت'' کہیں گے۔ لہٰذا ایک شخص پر مختلف لیبل چسپاں کیے جا سکتے ہیں...... مختلف نقطۂ ہائے نظر کے تحت اس کو مختلف ناموں سے پکارا جا سکتا ہے۔ اگر آپ مناسب طور پر مشاہدہ سرانجام دیں تو ایک حقیقی مسلمان کبھی بھی ایک دہشت گرد نہیں ہو سکتا۔ یہ حقیقت ہے کہ ہر مذہب میں کچھ کالی بھیڑیں ہوتی ہیں...... یہ ہر گروہ میں موجود ہوتی ہیں...... ہر ملک و ملت میں موجود ہوتی ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہٹلر...... اس نے چھ ملین یہودیوں کو نیست و نابود کر دیا تھا...... آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ عیسائیت بری ہے کیونکہ وہ ایک عیسائی تھا! محض اس لیے کہ ہٹلر نے چھ لاکھ یہودی مارے تھے...... میسولینی نے ہزاروں لوگ مارے تھے...... آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ عیسائیت بری ہے۔ اسی طرح ہر ایک جگہ میں کالی بھیڑیں موجود ہیں...... لیکن آپ کو ان کو جو خطاب بھی دے سکتے ہیں وہ آپ کے اس عمل پر منحصر ہے کہ آپ کس نقطۂ نظر سے اتفاق کرتے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: افغانستان میں مسلم خواتین کیوں مساوی حقوق سے مستفید نہیں ہو رہی ہیں؟

جواب: افغانستان میں خواتین بسلسلہ روزگار کیوں مساوی حقوق کی حامل نہیں ہیں۔ مسئلہ کچھ اس طرح ہے کہ اسلام میں عورت ہر وہ کام کر سکتی ہے جو خلاف شرع نہ ہو۔ مثال کے طور پر ایک عورت شراب کی بار میں کام نہیں کر سکتی...... حتیٰ کہ ایسی جگہ پر مرد بھی کام نہیں کر سکتا...... ایک عورت جوئے خانے میں کام نہیں کر سکتی حتیٰ کہ ایسی جگہ پر مرد بھی کام نہیں کر سکتا...... ایک عورت ایسی ملازمت نہیں کر سکتی جس میں اس کے جسم کی نمائش بھی شامل ہو...... مثلاً ماڈلنگ اور فلمی اداکارہ وغیرہ...... ایسے کاموں میں اس کے جسم کی نمائش ہوتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری خواتین کا احترام کیا جائے...... ان کی عزت کی جائے...... ان کی توقیر سرانجام دی جائے۔ جب ایک عورت اپنے جسم کی نمائش کرتی ہے تو ہزاروں مرد اس عورت کی طرف دیکھ رہے ہوتے ہیں اور سیٹیاں بجا رہے ہوتے ہیں۔ ہم باحیا طریقے سے زندگی گزارنے پر یقین رکھتے ہیں۔ لہٰذا ہماری خواتین ایسے کام نہیں کر سکتیں جن میں ان کے جسم کی نمائش مقصود ہو۔ مغربی تہذیب جو خواتین کے حقوق کے بارے میں بلند بانگ دعویٰ کرتی ہے درحقیقت اس نے خواتین کی تذلیل سرانجام دی ہے اور یہ تذلیل

خواتین کے حقوق کی آڑ میں سرانجام دی گئی ہے۔ انھوں نے عورتوں کے جسموں کی نمائش کرتے ہوئے ان کی تذلیل سرانجام دی ہے...... انھوں نے عورت کو مدخولہ بنایا...... داشتہ بنایا اور معاشرے کی تتلیاں بنا کر رکھ دیا...... جو کہ تہذیب و ثقافت اور فن کی رنگین اسکرین کے پیچھے چھپی ہوئی ہیں۔ اسلام ایسے کاموں کی اجازت فراہم نہیں کرتا...... وگرنہ دیگر کام...... دیگر ملازمتیں...... دیگر روزگار...... اگر یہ باحیا ہوں...... اور اگر عورت ''حجاب'' کے ساتھ انھیں سرانجام دے سکتی ہو اور مردوں کے ساتھ مل جل کر سرانجام دینے والا نہ ہو...... تب عورت ایسا کام کر سکتی ہے...... ایسی ملازمت اپنا سکتی ہے۔

جہاں تک افغانستان کا تعلق ہے...... اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے...... ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ اس کے بارے میں اخبارات میں جو خبریں چھپ رہی ہیں وہ درست بھی ہیں یا نہیں...... قرآن پاک سورۃ حجرات...... آیت نمبر 6 میں فرماتا ہے کہ:

''جب تمھیں کوئی خبر ملے تو تم اس کی تصدیق کر لیا کرو۔''

میں نے ہندوستانی اخبارات میں پڑھا ہے کہ افغانستانی...... یہ مجاہدین...... وہ عورتوں کو ہلاک کرتے ہیں...... وہ کہتے ہیں کہ تم کام کے لیے نہیں جا سکتیں...... تم ملازمت نہیں کر سکتیں اور انھوں نے لیڈی ڈاکٹروں کو کام کرنے سے منع کر دیا ہے اور انھوں نے ان کی تنخواہیں روک دی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ میں نے ٹائم میگزین میں پڑھا کہ:

''مجاہدین نے خواتین کو بے حیا کاموں کی سرانجام دہی سے روک دیا ہے...... اگرچہ انھوں نے خواتین کی ملازمتوں پر پابندی عائد کر دی ہے مگر انھوں نے لیڈی ڈاکٹروں کو اپنی خدمات کی سرانجام دہی سے نہیں روکا...... انھوں نے خواتین استادوں کو ان کے کام سے نہیں روکا اور جن خواتین کو انھوں نے ملازمتوں سے روک دیا ہے...... وہ ان کو بدستور تنخواہوں سے نواز رہے ہیں...... وہ ان کی تنخواہیں ان کے گھروں میں پہنچا رہے ہیں۔''

وہ کیوں ایسا کر رہے ہیں؟

''ملازمت مت کرو...... تنخواہ آپ کے گھر پہنچ جائے گی...... کیوں؟''

وہ اس لیے کہ وہ خواتین کو بے حیائی کے کاموں کے ساتھ منسلک ہونے سے

روکنا چاہتے ہیں۔

دیکھیں اگر آپ بے حیائی کے کاموں کے ساتھ منسلک ہیں۔ ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ یہ کام غلط ہیں...... آپ ماڈلنگ نہ کریں...... آپ رقص نہ کریں...... آپ فلمی اداکاری نہ کریں...... لیکن آپ جو معاوضہ حاصل کر رہے ہیں...... جو تنخواہ وصول کر رہے ہیں...... وہ آپ کے گھر پہنچ جائے گی...... تو آپ کے لیے اس سے دلکش پیش کش اور کیا ہو سکتی ہے۔

لہٰذا اخبارات میں ہم جو خبریں پڑھتے ہیں وہ ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہوتی ہیں۔ میں یہاں بیٹھ کر یہ فتویٰ نہیں دے سکتا کہ کون درست ہے اور کون غلط ہے۔ کیا ٹائمز آف انڈیا درست ہے یا ٹائم میگزین درست ہے...... لہٰذا قرآن فرماتا ہے کہ:

''اس شخص سے دریافت کرو جو جانتا ہے۔''

لہٰذا اس میدان کے ماہر موجود ہیں۔ آپ جانتے ہیں...... لیکن جو رپورٹیں میرے پاس ہیں اور جو میں نے آپ کو پیش کی ہیں وہ محض ذرائع ابلاغ کی مرہون منت ہیں...... جو کہ اہل مغرب کے ہاتھ میں ہے...... وہ ذرائع ابلاغ کو کنٹرول کرتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرنے کی سازش میں مصروف ہیں۔

میرا خیال ہے اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انتہائی مہربان اور رحم کرنے والا ہے...... لیکن مابعد قرآن شدید سزاؤں کا بھی ذکر کرتا ہے...... لہٰذا وہ ایک بدلہ لینے والا...... انتقام لینے والا خدا ہے...... کیا وہ انتقام لینے والا خدا ہے یا مہربان اور رحم کرنے والا خدا ہے؟

جواب: اس بھائی نے ایک اچھا سوال دریافت کیا ہے...... میں اس کا سوال بخوبی سمجھ چکا ہوں...... میں اس میدان سے منسلک ہوں اور میں یہ سوال سمجھ چکا ہوں۔ اس بھائی نے یہ سوال پوچھا ہے کہ:

''قرآن فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحمٰن اور رحیم ہے...... بہت مہربان انتہائی رحم کرنے والا ہے تب وہ سزا کیوں دیتا ہے؟''

جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ اسلام میں کچھ سزائیں مقرر ہیں...... مثلاً عورت کی بے حرمتی کے لیے اس دنیا میں بھاری سزا مقرر ہے اور کچھ سزائیں آخرت میں دی

جائیں گی......جہنم میں ڈالا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔ میرے بھائی آپ کو یہ احساس کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ایک غفور الرحیم خدا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ خدا بھی ہے...... وہ مہربان بھی ہے اور انتہائی رحم کرنے والا بھی ہے......قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے 99 صفاتی نام موجود ہیں...... مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کسی عورت کی بے حرمتی کی واردات میں ملوث ہوتا ہے...... آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا غفور الرحیم ہے...... خدا مجرم کو بے لگام پھرنے دے...... اگر ایسا ہو تو پھر خدا ایک غفور الرحیم خدا نہیں کہلائے گا بلکہ ایک ناانصاف خدا کہلائے گا۔ اس عورت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے...... وہ عورت جس کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا...... اس کے باوجود بھی آپ مجرم کو بے لگام چھوڑنا چاہتے ہیں...... آج سائنس ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ایک شخص جو کسی عورت کی بے حرمتی کا مرتکب ہوتا ہے...... جب وہ معاشرے میں جاتا ہے تو 95 فیصد توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ دوبارہ اس جرم کا ارتکاب کرے گا۔ لوگ کہتے ہیں کہ پہلے جرم پر اسے پانچ برس سزائے قید دی جائے...... جرم دہرانے پر اسے سزائے موت دی جائے...... امریکی اعداد و شمار یہ بتاتے ہیں کہ آج کل اگر وہاں پر کوئی شخص عورت کی بے حرمتی کی واردات میں ملوث ہوتا ہے تو جب وہ معاشرے میں جاتا ہے تو وہ دوبارہ اسی جرم میں ملوث ہوتا ہے۔ اس کے اس جرم میں ملوث ہونے کے 95 فیصد چانس ہوتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ضرور ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ اس عورت کے ساتھ بھی انصاف کرنا چاہتا ہے جسے تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہو۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے بھی غفور الرحیم ہے...... اگر اس کے باوجود بھی وہ اپنا جرم دہرائے تو اس کے حق میں بہت برا ہوگا۔ اسی طرح اگر آپ چوری کرتے ہیں......قرآن فرماتا ہے کہ اس کا ہاتھ قلم کر دیا جائے...... آپ اسے وحشیانہ قانون کہتے ہیں...... آپ کہتے ہیں کہ اسلام ایک وحشی مذہب ہے...... ہاتھ قلم کرنا۔ پہلے اسلام فرماتا ہے...... زکوٰۃ کا نظام جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا کہ ہر ایک صاحب نصاب شخص کو 2.5 فیصد زکوٰۃ دینا ہوتی ہے...... یہ کسی غریب اور مستحق مسلمان کو دی جاتی ہے...... اس کے بعد اگر کوئی چوری کرتا ہے...... اس کا ہاتھ قلم کر دیا جائے۔

سورۃ مائدہ......سورۃ نمبر 5 آیت نمبر 38 میں ارشاد مبارک ہے کہ:

''اور جو مرد یا عورت چور ہو تو اس کا ہاتھ کاٹو۔ ان کے کیے کا بدلہ اللہ

کی طرف سے سزا۔“

لوگ یہ سوچتے ہوں گے کہ سعودیہ میں ہر دوسرا شخص کٹے ہوئے ہاتھ کے ساتھ نظر آئے گا...... ہر دوسری خاتون کٹے ہوئے ہاتھ کے ساتھ دکھائی دے گی...... میں بذات خود سعودیہ میں رہا ہوں۔ میری نظروں سے ایک بھی ایسا شخص نہیں گزرا جس کا ہاتھ کٹا ہوا ہو...... ممکن ہیں چند ایسے افراد موجود ہوں...... لیکن ان میں سے کوئی بھی میری نظروں سے نہیں گزرا...... یہ مسئلہ اتنا عام نہیں ہے جتنا اس کو سمجھا جاتا ہے۔

اگر آج آپ امریکہ میں شرع اسلامی پر عمل درآمد کو ممکن بنائیں کہ ہر ایک صاحب نصاب فرد زکوٰۃ ادا کرے گا اور اگر کوئی شخص چوری کرے گا تو اس کا ہاتھ قلم کر دیا جائے گا تو کیا امریکہ میں جرائم کی شرح بڑھے گی؟ کیا یہ شرح جوں کی توں برقرار رہے گی؟ کیا جرائم کی شرح میں کمی واقع ہوگی؟...... لازمی طور پر جرائم کی شرح میں کمی واقع ہوگی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ضرور ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ انصاف کرنے والا بھی ہے اور وہ اپنے بندوں کا احتساب کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیتا ہے۔

انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے یا نہیں...... عورتوں کی بے حرمتی بند کر دیں تو اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔ لہٰذا اگر آپ کہیں کہ نہیں...... لوگوں کو لطف اندوز ہونے دیں...... تو آج آپ کے ہاں عورتوں کی بے حرمتی کی 1000 وارداتیں روزانہ ہوں گی...... کل 10,000 وارداتیں روزانہ ہوں گی اور یہ وارداتیں بڑھتی رہیں گی...... لہٰذا اللہ تعالیٰ کا یہ قانون تمام تر انسانیت کے لیے رحمت ہے...... یہ قانون لوگوں کے کسی مخصوص گروہ کے لیے باعث رحمت نہیں ہے...... یا محض سعودی عربیہ یا امریکہ کے لیے باعث رحمت نہیں ہے بلکہ تمام انسانیت کے لیے باعث رحمت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سزائیں مقرر کی گئی ہیں تاکہ تمام تر انسانیت میں بہتری واقع ہو اور تمام تر انسانیت کے لیے نفع آور ثابت ہوں۔

میرا خیال ہے اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: کیا آپ کشمیر میں لوگوں کو بھائی چارے کا درس دیں گے...... مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان بھائی چارہ...... اور کیا آپ کامیابی سے ہمکنار ہوں گے؟

(ڈاکٹر ذاکر)

اس بھائی نے یہ سوال پوچھا ہے کہ:

''کیا آپ کشمیر جا سکتے ہیں اور کشمیر کے لوگوں کو بھائی چارے کا درس دے سکتے ہیں اور کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں؟''

میں محسوس کرتا ہوں کہ کسی کو وہاں جانا چاہیے۔ میں کشمیر جا چکا ہوں لیکن اس وقت میں ایک بچہ تھا...... میں سیر کی غرض سے کشمیر گیا تھا...... اب مجھے وہاں جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ لیکن ہر ایک شخص کو چاہیے کہ قرآن پاک کو مجموعی طور پر زیر نظر رکھے...... آپ قرآن پاک کے محض کسی ایک حصے پر انحصار نہیں کر سکتے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کامیابی کی کنجی نہیں ہے۔ اگر کشمیر میں رہنے والا کوئی بھی فرد خواہ وہ ہندو ہو...... عیسائی ہو...... یا مسلمان ہو...... اگر وہ قرآن پاک کو مجموعی طور پر زیر نظر رکھے تو وہ امن و سلامتی کے علاوہ کچھ نہیں پائے گا۔

میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: میں اللہ کی مرضی اور اللہ کے بندے کی مرضی کے درمیان فرق کی وضاحت چاہوں گا۔ اسلام کا نظریہ ہے کہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی بندے کو اپنے عمل درآمد کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے...... براہ مہربانی اس کی وضاحت فرمائیں۔

جواب: اس بھائی نے یہ سوال پوچھا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اللہ کے بندے کی مرضی میں کیا فرق ہے۔''

قرآن فرماتا ہے کہ:

''اللہ کے حکم کے بغیر ایک پتا بھی نہیں ہل سکتا۔ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔''

تب اللہ کے بندے کی مرضی کدھر گئی؟

انفرادی مرضی موجود ہے...... ہر ایک فرد اپنی انفرادی مرضی کا حامل ہے۔ مثال کے طور پر میں آپ سے عرض کروں کہ پاور اسٹیشن سے...... مین الیکٹرک سپلائی آ رہی ہے ہیڈ کوارٹرز سے...... پاور اسٹیشنوں سے...... اور آپ نے پلگ لگایا ہوا ہے...... بجلی ہیڈ کوارٹرز الیکٹرک اسٹیشن سے آ رہی ہے...... اگر ایک شخص بجلی کی ایک ننگی تار پر اپنی انگلی رکھ دیتا ہے تو اسے بجلی کا جھٹکا لگے گا...... اس سلسلے میں کون قصور وار ٹھہرے گا؟...... صاف ظاہر ہے کہ متعلقہ شخص ہی قصور وار ٹھہرے گا...... خدا نے اسے عمل درآمد کی آزادی بخشی ہے...... وہ ننگی

تار پر اپنی انگلی رکھے یا نہ رکھے یہ اس کی صوابدید پر منحصر ہے...... آپ پاور اسٹیشن کو قصور وار نہیں ٹھہرا سکتے...... اگر تار میں بجلی موجود نہ ہوتی تو آپ کو جھٹکا نہ لگتا...... اگر بجلی کی رو پاور اسٹیشن سے بند کر دی جائے...... تو آپ کو جھٹکا نہیں لگے گا...... لیکن اس کی وجہ سے آپ پاور اسٹیشن کو قصور وار نہیں ٹھہرا سکتے...... آپ متعلقہ شخص کو قصور وار ٹھہرائیں گے کہ اس نے کیوں بجلی کی ننگی تار کو چھوا؟

لہٰذا پاور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے...... طاقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اللہ کی پاور کے بغیر...... اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت کے بغیر...... اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگرچہ اختیار اللہ کے پاس ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو درست کا اور غلط کا انتخاب کرنے کا شعور عطا فرما رکھا ہے وہ ایک قتل کا مرتکب ہونے سے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار کیوں عطا کیا؟ کیونکہ یہ زندگی بقول سورۃ ملک...... سورۃ نمبر 67...... آیت نمبر 2:

"وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی تاکہ تمہاری جانچ ہو۔"

اللہ تعالیٰ نے موت اور زندگی آخرت کے امتحان کے لیے پیدا فرمائی ہے...... یہ اس دنیا میں ایک امتحان ہے۔ اوسطً زندگی بمشکل 60 برس ہے۔ کچھ لوگ 20 برس زندہ رہتے ہیں...... کچھ 80 برس زندہ رہتے ہیں۔ اوسطاً لوگ 50 تا 60 برس کے درمیان زندہ رہتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

"انسان کی زندگی آخرت کا امتحان ہے۔"

اللہ نے آپ کو اختیار سے نوازا ہے...... اس نے آپ کو برے اور بھلے کی تمیز کروائی ہے...... یہ تمیز قرآن پاک کے ذریعے بھی کروائی گئی ہے...... اگر آپ ان ہدایات پر عمل درآمد کریں گے تو آپ امتحان میں کامیاب ہوں گے اور اگر آپ ان ہدایات پر عمل نہیں کریں گے تو آپ امتحان میں ناکام ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار سے نوازا ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ کے سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔

سوال: مسلمان بھائیوں کے کچھ حلقے اس امر پر میری مخالفت کرتے ہیں کہ میں شہر میں محفل میلاد منعقد کرنے کے خلاف ہوں۔ اسلام محفل میلاد کے بارے میں کیا فرماتا ہے؟

جواب: نواب صاحب نے ایک سوال دریافت کیا ہے...... اور یہ اطلاع مجھے سعودی

عربیہ میں موصول ہوئی تھی کہ مدراس میں کسی نواب صاحب نے محفل میلاد کی مخالفت میں آواز اٹھائی ہے اور میں نے سوچا تھا...... کہ میں محض ایک ہی نواب صاحب کو جانتا ہوں...... وہ سارکوٹ کے شہزادہ ہیں اور میں کسی دوسرے نواب صاحب کے بارے میں نہیں جانتا۔ لہٰذا میں نے سوچا...... ممکن ہے یہ وہی نواب صاحب ہوں اور انھوں نے محفل میلاد کی حوصلہ شکنی کی ہو اور بات کچھ اس طرح ہے کہ:

"کوئی بھی چیز جو آپ دین اسلام میں نئی داخل کرتے ہیں جس کا قرآن پاک میں تذکرہ نہ ہو...... صحیح احادیث مبارکہ میں تذکرہ نہ ہو...... یہ امر بدعت کہلاتا ہے...... بدعت یعنی دین میں نئی چیز داخل کرنا۔"

لیکن مذہب اسلام کی پیروی کرتے ہوئے آپ اس میں نئی چیزیں داخل نہیں کر سکتے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی نہیں فرمایا تھا کہ:

"تم لوگ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جلوس نکالو...... یا میرے یوم انتقال پر جلوس نکالو۔"

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ 12 ربیع الاوّل...... لوگ کہتے ہیں کہ آج عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم انتقال بھی ہے۔

لہٰذا میں لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ:

"کیا آپ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم پیدائش منا رہے یا یوم انتقال منا رہے ہیں۔"

اگرچہ باوثوق ذرائع یہ کہتے ہیں کہ:

"پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 9 ربیع الاوّل کو اس دنیا میں تشریف لائے تھے اور 12 ربیع الاوّل کو اس دنیا سے تشریف لے گئے تھے۔"

جو کچھ بھی ہے...... اس بارے میں کوئی حدیث مبارک موجود نہیں ہے...... صحیح حدیث مبارک موجود نہیں ہے...... جو یہ بتائے کہ آپ کو یہ دن منانا چاہیے یا نہیں منانا چاہیے۔ اگر آپ ایک اچھی محفل سجانا چاہتے ہیں...... جس میں اچھی باتیں کرنا چاہتے

ہیں...... دیگر لوگوں کو اچھا درس دینا چاہتے ہیں تو ضرور سجائیں یہ اچھی بات ہے لیکن جشن منانا اور پیسے ضائع کرنا...... آپ جانتے ہیں کہ جلوس نکالے جاتے ہیں اور بینڈ باجے بجائے جاتے ہیں...... یہ اسراف ہے......فضول خرچی ہے۔

قرآن پاک سورۃ بنی اسرائیل......سورۃ نمبر 17...... آیات نمبر 25 اور 26 میں فرماتا ہے کہ:

"فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔"

ہمارے مسلمان بھائی ایسے بھی ہیں جو اس روز باآواز بلند گاتے بجاتے ہیں...... اور سڑکوں پر بڑے بڑے جلوس نکالتے ہیں اور نعرے لگاتے ہیں کہ:

"نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا دامن نہیں چھوڑیں گے......نہیں چھوڑیں گے۔"

میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ:

"تم نے یہ دامن کہاں سے پکڑا ہے جو تم اسے نہیں چھوڑو گے۔"

چھوڑنے کا سوال تب پیدا ہوتا ہے جب آپ پہلے دامن کو پکڑتے ہیں۔

قرآن فرماتا ہے کہ:

"اللہ کی اطاعت کرو۔ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو۔"

قرآن کو پڑھو...... اور اس کو سمجھو...... قرآن کو سمجھ کے ساتھ پڑھو...... صحیح حدیث مبارکہ کا مطالعہ کرو اور آپ پر حقیقت خود بخود واضح ہو جائے گی۔

میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب مکمل ہو چکا ہے۔